اصلاحاتِ صفی اورنگ آبادی

صفی اُستاد بننا ہے تو اُستادانِ عالم کی
اُٹھاؤ جُوتیاں تازہ کرو حُقّے بھرو چلمیں



مُرتب
محبوب علی خان اخگر قادری

○ کتاب : اصلاحاتِ صفیؔ اورنگ آبادی
○ صفحات : ۲۱۲
○ مرتب : محبوب علی خاں اخگرؔ قادری
○ اشاعت : جنوری ۱۹۹۳ء
○ پہلی بار : پانچ سو (۵۰۰)
○ کتابت : محمد عبدالرؤف
○ سرورق : سلام خوشنویس ○ ولی محمد صدیقی آرٹسٹ چھتہ بازار
○ طباعت لیتھو : دائرہ پریس ۔ چھتہ بازار ۔ حیدرآباد
○ طباعت سرورق : جی ۔ اے آفسٹ پریس لکڑی کا پُل حیدرآباد
○ تصاویر : پاکیزہ فوٹو اسٹوڈیو، یاقوت پورہ و پریسیڈنٹ فوٹو اسٹوڈیو، جہاں نما
○ جلدسازی : حفیظیہ بُک بائینڈنگ، چھتہ بازار ۔ حیدرآباد
○ قیمت : ساٹھ روپے (Rs. 60/-)

ملنے کے پتے :
○ حسامی بُک ڈپو ۔ مچھلی کمان ۔ حیدرآباد
○ اسٹوڈنٹس بُک ہاؤس ۔ چار کمان ۔ حیدرآباد
○ اخگرؔ "نصیب منشن" 19-3-262/17/2
جہاں نما ۔ حیدرآباد ۔ 500253



حضرت صفیؔ اورنگ آبادی

ضرت صفی ... بارے میں

ء الدین بہبود علی صفی اورنگ آبادی

، منیر الدین صدیقی

ء سنہ ۱۳۱۰ھ مقام پیدائش : اورنگ آباد سکونت : روبرو خواجہ حیدر علیخاں

یکانی ۲: ظہور دہلوی ۳: عبدالولی فروغ ۴: رضی الدین حسن کیفی

رجب سنہ ۱۳۷۳ھ م ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۵۴ء مقام انتقال : عثمانیہ دواخانہ

حضرت سردار بیگ صاحب ۔ آغا پورہ ۔ حیدر آباد

اشاریہ

	مضمون نگار	تاریخ ماہ و سنہ
ک آبادی	صاجزادہ میر اشرف الدین علیخاں	مرقع سخن جلد اول ۱۹۳۵ء (حضرت صفی کی زندگی میں)
	تمکین کاظمی	روزنامہ سیاست ۲۸ مارچ ۱۹۵۴ء
	مصطفیٰ علی بیگ	روزنامہ ہمارا اقدام ۸ اپریل ۱۹۵۴ء
	سید نظیر علی عدیل	انقلاب جولائی ۱۹۵۴ء
	خواجہ حسین شریف شوق	انقلاب اگست سنہ ۱۹۵۴ء
	غلام دستگیر	سٹی کالج میگزین فروری ۱۹۵۵ء
	یوسف کمالی	〃
ی کاملان	ڈاکٹر حفیظ قتیل	ماہ نامہ صبا جولائی ۱۹۵۵ء
	مرتبہ خواجہ حمید الدین شاہد	ماہ نامہ سب رس ۱۹۵۶ء
	محمد اکبر الدین صدیقی	ماہ نامہ نورس غزل نمبر ۱۹۵۸ء
	ڈاکٹر سیدہ جعفر	〃
ا اورنگ آبادی	ڈاکٹر عقیل ہاشمی	〃
غزل گوی	شریف ایم اے	〃

۱۴:	صفی اورنگ آبادی ایک صاحب طرز شاعر	سلیمان اطہر جاوید	ماہنامہ نورس غزل نمبر ۱۹۵۸ء
۱۵:	صفی کو میں نے دیکھا بھی سنا بھی	سعادت نظیر	//
۱۶:	حیدرآباد کے شاعر جلد اول	خواجہ حمید الدین شاہد	
۱۷:	انتخاب کلام صفی اورنگ آبادی	مبارز الدین رفعت	سنہ ۱۹۶۳ء
۱۸:	پراگندہ مجموعہ کلام	خواجہ شوق	سنہ ۱۹۶۵ء
۱۹:	فردوس صفی	سید غوث یقین	سنہ ۱۹۶۸ء (پاکستان)
۲۰:	گلزار صفی	رؤف رحیم	سنہ ۱۹۸۷ء
۲۱:	ابجد سے شاذ تک		روزنامہ سیاست سنہ ۱۹۸۸ء
۲۲:	سوانح عمری صفی اورنگ آبادی	محمد نور الدین خان	سنہ ۱۹۸۹ء
۲۳:	تلامذہ صفی اورنگ آبادی	محبوب علی خاں اخگر قادری	سنہ ۱۹۹۱ء

اب تو جینے کی دعائیں مانگتا ہوں رات دن
اے صفی اُس کی قسم جس نے مجھے پیدا کیا

(صفی)

حاصل ہوا تسکیں جو تیری جلوہ گاہ میں ۔ کبھی

۱ وہ ذوق آرزو جو تھا ہر بہاری نگاہ میں ۔ تمکنت

دنیا پڑی ہوئی ہے اسی رشتہ راہ میں

۲ کانٹے بچھے ہوئے ہیں محبت کی راہ میں ۔ تیری

~~دیکھا نہیں تو تیری نظر کا قصور تھا~~ ۔ جس نے نہ دیکھا ۔ اس کی

۳ جلووں کا کیا کمی تھی تیری جلوہ گاہ میں

ہوتے ہیں بادشاہ ~~بھی~~ جیسے = وہ بھی دوسرے تیرے گدا نکلے

دنیا کی تحط سالی سے جینا محال ہے ۔ آمد قلیل و خرچ کثیر و زمانہ قحط

مشکل ہے زندگانی کے سب دن گذار دے ۔ ہاں (واحد و جمع کی پہچان بھی جاتی رہی ؟)

(۱) (۲)

چشم بد دور

آپ کیا نکلے = خوب رو نکلے خوش ادا نکلے

اس کو لفظ دیکا دمخا کیے

جس کا معشوق بادشاہ نکلے

~~دور خزاں ہے~~ ۔ ~~شمع~~ ~~شبنم کے~~ ۔ نہ اب بہار چمن ، یا دور خزاں

یہ بیچارگی ہے بہار چمن کو سنوار دے ۔ بس (یا) نکھار دے

اور پھر

آنکھ میں آ گئی ہیں تیری ~~بشیر~~ ~~بنیر~~ ~~بہر~~

وہ مشکل دل فریب ہر اپنی نگاہ میں

حضرت صفیؔ اورنگ آبادی کے اساتذہ کا شجرہ[1]

لکھنؤ

مصحفی ← آتش ← تلق ← جلال ← شہزادہ[2] ضیا محقق ← صفی

دہلی

درد رح ← حافظ شتاق ← فیض حیدرآبادی ← یاس حیدرآبادی ← کیفی رح

سودا ← قائم چاندپوری ← قمرالدین منت ← نظام الدین ممنون ← شاہ نصیر

میر ← محمد حسان شاد ← خواجہ عشرت لکھنوی

شاہ نصیر:

رسا ← حیا ← ضیا محقق ← صفی

احمد جان شہید ← شعلہ ← لمعہ ← فروغ ← صفی

مومن ← حیا ← ضیا ← صفی

ذوق ← میاں مخیر ← علوی ← نیکش ← کیفی ← صفی

ذوق ← میاں مخیر ← علوی ← نیکش ← ظہور ← صفی

ذوق ← داغ ← ضیا محقق / فروغ / کیفی ← صفی

---

[1] اخبار منصف مورخہ ۸ جولائی ۱۹۹۰ء
[2] شہزادہ ضیا، گورگانی

ترتیب



محبوب علی خان اخگر قادری

اِنتساب

اُس ارضِ دکن

کے نام

جس کی محبّت سے

کلامِ صفیؔ

سرشار

ہے.

اخگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

"سوانح عمری صفیؔ اورنگ آبادی" مؤلفہ جناب محمد نورالدین خان صاحب پڑھنے کے بعد یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جناب صفیؔ کو اللہ تعالیٰ نے بعض خاص صلاحیتیں اور خوبیاں ودیعت کی تھیں۔ ذہانت تو ان کے لئے خدا کی دین تھی اس کے علاوہ شاعری میں ہمہ دان اور مسلّم اُستادِ سخن ہونے کے ساتھ ساتھ صاحبِ طرز ادیب اور بلند پایہ تنقید نگار و نقاد بھی تھے۔ شاعری ان کا محبوب مشغلہ تھا اس کے علاوہ اپنے شاگردوں کے کلام پر بڑی دلچسپی اور توجہ سے اصلاح دیتے تھے۔ ان کے اِصلاح دینے کا طریقہ بھی بہت خاص تھا۔ وہ اصلاح دے کر اصلاح کی وجہ بھی لکھتے تھے۔ زبان و بیان، بول چال، صحیح محاورہ کے استعمال، قواعد اور عروض سے اپنے شاگردوں کو واقف اور آشنا کرتے۔ بار بار کی جانے والی غلطیوں پر ٹوکتے اور متنبہ کرتے اور اسی کے ساتھ ان کے اشعار کی داد دے کر تعریفی کلمات لکھتے تھے۔ تقریباً نصف صدی تک نہ صرف اپنی غزل گوئی اور سخن سنجی سے اُردو ادب کو مالا مال کیا بلکہ باقاعدہ اِصلاحِ سخن کو اپنی زندگی کا مشن بنا کر جو علمی خدمت اُنھوں نے انجام دی اس کی مثال نہیں ملتی۔

"جب تلامذہ صفیؔ اورنگ آبادی" مَیں نے مُرتب اور شائع کی تو دوستوں اور قدردانوں کی حوصلہ افزائی نے مجھے جناب صفیؔ پر مزید کام کرنے کا حوصلہ بخشا۔ دکن میں کئی باکمال اساتذۂ سخن ہوئے ہیں۔ ان کے شاگردوں کی

تعداد بھی کافی زیادہ رہی ہے اس کے باوجود اُردو ادب کا یہ المیہ ہے کہ ان اساتذہ سُخن کی اصلاحیں ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتیں۔ اس احساس نے میرے شوق کو اُبھارا اور میں نے اِرادہ کرلیا کہ جناب صفیؔ پر جب کام کرنا ہی ہے تو وقت ضائع کئے بغیر ان کی اِصلاحوں کو جمع کرکے شائع کروں تاکہ یہ نایاب علمی ذخیرہ محفوظ ہوجائے۔

اصلاحوں کو شائع کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ حضرت صفیؔ نے خود اپنی مرتبہ فہرست میں اپنے شاگردوں کی تعداد [۱۵۷] بتائی ہے ان میں سے کئی شاگرد دُنیا سے رخصت ہوچکے ہیں اور جو بقید حیات ہیں وہ ہمارے لئے غنیمت اور یادگار حضرت صفیؔ ہیں۔ اب یہ بتانا داستان سرائی ہوگی کہ اصلاحوں کے حصول میں تعاون سے کتنی خوشی ہوئی اور عدم تعاون نے مجھے کتنا مایوس اور دل شکستہ کردیا۔ میری تگ و دو اور شوقِ بے نہایت کا حاصل صرف [۱۸] شاگردوں کی تقریباً پانچ سو اصلاحیں ہیں۔ اگر میں عدم تعاون کا شکار نہ ہوتا تو یقیناً اصلاحاتِ صفیؔ کا ایک ضخیم مرقع مُرتب و شائع ہوکر اہلِ ذوق کے لئے یادگار سوغات بنتا۔

شاگردانِ حضرت صفیؔ کی کثیر تعداد کو دیکھتے ہوئے یہ اصلاحیں بہت کم ہیں بہ ایں ہمہ ان کی افادیت مسلّمہ ہے۔ طباعت سے یہ محفوظ ہوگئی ہیں اور ہر دور میں دکن کے مایۂ ناز استادِ سخن کی عظمت کے شاہد رہیں گی۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ حضرت صفیؔ کی اصلاحات کو جمع کرکے شائع کرنے کے کام کا جو میں نے بیڑہ اُٹھایا تھا اسے پایۂ تکمیل کو پہونچا دیا ہے۔

میں نے حضرت صفیؔ کی بہ قلمِ خود چند اصلاحات کے زیراکس بھی کتاب میں شامل کئے ہیں جن سے ان کے طریقۂ اصلاح کا اندازہ ہوتا ہے نیز جن شاگردوں کی اِصلاحیں کتاب میں درج ہیں اُن کی تصاویر بھی بطور یادگار کتاب میں موجود ہیں۔ یہ بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے دیانت کے ساتھ ان اصلاحوں اور توجیہات کو بن وعن اور جوں کا توں قائم رکھا ہے جیسا کہ حضرت صفیؔ نے لکھا تھا۔ اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہیں کی۔

میری درخواست پر شعر و ادب پر عبور رکھنے والی جن اہم شخصیتوں نے میری کتاب کے لئے گراں قدر مضامین اور نقد و تبصرہ عنایت فرمایا ہے اِس سے تالیف کی افادیت میں معتد بہ اضافہ ہوا ہے۔ میں تہہ دل سے فرداً فرداً ان اصحاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میرے قدیم دوست جناب غوث محمّد خاں صاحب لکچرار، جناب محمد نور الدین خاں صاحب اور جناب سید نظیر علی عدیل صاحب کا شکریہ ادا کرنا میرے لئے ایک خوشگوار فریضہ ہے جنھوں نے نہ صرف مسودہ نویسی میں مدد دی بلکہ وقتاً فوقتاً مفید و کارآمد مشوروں سے نوازا اور میری ہمت افزائی کی۔

معروف خوشنویس جناب محمّد عبدالسلام صاحب اور جناب ولی محمّد صاحب آرٹسٹ کا ممنون ہوں جنھوں نے کتاب کے سرِ ورق کو خوب صورت اور دیدہ زیب بنا کر مجھ سے تعاون کیا۔ آخر میں کتابت کے لئے جناب محمّد عبدالرؤف صاحب خوشنویس طباعت کے لئے دائرہ پریس چھتہ بازار، جلد بندی کے لئے حفیظیہ بک بائنڈنگ چھتہ بازار اور تصاویر کے لئے پریسیڈنٹ و پاکیزہ فوٹو اسٹوڈیو بھی مرے شکریہ کے مستحق ہیں۔

جنوری ۱۹۹۳ء

"نصیب منشن" ۲/۱۷/۲۶۲-۳-۱۹

جہاں نما۔ حیدرآباد ۵۰۰۲۵۳

محبوبؒ علی خاں اخگر قادری

[مُرتب]



محمدؐ نور الدین خاں

صفی اورنگ آبادی کی اُستادی

شاعری بھی فنونِ لطیفہ کی ایک شاخ ہے جیسے موسیقی اور مصوری وغیرہ۔ کسی بھی فن کی باریکیوں اور اصول وضوابط کو اربابِ فن سے سیکھے بغیر کوئی اچھا فن کار نہیں بن سکتا، فن پر لکھی گئی کتابوں کی ورق گردانی سے فنی نکات بطور خود برسوں کے بعد معلوم بھی ہوسکتے ہیں اور نہیں بھی معلوم ہوسکتے ہیں لیکن استاد کے فیضانِ صحبت سے بہت جلد معلوم ہو جاتے ہیں۔ ذوق اور طبیعت کی موزونیت سے کلام منظوم تو ہو جاتا ہے لیکن بغیر مشورۂ سخن غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ خیال، تخیل اور جذبات کے اظہار کے لیے صحیح محاورہ وبول چال سے واقفیت، عروض وقواعدِ زبان کو جاننا، تشبیہ واستعارہ اور صنائع معنوی کو سمجھنا بہت ضروری ہے جس کے بغیر اظہارِ خیال میں ندرت پیدا ہوتی ہے نہ کلام کا حُسن نکھرتا ہے۔ بعض اصحاب کا خیال ہے کہ کلام پر استاد کی اصلاح سے شاعر کی انفرادیت مٹی میں رِل جاتی ہے۔ لیکن یہ مفروضہ مشاہدہ سے بعید ہے۔ داغ نے ابتدا سے برسوں تک استاد ذوق سے کلام پر اصلاح لی لیکن داغ اور ذوق کے رنگِ سخن میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ دونوں کی انفرادیت اپنی جگہ قائم وبرقرار ہے۔ اور بھی کئی مثالیں ایسی دی جاسکتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ شاگرد خود ہی اپنے استاد کے طرزِ کلام کو پسند اور اختیار کرے۔ جناب صفی نے چار اساتذہ سخن سے کلام پر اصلاح لی لیکن ان کے کلام میں اپنے کسی استاد کے رنگِ سخن

کی چھاپ نہیں ہے۔ میر تقی میر اور داغ اُن کے پسندیدہ شاعر ہیں۔ انہوں نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ "مطالعہ میر و داغ" سے انہوں نے اپنے کلام کو جِلا بخشی ہے:

غزلوں میں اپنی حرف کیا ئیں نے اے صفی
جو کچھ بِلا مطالعۂ میر و داغ سے

اس میں کوئی شک نہیں داغ کی شوخ بیانی اور میر کی طرزِ فغاں میں ہمنوائی ضرور کی ہے اس کے باوجود ان کا اپنا الگ طرزِ بیان اور اندازِ سخن ہے۔ شاعری کے نقار خانے میں ان کی نوائے سخن طرازی بہت آسانی سے پہچانی جاسکتی ہے۔

سوانح عمری صفی اورنگ آبادی پڑھنے سے واضح ہوتا ہے کہ جناب صفی نے کسی مدرسہ میں بیٹھ کر باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی نہ کسی اِدارہ سے سند لی۔ ابتدا میں مدرسہ نظامیہ (حیدرآباد) میں شریک ہوئے لیکن بہت جلد تعلیم ترک کرکے اپنی افتادِ طبع کی وجہ گھر بیٹھ گئے۔ اِتنا ضرور ہے کہ کسی مدرسہ یا اسکول میں پڑھنے کی بجائے کتاب خانوں میں مطالعۂ کتب میں اپنے آپ کو وقف کردیا اور اپنی خداداد صلاحیت اور فطری ذہانت سے بہت جلد فضل و کمال کے اس مقام پر پہنچ گئے جہاں اسکول اور کالج کے طالب علم برسوں کی محنت کے بعد بھی نہیں پہنچ سکتے۔

شاعری میں چار اساتذہ سخن کے نام آتے ہیں جن سے انھوں نے یکے بعد دیگرے اکتساب علم و فن کیا۔ پہلے حافظ مرزا منیر الدین گورگانی ضیا دہلوی ان کے بعد مولانا حکیم ظہور احمد دہلوی، عبدالولی فروغ حیدرآبادی اور آخر میں کیفی حیدرآبادی۔ وہ اس حقیقت کو ابتدا ہی میں سمجھ گئے تھے کہ فنِ شاعری سیکھنے اور اپنے کلام کو سنوارنے اور نکھارنے کُتب بینی سے زیادہ استاد کا فیضانِ صحبت ضروری ہے۔

ایک دن باضابطہ استاد بنتا ہے صفی
سیکھتا ہے جو کسی فن کو کسی اُستاد سے

ان کا یہ نظریہ تھا اور وہ اس نکتہ کو اچھی طرح جانتے تھے کہ حصول فن کے لئے صرف مشورۂ سخن ہی کافی نہیں ہے بلکہ خدمتِ استاد کے جذبہ کے ساتھ شاگرد دیدہ و دانستہ اتنا ہوشیار اور چالاک ہوکر استاد کو اپنا بنا لینے کے ڈھنگ اور گُر بھی جانے!

ہر ہُنر خدمتِ استاد سے آتا ہے صفیؔ
لیکن اس بات میں شاگرد بھی استاد رہے

"اُستاد رہے" سے دو لفظوں میں معنیٰ و مفہوم کی جو دُنیا سموئی ہوئی ہے وہ الفاظ سے بیان نہیں ہوسکتی۔ استاد بننے کے لیے انہوں نے کیا کیا کچھ نہیں کیا:

صفیؔ استاد بننا ہے تو استادانِ عالم کی
اٹھاؤ جوتیاں، تازہ کرو حقّے، بھرو چلمیں

جب اتنے پاپڑ بیلے تو رتبۂ استادی بلا کس اعتماد سے کہتے ہیں:

اہلِ زباں نہیں ہوں، زباں داں ہوں آصفیؔ
رُتبہ مرا زیادہ ہے اور اعتبار کم

محاورہ اور ضرب الامثال کی صحت، بول چال میں قُدرت، تشبیہ و استعارہ کی جدت اور طرزِ بیان کی خوبیوں سے اپنے عروسِ سخن کو ایسا سنوارا کہ اہلِ زبان بھی ان کے حسنِ کلام پر دنگ رہ گئے:

ہم کو شک میں ڈال دیتی ہے صفیؔ کی بول چال
دوستو! تحقیق کرنا یہ اُدھر والا نہ ہو

جناب صفیؔ بڑے پایہ کے نقادِ سخن بھی تھے ان کے کامل الفن ہونے کا ثبوت اِس سے مِلتا ہے کہ انہوں نے اساتذہ سخن شادؔ عظیم آبادی، حسرتؔ موہانی، فانیؔ بدایونی، حفیظ جالندھری اور استاد جلیلؔ کے بیسیوں اشعار میں صحت زبان کی خامیوں پر گرفت کی اور سقم بتلائے اور بعض اشعار پر اصلاح دی۔ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تنقیدوں کے دو مجموعے محترم جناب ابوالنصر محمد خالدی صاحب مرحوم

استادِ تاریخ اِسلام جامعہ عثمانیہ کے پاس تھے لیکن افسوس کہ صفی کے کمال فن کا یہ علمی خزانہ گُم ہوگیا۔ اس کی تفصیلات ہم نے اپنی "تالیف" سوانح عُمری صفی اورنگ آبادی" [ص ۱۱۱] میں بیان کی ہیں۔

دلی اور نگ آبادی سے صفی اورنگ آبادی تک کتنے باکمال اساتذہ سُخن دکن کی خاک سے اُٹھے۔ وہ اور ان کے شاگردوں نے علم وفن کی جو شمع جلائی تھی اس کی ضیا باریوں سے آج بھی دکن کی ادبی و شعری محفلیں روشن و منور ہیں۔ استاد کے مکان اصلاح سخن کے مرکز اور مکتب ہوتے تھے۔ تلامذہ کا وسیع حلقہ اُن اساتذہ سخن کے گرد ہوتا تھا۔ یہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ان حقیقتوں کے باوجود آج ہمارے پاس شاگردوں کے کلام پر اساتذہ کی اصلاحوں کے نمونے دستیاب نہیں۔ دو ایک نظر بھی آتے ہیں تو وہ تبرک ہیں بدقسمتی ہے ان کے محفوظ رکھنے اور ان کی طباعت کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی اور یہ قیمتی ادبی سرمایہ ہماری تغافل شعاری کی وجہ نا پید ہوگیا۔

جناب محبوب علی خاں قادری اخگرؔ، حضرت صفی کے جانشین جناب حادی کے شاگردِ رشید ہیں۔ ملازمت سے وظیفہ کے بعد انہوں نے پہلا ادبی کارنامہ یہ انجام دیا کہ حضرت صفی کے (چھیاسی ۸۶) شاگردوں کا محققانہ جامع تذکرہ مرتب کر کے ۱۹۹۱ء میں بڑے آب وتاب سے "تلامذہ صفی اورنگ آبادی" کے نام سے شائع کیا جسے اصحاب ذوق نے قدر ومنزلت سے دیکھا اور پذیرائی کی۔ سچ تو یہ ہے کہ دکنی ادب میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا منفرد جامع تذکرہ ہے۔ ابھی ایک سال ہی گزرا تھا کہ جناب محمد یحییٰ خالد فرزند جناب غلام علی حادی مقیم کینڈا نے اپنے والد مرحوم کا کلام شائع کرنے کا اِرادہ کیا تو نظرِ انتخاب جناب اخگر پر پڑی اپنے استاد کے فرزند کی خواہش کا احترام اور استاد کے کلام کے شائع ہوجانے کا جذبہ شوق ہی تھا کہ جناب اخگر اِس بارِ گراں کو اٹھانے آمادہ ہوگئے اور جس مستعدی اور خلوص سے "خیالاتِ حادی" جیسے ضخیم مجموعۂ کلام کو بڑے سلیقے کے ساتھ مرتب وشائع کرنے کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے ہیں وہ ان ہی کا حق ہے۔ اس کا اندازہ وہی کچھ لگا سکتے ہیں جو کوچۂ کاتب ومطبع" کی پُرپیچ وصبر آزما راہوں سے گزرنے کا تجربہ

رکھتے ہیں۔

ایک منزل سے دوسری منزل پر آکر ستانے کی بجائے ان کے ذوقِ علم اور جہدِ مسلسل کا ایک اور کرشمہ "اصلاحاتِ صفی" کے روپ میں چند مہینے بعد ہی جلوہ گر رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جو کام کسی ادارہ یا انجمن نے نہیں کیا، پیکرِ عمل جناب اختر نے تنہا کر دکھایا۔ اگر شاگردانِ صفی کچھ دلچسپی لیتے اور تعاون کرتے تو زیادہ سے زیادہ اصلاحاتِ صفی کا بیش بہا علمی ذخیرہ محفوظ ہوجاتا یہ جو کچھ بھی غنیمت ہے اور بہت ہے اور اسے شائع کرکے جناب اختر نے بہت بڑی ادبی خدمت کی ہے۔ کسی مالی تعاون سے بے نیاز اور فکرِ سود و زیاں سے بے پروا جناب اختر جس لگن اور جستجو سے پیہم سے جو علمی کام انجام دے رہے ہیں وہ لائقِ تحسین و ستایش ہے۔ ان کا کام ان کے نام کو یقیناً زندہ رکھے گا!

یکشنبہ
۲۰ر ستمبر ۱۹۹۲ء

محمد نور الدین خان
[صدر ادبستان دکن ———]
دیوڑھی نواب مشرف جنگ فیاض
چبوترہ سید علی 356-6-20 حیدرآباد دکن

"فانوسِ اِصلاح"

اُردو شاعری میں مجموعہ کلام اور سوانح عمری جیسے موضوعات پر بیشتر کتابیں ملتی ہیں لیکن اپنے متعلقہ تلامذہ کے کلام پر اساتذہ سخن کی اصلاحات پر مشتمل جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس موضوع پر اب تک جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں "قواعد العروض" [مصنفہ علامہ محمد حسین قدر بلگرامی] "عروض اور فنی مسائل" [مولانا نجم الغنی] "تلخیص عروض و قافیہ" [علامہ نظم طباطبائی] "اصلاح سخن" [مولانا ابراحسینی] "اصلاحات جلیل" [حضرت فصاحت جنگ جلیل کی اصلاحات] "نکات سخن" [مولانا حسرت موہانی کے عروضی نکات اور ان کی اصلاحات] "تحقیقات ضیاء" [شہزادہ گورگانی کے عروضی نکات اور ان کی اصلاحات] "میزان سخن" [مختلف اساتذہ سخن کی اصلاحات مرتبہ علامہ اخلاق حسین دہلوی] "نقش بر نقش" [مولانا شارق جمال ناگپوری کی جمع کردہ مختلف اساتذہ سخن کی اصلاحات] "اصلاح سخن" [مصنفہ عبد العلی شوق سندیلوی] "حرف برہنہ" [پروفیسر عنوان چشتی] قابلِ ذکر ہیں۔ ان میں مولانا ابراحسینی کی کتاب "اصلاح سخن" کو نسبتاً زیادہ شہرت حاصل ہوئی اور اکثر کہنہ مشق شعراء اِس کے مندرجات پر ایمان کی طرح یقین رکھتے ہیں لیکن کسی نے جنوبی ہند کی طرف پلٹ کر نہیں دیکھا! اور دیکھتے بھی کیسے؟ بیچ میں ایک بڑا دریا "گومتی" حائل ہے [اور وہ گومتی پار والے کہلاتے ہیں] تاہم ہیرے کو کب تک تہہ در تہہ چھپایا جا سکتا ہے۔ جب وہ منظرِ عام پر آتا ہے تو لازماً دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ خیرہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ وہ ہیرا ہیں حضرت صفی اورنگ آبادی جن کی اصلاحات سخن کو جہاں تک ہو سکا جمع کرکے جناب محبوب علی خاں اخگر قادری نے "اصلاحات صفی" کے نام سے یہ کتاب مُرتب کی ہے۔



سید نظیر علی عدیلؔ

اس کتاب کی ترتیب کے سلسلے میں جن موجودہ تلامذہ صفی نے جناب اخگر سے تعاون نہیں کیا اور اپنے اصلاح شدہ پرچے نہیں دکھائے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتی کہ ان کے کلام میں زبان و بیان کی بہت زیادہ سطحی و تحتانوی غلطیاں ہوں گی جن کو وہ منظرِ عام پر لاکر اپنے موجودہ نمائشی قد کو گھٹانا پسند نہیں کرتے لیکن "من انداز قدت را می شناسم" کے مطابق جو لوگ چشم نگراں رکھتے ہیں وہ ان سے بچ نہیں سکتے۔

سوال یہ ہے کہ اُردو شاعری میں ان کتابوں کی افادیت کیا ہے؟ مجموعہائے کلام کی افادیت تو یہ ہے کہ متعلقہ شعراء کا کلام پڑھنے کو ملتا ہے۔ اسی طرح سوانح عمری پر مشتمل کسی کتاب کی افادیت کیا ہو سکتی ہے؟ اصلاحات کا تعلق فنِ عروض اور زبان سے ہے اور یہ ایک انتہائی خشک موضوع ہے اِس لئے عام قارئین کے لئے چنداں دلچسپ نہیں ہو سکتا لیکن ان شاعروں کے لئے مشعلِ فکر و نظر کی حیثیت رکھتا ہے جو مبتدی اور نو آموز ہیں۔ ایسی کتابوں سے وہ مختلف شعراء کے کلام پر اساتذہ سخن کی ضروری اصلاح کو پڑھ کر شاعری کے رموز و نکات سے گھر بیٹھے استفادہ کر سکتے ہیں۔
بلاشبہ شعر و ادب کی یہ ایک اہم خدمت ہے جس کے لئے جناب محبوب علی خاں اخگر قادری قابلِ مبارک باد ہیں کہ انہوں نے جنوبی ہند کے ایک استادِ سُخن کی اِصلاحات کو مرتب و شائع کر کے شمالی ہند والوں کی آنکھیں کھول دیں۔ یہ مختصر سی کتاب جناب ابر احسنی کی ضخیم کتاب "اصلاح سخن" سے کسی طرح کم نہیں ہے بلکہ ترازو کے وزنی اور جھکے ہوئے پلڑے کے مترادف ہے۔

حضرت صفی کا طریقہ اصلاح دیگر اساتذۂ سُخن سے ذرا مختلف تھا۔ وہ تلامذہ کے خیالات کو توڑنے مروڑنے یا ان کو یکسر قلم زد کر دینے کے قائل نہیں تھے۔ اس سلسلے میں عہدِ ماضی کے ایک مشہور شاعر نظر حیدر آبادی کے والد حضرت علی اختر کی اصلاح کا ایک نمونہ پیش ہے۔ اُنھوں نے اپنے ایک شاگرد علی ظہیر کے ایک شعر پر اصلاح دی ہے، اصلاح کیا دی ہے، شعر کو قتل کر کے رکھ دیا ہے۔ علی ظہیر کا شعر تھا ؎

تم سے اِتنی مری گزارش ہے
ظُلم اِتنا کرو کہ سہہ بھی سکوں

مولانا اختر نے شعر کو قلم زد کر کے حسبِ ذیل شعر لکھ دیا ؎

تجھ کو ظالم کہے گی یہ دُنیا
مَیں ترے ظُلم سے جو مَر جاؤں

(یہ ایک غیر مردف غزل کا شعر ہے جس کے قافیے ہیں" سکوں، مروں، کیوں، جنوں وغیرہ) غور طلب بات یہ ہے کہ اس شعر میں اصلاح کے نام پر اصلاح ہی کیا ہوئی ؟ معلوم نہیں کس دُھن میں مولانا نے شعر کو یکسر قلم زد کر دیا ؟ ورنہ حق تو یہ ہے کہ ان کے مجوزہ شعر سے علی ظہیر کا شعر ہی جاندار اور خوبصورت تھا۔ اس کے برخلاف حضرت صفی تلامذہ کے اشعار میں حسبِ ضرورت ایسا ردو بدل کرتے تھے کہ ان کا خیال بھی مسخ نہ ہونے پائے اور شعر میں خوبصورتی بھی پیدا ہو جائے۔ "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر چند نمونے پیش ہیں:

پیرزادہ جاوید قادری کا ایک شعر ؎

ایک دو جام اور دے ساقی
ابھی کچھ ہوشیار ہیں ہم لوگ

حضرت صفی پہلے مصرعے کو یوں بدلتے ہوئے" ابھی جلسہ نہ ختم کر ساقی" لکھتے ہیں کہ ایک دو جام ایک ہی کے لئے کافی نہیں ہو سکتے چہ جائیکہ "لوگ" اس لئے "جلسہ" مناسب رہے گا۔

بہادر علی جوہر کا ایک شعر ؎

کسی کی مست نگاہی ارے معاذ اللہ
ستم ہے دِل کے لئے تو بلا ہے جاں کے لئے

پہلے مصرعے کو" تمھاری چشمِ تغافل ارے خدا کی پناہ" سے بدلتے ہوئے لکھتے ہیں کہ" معاذ اللہ" میں ایک مفہوم تنفر کا بھی نکلتا ہے جس کو معنی سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت غلام علی حاوی کا ایک شعر ؎

یہ نہ پوچھو کیا دیکھا یہ نہ پوچھو کیا پایا
میری خود فراموشی حاصل نظارہ ہے

مصرع اُولیٰ میں پہلے "پوچھو" کو "دیکھو" سے بدل دیا گیا جس سے "پوچھو" کی تکرار کی گرانی رفع ہوئی۔ نیز "حاصل" پوچھنے سے زیادہ غور و تامل کی چیز ہے۔

نظیر علی عدیل (راقم الحروف) کا ایک شعر ؎

وعدہ تو ہے کہ خواب میں آئیں گے وہ عدیل
مجھ کو خوشی میں نیند نہ آئے تو کیا کروں

دوسرے مصرعے میں "مجھ کو خوشی میں" کی بجائے "مارے خوشی کے" رکھا گیا اور وجہ یہ لکھی گئی کہ "خوشی کے مارے" محاورہ ہے اور جہاں شعر میں محاورہ کی گنجائش ہو تو ضرور استفادہ کیا جانا چاہیئے۔

غُلام محبوب خاں مسلم کا ایک شعر ؎

اے بیکسیٔ عشق تو رکھ میری شرم ولاج
قاتل کا نام لیتے ہوئے شرم کیوں نہ آئے

پہلے مصرعے کو بدرجۂ مجبوری یکسر قلم زد کرتے ہوئے یہ مصرع تجویز کیا ؎

"مارا ہوا ہوں میں نگہہ شرمسار کا"

وجہ اصلاح یہ لکھی گئی کہ "شرم" فارسی لفظ ہے اور "لاج" اُردو لفظ۔ دونوں میں واؤ (و) فارسی عطف کا استعمال غلط ہے۔

تلامذہ کے علاوہ حضرت صفی نے اپنے بعض ہم عصر شعراء کے کلام پر بھی اصلاح دی ہے مثال کے طور پر مولانا ماہر القادری کی نعت کے مطلع میں ؎

نیکی ترے بغیر نہ ایماں ترے بغیر
اک وہم ہے نجات کا امکاں ترے بغیر

پہلے مصرعے کو یوں بدلا ؎

"ایماں ترے بغیر نہ ایقاں ترے بغیر"

حضرت فانی بدایونی کا شعر ہے ؎

یوں نہ قاتل کو جب یقیں آیا
ہم نے دل کھول کر دکھائی چوٹ

دوسرے مصرعے میں "کھول کر" کی بجائے "چیر کر" رکھا گیا جس سے شعر میں زبان کی چاشنی پیدا ہو گئی۔ ایک مشاعرے میں حضرت فصاحت جنگ جلیل نے غزل پڑھی جس کا مطلع تھا ؎

بات ساقی کی نہ ٹالی جائے گی
کر کے توبہ توڑ ڈالی جائے گی

حضرت صفی نے اعتراض کیا کہ "کر کے توبہ" میں ظرف زمانی غلط ہے یعنی ساقی کی فہمائش پر توبہ کرتے اور پھر اس کو توڑ دینے کا کوئی محل نہیں ہے۔ مصرع یوں ہونا چاہیے ؎

"کی ہے توبہ توڑ ڈالی جائے گی"

اس واقعہ کی اطلاع اعلیٰحضرت حضور نظام کو ہوئی تو انہوں نے فرمان نکالا کہ جلیل صاحب استاد شہ ہیں، انھیں عام مشاعروں میں شرکت نہیں کرنی چاہیئے [حالانکہ یہ مشاعرہ مہاراجہ سرکرشن پرشاد شاؔد وزیر اعظم سلطنت حیدر آباد کی دیوڑھی میں منعقد ہوا تھا جو کسی طرح عام مشاعروں کی تعریف میں نہیں آسکتا۔ تاہم اس فرمان کے بعد حضرت جلیل نے تادم آخر پھر کسی مشاعرے میں شرکت نہیں کی]

مہاراجہ سرکرشن پرشاد شاؔد ایک دن علی الصباح اپنے پائیں باغ میں محو سیر تھے معاً ایک مصرع ان کے ذہن میں آیا ؎

"اس چمن میں کباب کی بو ہے"

کچھ دیر کے بعد انہوں نے اس مصرع پر مصرع پہنچایا ؎

کون گزرا ہے دِل جلا ایسا

لیکن یہ مصرعہ خود ان کے دل کو نہیں لگ رہا تھا۔ اسی عالم میں ٹہل رہے تھے کہ حضرت صفی نے

حاضر ہوکر سلام گزرانا اور بڑے مودبانہ انداز میں فکر آمیز خاموشی کا سبب دریافت کیا۔ مہاراجہ نے اپنا شعر سُناتے ہوئے کہاکہ پہلا مصرع دوسرے مصرعے کا ہم پایہ نہیں ہے اور کوئی دوسرا مصرع ذہن میں آ نہیں رہا ہے۔ حضرت صفی نے فوراً اجازت طلب کر کے مصرع بدل دیا ؎ ”کسی بُلبُل کا دِل جلا ہوگا“

مصرع سُنتے ہی مہاراجہ پھڑک اُٹھے اور اپنے گلے سے قیمتی موتیوں کا ہار اُتار کر ان کے گلے میں پہنادیا۔

اسی طرح دیگر تلامذہ واحباب کے مضامین نظم و نثر پر جو اصلاحیں دی گئی ہیں وہ بالتفصیل کتاب میں موجود ہیں جو مبتدی اور نو آموز شعراء کے لیے مشعلِ فکر و نظر کا کام دیتی ہیں۔

اس کتاب [اصلاحاتِ صفی] کی دوسری افادیت یہ ہیکہ حضرت صفی جیسے بلند پایہ شاعر، مسلم الثبوت استادِ سخن اور یادگار حضرت داغ دہلوی کی گراں قدر تحریر [بقلم خود] جو مختلف تلامذہ واحباب کے مسودات نظم و نثر پر موجود ہے ایک کتابی شکل میں محفوظ ہوگئی ہے جس کا قارئین ایک نظر مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب اخگر قادری نے چند اصلاحات کے عکس بھی آفسٹ کے ذریعہ شریک کتاب کئے ہیں جن سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت صفی نہ صرف ایک بلند پایہ شاعر اور ماہر عروض داں ہی تھے بلکہ خطاط و خوشنویس بھی تھے اور یہ فن انھوں نے کسی سے باقاعدہ سیکھا نہیں تھا بلکہ ایک ودیعت خداوندی تھی۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا [اقبال]

سیّد نظیر علی عدیلؔ

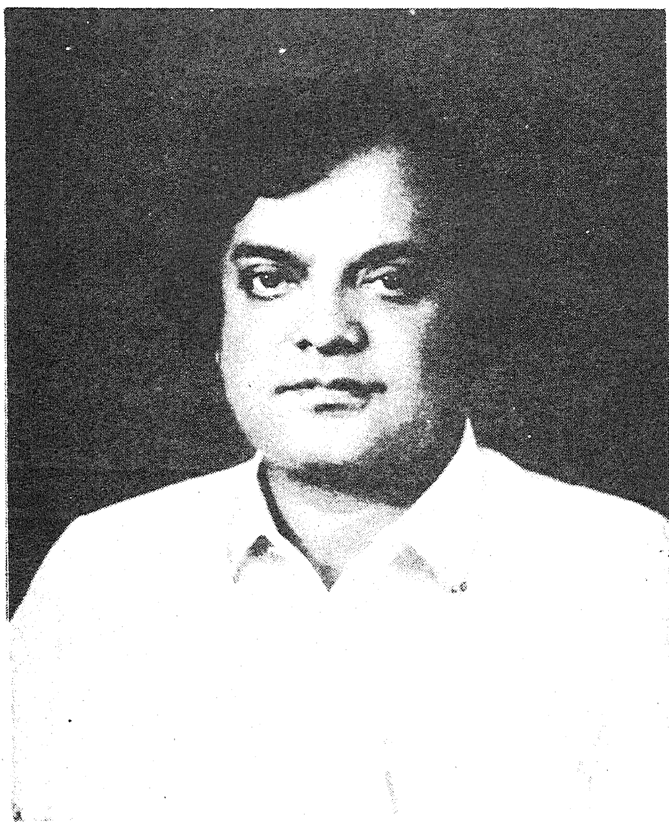
بیت النظیر ۱۹۰-۲-۲۳
مُغل پورہ۔ حیدرآباد [اے پی]

صفی بحیثیت استادِ سخن

صفی اورنگ آبادی ایک خوش گو اور قادرالکلام شاعر تھے۔ بیسویں صدی کے ربع دوم میں حیدرآباد دکن کی فضائیں اُن کے مسحورکن نغموں سے گونج رہی تھیں۔ غزل صفی کی محبوب صنفِ سخن تھی، اسی صنف میں انھوں نے اپنی جدّتِ طبع، زورِ کلام، لطفِ ادا، حسنِ بیان اور شیرینیٔ زبان کے جوہر دکھائے ہیں صفی اورنگ آبادی تغزل کا ایک رچا ہوا مذاق رکھتے تھے۔ ان کے کلام میں سادگی و سلاست بھی ہے۔ واقعیت اور اصلیت بھی۔ صوفیانہ افکار کی حرارت بھی ملتی ہے اور معاملاتِ حسن و عشق کی نیرنگیاں بھی۔ لیکن ان کی اہمیت و بڑائی محض اس لئے نہیں ہے کہ انھوں نے اردو غزل کو آب و تاب اور توانائی بخشی بلکہ ان کی عظمت اور برتری شاعر سے زیادہ شاعر گر کی حیثیت سے نمایاں ہوتی ہے صفی نے بحیثیت استادِ سخن شاگردوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنے فیضِ تربیت سے بہرہ یاب کیا ہے۔

اردو شاعری میں استادی اور شاگردی کی روایت نہایت قدیم ہے۔ اردو ادب کے تینوں اہم دبستانوں (دبستان دہلی۔ دبستان لکھنو اور دبستانِ دکن) میں اس روایت کا تسلسل اور ارتقا ملتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ استادی اور شاگردی کی روایت نے مبتدی شاعروں کی تربیت اور پرداخت کے علاوہ صحت شعری رجحانات کو فروغ دینے میں بھی غیر معمولی کارنامہ انجام دیا ہے۔

میدانِ شاعری کے ہر نو وارد کو اپنے کلام کے حسن و قبح کی پرکھ اور پہچان



ڈاکٹر محمد علی اثر لکچرر ویمنس کالج

کے سلسلہ میں، ایک استادِ سخن کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ کسی ایسے شاعر کو اپنا رہنما یا استاد بناتا ہے جو زبان و بیان اور الفاظ و محاورات کے صحیح استعمال کے علاوہ دیگر عروضی و معنوی نکات سے بھی کما حقہٗ واقفیت رکھتا ہو۔ استاد کے آگے ایک مُدت تک زانوئے ادب تہہ کرنے کے بعد جب شاگرد کے کلام میں اصلاح کی گنجائش باقی نہیں رہتی تو اُسے فارغ التحصیل قرار دے دیا جاتا ہے۔

استادی کے منصب پر فائز ہونے والے شاعر کی بڑی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اُسے نہ صرف اپنی اصلاح و ترمیم سے شاگرد کو مطمئن کرنا پڑتا ہے بلکہ اس کے اصلاح شدہ کلام پر کوئی اعتراض ہو جائے تو اس کا معقول جواب بھی دینا پڑتا ہے۔ شاعری کے میدان میں تلامذہ کی کامیابی سے استاد کی شہرت اور ناموری میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے استاد اصلاحِ سخن کا کام پورے انہماک اور ذمہ داری سے انجام دیتا ہے۔ تاریخِ ادب میں متعدد شاعروں کے نام اس لئے زندہ رہیں گے کہ وہ کسی نامور استاد کے شاگرد تھے یا کسی اچھے شاگرد کے استاد۔

صفی اورنگ آبادی نے ایک طرف ضیا گورگانی، ظہور دہلوی، فروغ حیدرآبادی اور رضی الدین حسن کیفی جیسے استادِ سخن سے فیضِ تربیت اٹھایا تو دوسری طرف ان کے تلامذہ میں غلام علی حاوی، میر بہادر علی جوہر، سید علی ستر یہ، صابر علی شاکر، حکیم غفار احمد ماجد، سرفراز علی ناوک، شمس الدین تاباں، روحی قادری، جہاں دار افسر، خواجہ شوق نظیر علی عدیل، امان ارشد اور غیاث صدیقی جیسے متعدد نامور شعرا شامل ہیں۔ حاوی کے توسط سے ان کا خاندانِ تلمذ پیشِ نظر کتاب کے مرتب محبوب علی خاں اخگر قادری تک پہنچتا ہے۔

صفی ایک بلند مرتبہ شاعر ہونے کے علاوہ باکمال سُخن سنج اور سخن شناس بھی تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے تلامذہ بھی شاعری کے فنی تقاضوں کا پوری طرح پاس و لحاظ رکھیں۔ اپنی زندگی میں جہاں بھی کوئی جوہرِ قابل نظر آیا تو انہوں نے اسے اپنی شاگردی میں قبولیت کا اعزاز بخشنے میں کبھی پس و پیش نہیں کیا۔ اس طرح سینکڑوں شعرائے حیدرآباد ان کے دامنِ تلمذ سے وابستہ رہے۔

صفیؔ کی تنقیدی بصیرت اور شاعری کے فن سے ان کی گہری وابستگی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مطالعۂ کُتب کے دوران اگر انھیں کسی شعر میں کوئی سقم نظر آتا تو اپنے قلم سے اس کی تصحیح بھی کر دیتے۔ محمد عبدالعزیز نے اپنے ایم۔اے (عثمانیہ) کے مقالے "صفیؔ اورنگ آبادی۔ شخصیت اور شاعری" میں اس سلسلہ کے چند اشعار پیش کیے ہیں۔ یہاں صرف تین شعر نمونتاً پیش کیے جاتے ہیں۔

حسرتؔ :- فریب سب ہیں یہ آغازِ عشق کے حسرتؔ
وہ لیں گے اس کرم بے حساب کے بدلے

صفیؔ :- "یہ سب فریب ہیں" آغازِ عشق کے حسرتؔ
وہ لیں گے اس کرم بے حساب کے بدلے

فانیؔ :- کہتے ہو کہ ہم وعدۂ پرسش نہیں کرتے
یہ سُن کے تو بیمار ہوا بھی نہیں جاتا

صفیؔ :- "کہتے ہیں" کہ ہم وعدۂ پرسش نہیں کرتے
یہ سُن کے تو بیمار ہوا بھی نہیں جاتا

شادؔ عظیم آبادی : وہی رہ رہ کے گھبرانا وہی ناکام گرا ہیں
بجز اس بات کے سمجھے سے دل ناکام کیا ہوگا

صفیؔ :- وہی ناشادؔ کی آہیں وہی ناکام گرنا لے
بجز اس بات کے سمجھے سے دل ناکام کیا ہوگا

صفیؔ اورنگ آبادی مشاعروں میں جہاں اچھے شعر کی دل کھول کر داد دیتے تھے

دہی پر عیب، کلام سُن کر بھی خاموش نہیں رہتے تھے۔ کسی شاعر کے کلام میں اگر اصلاح کی گنجائش نظر آتی تو فوراً اصلاح و ترمیم کے بعد شعر دُہراتے تھے۔ مولوی عظیم الدین محبتؔ "مملکت آصفیہ" میں ایک مشاعرے کی روداد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ایک مشاعرے میں انہوں (جلیلؔ مانک پوری) نے غزل پڑھی تھی جس کا مطلع تھا ۔

بات ساقی کی نہ ٹالی جائے گی
کر کے توبہ توڑ ڈالی جائے گی

جلیلؔ کے شاگردوں نے تعریفوں کے ڈونگرے برسائے سامعین نے بھی واہ واہ کی۔ حضرت بہبود علی صفیؔ بھی موجود تھے اُنہوں نے قدرے تبدیلی کے ساتھ شعر دہرایا ۔

بات ساقی کی نہ ٹالی جائے گی
کی ہے توبہ توڑ ڈالی جائے گی

"کر کے توبہ" کی بجائے "کی ہے توبہ" کی اصلاح پر صفیؔ کے شاگردوں نے جو تعریف کی تو آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ مشاعرے کے دوسرے دن شہر کے گلی کوچوں میں یہ بات پھیل گئی۔ اعلیٰ حضرت کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمان نکالا کہ جلیلؔ صاحب استاد شاہ ہیں انھیں مشاعروں میں شرکت نہیں کرنی چاہیئے۔ آخر دم تک جلیلؔ کو کسی نے مشاعروں میں نہیں دیکھا۔" [1]

صفیؔ کی اصلاح کا طریقہ یہ تھا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے تلامذہ کے کلام پر اصلاح دیتے تھے۔ وہ بیجا تصرف و ترمیم کے قائل نہیں تھے۔ جہاں بھی اصلاح کی گنجائش ہوتی۔ مناسب ترمیم و تنسیخ ضرور کرتے تھے۔

چند اصلاحیں ملاحظہ کیجیے، جن کے مطالعہ سے صفیؔ کے کمالِ استادی پر روشنی پڑتی ہے ۔

---

[1] عظیم الدین محبتؔ۔ مملکت آصفیہ جلد اول (دکن میں ذوقِ سخن) کراچی ۱۹۸۶ء ص ۲۹۴

غلام محبوب خاں کا مسلّم کا شعر تھا

تجھے دُنیا کہے گی کیسے مسلم
جو دل کو اپنے بُت خانہ بنادے

اِصلاح:۔
تجھے مسلم کہے گا کون مسلّم !!
جو اپنے دل کو بُت خانہ بنادے

صفیؔ نے جہاں پہلے مصرع میں مسلّم کی تکرار سے صوری اور معنوی حسن میں اضافہ کیا ہے تو وہیں دوسرے مصرع کو صرف الفاظ کے تغیر و تبدل سے چُست اور رواں بنادیا ہے۔

سید علی سـریر کے درج ذیل شعر پر صفیؔ کی اصلاح ملاحظہ کیجئے۔

اصل شعر:۔
گُل ہائے داغِ عشق کی اس میں کمی نہیں!
سینے کو میرے دیکھ کہ گلزار ہوگیا!

اِصلاح:۔
گُل ہائے داغ عشق کی اس میں کمی نہیں
سینے کو میرے دیکھتے گلزار ہوگیا

اس شعر کے مصرع ثانی میں صفیؔ نے "دیکھ کہ" کو "دیکھتے" سے بدل دیا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف مصرع مترنم ہوگیا ہے بلکہ "ک" کی تکرار سے تنافرِ صوتی کا نقص بھی دُور ہوگیا ہے۔

جاوید قادری کا شعر تھا
ہوگیا اپنا جگر ہی چاک چاک
یہ ہماری آہ کی تاثیر ہے

اِصلاح:۔
اور برہم ہوچکے وہ دیکھئے
یہ ہماری آہ کی تاثیر ہے

اس شعر کے مصرع اولیٰ کی تبدیلی کی وجہ سے شعر پُر لطف ہوگیا ہے۔

صفی اورنگ آبادی کی اصلاحیں بالعموم ان کے تلامذہ کی صحیح رہنمائی کا باعث ہوتی تھیں۔ ان کی اصلاح کا ایک اصول یہ تھا کہ اکثر مقامات پر اصلاح و ترمیم کے بعد، اس کے وجوہ و علل بھی تحریر کر دیتے تھے۔ تاکہ شاگردوں کو اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں کی نوعیت معلوم ہو جائے اور وہ آئندہ اس قسم کی لغزشوں کے مرتکب نہ ہوں۔

صفی اپنے شاگردوں کو روزمرہ، محاورہ اور ضرب الامثال کو کثرت سے استعمال کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ نظیر علی عدیل کے ایک شعر پر صفی کی اصلاح اور توجیہہ دیکھئے:

اصل شعر:- وعدہ تو ہے کہ خواب میں آئیں گے وہ عدیل
مجھ کو خوشی میں نیند نہ آئے تو کیا کروں

اصلاح:- وعدہ تو ہے کہ خواب میں آئیں گے وہ عدیل
مارے خوشی کے نیند نہ آئے تو کیا کروں

توجیہہ:- "خوشی کے مارے" محاورہ ہے اور جہاں شعر میں محاورہ کی گنجائش ہو تو ضرور استفادہ کیجیے۔"

صفی کی استادی اور شاعرانہ کمال کے جوہر اُن اصلاحوں میں زیادہ کھلتے ہیں جہاں انہوں نے لفظوں کی نشست میں ہلکا سا اُلٹ پھیر کر کے یا دو ایک الفاظ کو بدل کر کبھی سپاٹ اور بے لطف مصرعوں کو چست اور رواں بنا دیا ہے اور کبھی معنوی اعتبار سے شعر کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے

وقار الدین وقار کا شعر تھا:- شش جہت سے تری آواز مجھے آتی ہے
کتنی راہوں سے بہ یک وقت گذرنا ہے مجھے

اصلاح:- شش جہت سے تری آواز چلی آتی ہے
کتنی راہوں سے بہ یک وقت گذرنا ہے مجھے

نظیر علی عدیل کا شعر:-

آدمی جب غم شناسا ہو گیا
مقصدِ تخلیق پورا ہو گیا!

اصلاح:-

آدمی جب خود شناسا ہو گیا
مقصدِ تخلیق پورا ہو گیا!

بہادر علی جوہر کا شعر تھا:-

قفس میں دخل جو صیاد کا نہیں ہوتا
یہاں بھی ڈالتے ہم طرحِ آشیاں کے لیے

اصلاح:-

قفس میں خوف جو صیاد کا نہیں ہوتا
یہاں بھی ڈالتے ہم طرحِ آشیاں کے لیے

امان ارشد کا شعر تھا:

کس منزل میں ذوقِ سفر ہے
ہر منزل پہ راہ گذر ہے

اصلاح:-

کس منزل میں ذوقِ سفر ہے
ہر منزل اک راہ گذر ہے!

"اصلاحاتِ صفی اورنگ آبادی" کے مرتب جناب محبوب علی خاں اخگر قادری، جانشینِ صفی حضرت غلام علی حادی کے شاگردِ رشید ہیں۔ انہوں نے نہ صرف شاعری کے میدان میں اپنی طبع کے جوہر دکھائے ہیں بلکہ تحقیق وتدوین کی دشوار گذار راہوں کی سیاحی بھی کی ہے۔ اخگر صاحب کی مرتبہ دو کتابیں ا: "تلامذۂ صفی اورنگ آبادی" اور "خیالاتِ حادی" شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں۔ اول الذکر کتاب میں انہوں نے صفی کے منجملہ ۱۵۷ تلامذہ میں سے ۱۳۳ کی فہرست دی ہے۔ ۸۶ شاگردوں کے حالات

زندگی اور نمونہ کلام کو یکجا کیا ہے اور ۶۳ تلامذہ کی تصاویر شائع کی ہیں۔ ادر آخرالذکر کتاب دراصل اخگر صاحب کے استاد محترم حضرت غلام علی صاحب (جانشین صفی) کے منتخب کلام کا مجموعہ ہے۔

پیشِ نظر کتاب صفی اورنگ آبادی کی اٹھارہ شاگردوں کے کلام پر دی ہوئی اصلاحوں پر مشتمل ہے۔ جہاں تک اصلاحاتِ صفی کی اشاعت کا تعلق ہے سب سے پہلے مبارز الدین رفعت نے اپنی مرتبہ کتاب "انتخابِ کلامِ صفی ۱۹۶۳ء" میں چند اصلاحیں شائع کی تھیں۔ مولوی محمد نورالدین خان صاحب نے اپنی تالیف "سوانح عمری صفی اورنگ آبادی" (۱۹۸۹ء) میں بھی صفی کی اصلاحوں کے چند نمونے پیش کیے ہیں بعد کو اخگر قادری صاحب نے روزنامہ منصف کے ادبی ایڈیشن میں ۱۲ قسطوں میں صفی کی اصلاحیں شائع کیں اور اب انہوں نے اصلاحاتِ صفی کے ایک وافر ذخیرے کو کتابی صورت میں شائع کر کے نہ صرف انھیں ضائع ہونے سے بچالیا ہے بلکہ قارئین اور شعرا کے ایک وسیع حلقے کو ان اصلاحوں سے استفادہ کرنے کا موقع بھی عطا کیا ہے۔ اُمید کہ اُردو کے ادبی اور علمی حلقوں میں اس کتاب کی خاطر خواہ پذیرائی ہوگی۔

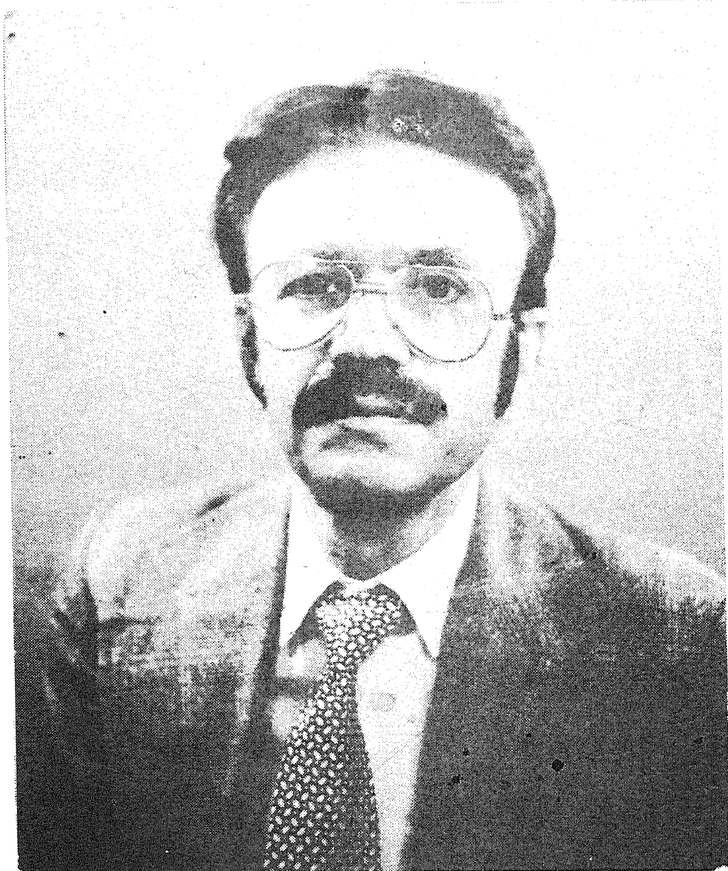
ڈاکٹر محمد علی اثر
ریڈر شعبۂ اردو، جامعہ عثمانیہ

"کاشانۂ اثر"
حیدرآباد

جائے استاد خالی است

یہ مقولہ بڑی معنویت رکھتا ہے. لیکن ایک ذہین شاگرد اس خالی جگہ کو جس خوبی سے پُر کرتا ہے۔ اس کا اندازہ حضرت صفی ہی کے ایک واقعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ واقعہ میں نے اپنے والد مرحوم حضرت تمکین سرمست سے سُنا تھا۔ جو حضرت صفی کے قریبی دوست تھے۔ انھوں نے بتایا کہ اس زمانے میں شاگرد جہاں کہیں بھی اپنا کلام چھپواتے تھے اپنے نام کے ساتھ استاد کا نام بھی لازمی طور پر لکھا کرتے تھے. کسی رسالے یا گلدستے میں حضرت صفی کا کلام شائع ہوا. جس میں وہ اپنے استاد کا نام لکھنا بھول گئے۔ یہ بات جب کیفی کے علم میں آئی تو انھوں نے صفی صاحب سے گلہ کیا. صفی صاحب نے فوراً جواب دیا کہ مَیں اس جگہ کو پُر کرنے کی جسارت کیسے کر سکتا تھا کیوں کہ "جائے استاد خالی است"! یہ جواب سن کر کیفی مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

استاد کی جگہ کو وہی پُر کر سکتا ہے جو بذاتِ خود استاد ہو۔ ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو اِتنی اور ایسی صلاحیت رکھتے ہیں. یوں کہنے اور بننے کو تو کوئی بھی استاد بن جاتا ہے لیکن جو ذرا سی اصلاح سے پتھر کو آئینہ بنا دینے کا فن جانتے ہوں بہت کم ہوتے ہیں ایسی ہی برگزیدہ اور چنندہ ہستیوں میں سے حضرت صفی بھی تھے۔ اسی وجہ سے صفی کے بے شمار شاگرد ہیں اور ان کے شاگردوں کے شاگرد بھی۔ جناب محبوب علی خاں اخگر بڑا ہی مفید اور اہم کام انجام دے رہے ہیں کہ صفی کے احوال اور آثار کو جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں.



پروفیسر یوسفؔ سرمست
صدر شعبۂ اُردو جامعہ عثمانیہ

انھوں نے اپنی کتاب "تلامذۂ صفی اورنگ آبادی" میں صفی کے شاگردوں کے حالاتِ زندگی اور نمونے کلام کو یکجا کیا ہے۔ اس کام کو تکمیل تک پہنچانے میں انھیں جن مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا اس کا اندازہ صرف وہی کر سکتے ہیں جو تحقیقی کام کرنے دھن، لگن اور ہمت رکھتے ہیں۔ تقریباً چھیاسی شاگردوں کے حالات زندگی اور نمونہ کلام کا اکٹھا کرنا کوہکنی سے کم نہیں ہے۔ "تلامذۂ صفی" کو انھوں نے مکمل کرنے کی ہر طرح سے کوشش کی ہے۔ لیکن پھر بھی بعض شاگردوں کا تذکرہ چھوٹ گیا ہے۔ شاید ان میں معین الدولہ امیر پائیگاہ آسمانجاہی بھی ہیں۔ میں نے اپنے والد حضرت تمکین سرمست سے ایک واقعہ سُنا تھا:

معین الدولہ ہر سال اپنی سالگرہ منایا کرتے تھے اور بڑی دھوم دھام سے۔ وہ یوں تو ہر روز صبح سے شام تک یک گونہ بے خودی کے عالم میں رہا کرتے تھے اور جس دن سالگرہ ہو تو یہ "بے خودی" کی لَے اور بھی تیز ہو جاتی تھی۔ رات میں دربار ہوتا تھا "بشیر باغ" جس میں آج ایک دُنیا آباد ہے۔ وہ معین الدولہ اور ان کے والد بشیر الدولہ کا صرف ایک محل تھا۔ اس میں اسکیٹنگ ہال سے لے کر سوئمنگ پول تک اور پائیں باغ تک سب کچھ تھا۔ ایک عظیم الشان ہال بھی تھا، جہاں سالگرہ کے موقع پر دربار ہوا کرتا تھا۔ چبوترے یا تخت پر ایک مرصع کرسی ہوا کرتی جس پر امیر پائیگاہ متمکن ہوا کرتے تھے اور دونوں جانب کُرسیوں کی قطاریں ہوتی تھیں جن پر بگلوس اور دستار لگائے سب درباری ہوا کرتے تھے۔ اس موقع پر حضرت صفی بھی موجود تھے۔ وہ دستار اور بگلوس سے مُستثنیٰ تھے اور اپنی قلندرانہ آن بان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ معین الدولہ کا مجموعۂ کلام سالگرہ کے موقع پر چھپ کر دربار میں آیا۔ شاگرد پیشہ نے کشتی میں رکھ دیوان معین الدولہ کے سامنے پیش کیا انھوں نے ایک نسخہ اُٹھا لیا۔ اپنے تخت سے اُترے جھومتے جھامتے صفی صاحب کے پاس پہنچے۔ اور دونوں ہاتھوں میں لے کر اور جُھک کر اُسے صفی صاحب کے نذر کیا۔ یہ میرے والد کا چشم دید واقعہ ہے۔ اس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ معین الدولہ بھی شاید صفی کے شاگرد تھے۔

صفی صاحب کے شاگردوں کے مجموعی تذکرے کے ساتھ ساتھ اخگر نے انفرادی طور پر بھی ان کے شاگردوں پر کام کیا ہے۔ انھوں نے صفی کے شاگرد اور اپنے استاد غلام علی حاوی کا مجموعۂ کلام "خیالاتِ حاوی" کے نام سے مرتب کرکے شائع کیا ہے۔ اخگر کی یہ دونوں کتابیں "صفیات" میں ایک اہم اضافہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

"صفیات" کے سلسلے میں زیرِ نظر کتاب کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ اُنھوں نے "اصلاحاتِ صفی" کو مرتب کرکے زیورِ طباعت سے آراستہ کیا ہے ظاہر ہے کہ یہ بھی تحقیقی نوعیت کا کام تھا۔ صفی نے اپنے شاگردوں کے کلام پر جو اصلاحیں دی تھیں وہ بکھری ہوئی اور منتشر حالت میں تھیں۔ ان اصلاحوں کو مختلف افراد سے حاصل کرنا آسان کام نہیں تھا۔ اخگر نے بڑی کوشش و کاوش سے یہ تمام اصلاحات جمع کیں اور ان کو اب کتابی صورت میں شائع کر رہے ہیں۔

اساتذہ کی اصلاحیں ہماری تنقیدی تاریخ کا وقیع حصہ ہیں۔ یہ تنقید کا وہ نمونہ ہے جو زمانہ دراز سے چلا آرہا ہے۔ ایسی ہی تنقید کو دیکھ کر بعض تخلیق کار یہ کہتے ہیں کہ تنقید کا حق انھیں کو حاصل ہے جو اس فن کے ماہر ہیں۔ گو یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ لیکن ایسا فنکار جو اپنے فن میں ماہر ہو اور تنقیدی بصیرت و بصارت بھی رکھتا ہو اس کی تنقیدی نظر یقیناً اعلیٰ و ارفع ہوگی۔ اس لحاظ سے بھی اساتذہ کی یہ اصلاحیں بے حد اہمیت رکھتی ہیں۔

حضرت صفی اورنگ آبادی نے جو اصلاحیں دی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اساتذہ الفاظ کے کیسے پارکھ تھے۔ بیان اور معنویت میں جو گہرا رشتہ ہوتا ہے اس کا کتنا شعور رکھتے تھے اور نگینوں کی طرح الفاظ کو جڑتے تھے۔ ان کی یہ مرصع کاری اور کاریگری یونہی نہیں تھی کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ خیال کتنا ہی اچھا ہو اگر اس کے مطابق الفاظ نہ لائے جائیں تو خیال دم بخود ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی بنا پر حالی "آمد" کے ساتھ "آورد" کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ حضرت صفی نے جو

اصلاحیں دی ہیں ان میں سے صرف دو نمونے یہاں پیش کیے جا رہے ہیں۔

صفی کے شاگرد دقار کا ایک مصرع ہے:

ششش جہت سے تری آواز مجھے آتی ہے

صفی نے صرف ایک لفظ بدل دیا جس سے مصرع میں جان پڑ گئی ہے۔ انھوں نے صرف ایک لفظ کی تبدیلی سے مصرع کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے:

شش جہت سے تری آواز چلی آتی ہے

"مجھے آتی ہے" اور "چلی آتی ہے" میں جو معنویت کا فرق ہے اس کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔

ان کے ایک دوسرے شاگرد ستریہ کا ایک شعر یوں تھا:

دُنیا کسی کی دید کی مشتاق ہے مگر
جلوہ کو دیکھنے کی کہاں اِس میں تاب ہے

صفی نے اس شعر کے آخری مصرع میں یوں ترمیم کر دی:

دُنیا کسی کی دید کی مشتاق ہے مگر
جلوہ کو دیکھنے کی بھلا کس میں تاب ہے

"کہاں اس میں تاب ہے" کی جگہ "بھلا کس میں تاب ہے" کہنے سے جو بیان میں زور اور معنوں میں وسعت پیدا ہوئی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اِسی تبدیلی سے مصرعے میں "جوش" کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے جو حالی کے نزدیک شعر کی ایک بہت اہم خصوصیت ہے۔ اس کے علاوہ "کہاں اس میں تاب ہے" کہنے سے شعر کی معنویت بھی محدود ہو گئی تھی۔ "بھلا کس میں تاب ہے" کہنے سے معنویت کا دائرہ وسیع ہو گیا ہے۔ اور بات دُنیا کے محدود دائرہ سے نکل کر کائنات کا احاطہ کر لیتی ہے۔ یہاں زیادہ مثالیں دینا غیر ضروری ہو گا کیوں کہ اِس پوری کتاب میں یہ اصلاحیں ملتی ہیں۔ جو زبان و بیان کی باریکیوں کو نمایاں کرتی ہیں اور معنی کی وسعتوں کو ظاہر کرتی ہیں۔ محاورے کے صحیح استعمال پر روشنی ڈالتی ہیں۔ صنعتوں کے حسن و قبح کو سامنے لاتی ہیں۔

اس کتاب میں شعر و ادب سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے افادیت

کا سامان موجود ہے۔ اور جو شعرا اپنی شاعری کو خوب سے خوب تر بنانا چاہتے ہیں یہ ان کے لیئے ایک تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اخگر صاحب قابلِ مُبارک باد ہیں جو صفی کے کام کو نہ صرف محفوظ کر رہے ہیں بلکہ شعر و ادب کی ایک اہم خدمت انجام دے رہے ہیں۔ جو اپنی نوعیت کا بالکل اچھوتا کام ہے۔ جس کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے۔

ڈاکٹر یوسف سرمست
پروفیسر و صدر شعبۂ اردو!
عثمانیہ یونیورسٹی

"کنعان"
روڈ نمبر ۱۲
بنجارہ ہلز حیدرآباد



پروفیسر یعقوبؒ عمر
صدر شعبۂ فارسی نظام کالج

اِصلاحِ سُخن اور صفیؔ اورنگ آبادی

اصلاحِ سُخن کا ابتداء میں طریقہ کچھ اور ہی تھا۔ شعراء، اساتذۂ سُخن کے سامنے موجودہ دَور کی طرح غزلیں پیش نہیں کیا کرتے تھے کہ ان کی غزلوں پر اصلاح ہوجائے تو پھر ان کو مشاعروں میں پڑھا جائے یا دیوان میں داخل کیا جائے۔ پُرانے اساتذہ اپنے پیش رو شعراء کے کلام کا بڑے غور سے مطالعہ کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی غلطیوں پر بھی نظر رکھتے تھے۔ بعض ایسے نقاد شعراء بھی تھے جو قدیم شعراء کے کلام کی خامیاں ظاہر کر کے ان کی اصلاح بھی کرتے تھے۔ اس سلسلے میں ہمیں سب سے پہلے امیر خُسرو کے صاحبزادے ملک احمد کی مثال ملتی ہے جنھوں نے بہت سے شعراء کے کلام کی خامیاں ظاہر کر کے ان پر اصلاح دی ہے۔ ظہیر فاریابی کا ایک شعر ہے ؎

کلاہ گوشۂ حکم تو از طریقِ نفاذ ؛ ربودہ از سرِ گردوں کُلاہِ جبّاری

اس شعر میں ملک احمد نے "ربودہ" کی جگہ "فگندہ" تجویز کیا ہے اور حق تو یہ ہے کہ آسمان کی بلندی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے "ربودہ" سے "فگندہ" بدرجہا بہتر ہے۔[1]

اکبر اعظم گو بے سواد تھا مگر شعر و سخن میں اس کی نظر گہری تھی۔ فغانی کے مندرجہ ذیل شعر ؎

مسیحا یار و خضرش ہم عنان و ہم رکابِ عیسیٰ ؛ فغانی آفتابِ من بدین رفتار می آید

---

[1] شعر العجم حصّہ دوم ذکرِ خُسرو۔

میں اس نے "آفتاب" کی جگہ "شہسوار" تجویز کیا ہے جو مناسبت لفظی کے لحاظ سے بہترین اصلاح ہے۔[2]

فغانی کا ایک اور شعر ہے ۔

بوئیت صبح دم نالاں بہ گل گشتِ چمن رفتم ؛ نہادم روی بر روی گل واز خویشتن رفتم

پہلا مصرعہ صائبؔ نے یوں بدل دیا ۔

بوئیت صبح دم گریاں چو شبنم در چمن رفتم

سخن فہم حضرات جانتے ہیں کہ اس اصلاح نے شعر کو زمین سے آسمان پر پہونچا دیا۔

نگارستان میں ہے کہ سلطان عراق خواجہ اویس کا شہزادہ سلمان ساوجی سے اِصلاح لیتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ فارسی شاعری میں بھی اصلاح لینے کا رواج کم و بیش موجود تھا۔

ایک مرتبہ قدسیؔ نے شعر پڑھا ۔

ساقی بہ صبوحی قدری پیشتر از صبح ؛ بر ریز کہ تا صبح شدن تاب ندارم

صلاحیت خدا کی دین ہے مکتب کے ایک نو عمر لڑکے نے کہا "قدری" کی جگہ "نفسی" ہوتا تو بہتر تھا۔

شیخ علی حزیںؔ کا شمار فارسی کے سر برآوردہ شعراء میں ہوتا ہے۔ کسی نے ان کے سامنے محتشم کاشی کا شعر پڑھا ۔

ای قامت بلند قداں در کمند تو ؛ رعنائی آفریدۂ قدِّ بلند تو

شیخ نے تجویز کیا کہ یہاں "قامت" صحیح نہیں ہے "گردن" ہونا چاہیے۔[3]

خان آرزوؔ کا یہ شعر جب اُن کے سامنے پڑھا گیا ۔

خجل از روئے حبابم کہ باین تنگیٔ ظرف ؛ ہر چہ در کیسۂ خود داشت بدریا بخشید

تو اُنھوں نے برجستہ اِصلاح دی کہ ۔

خجل از چشم حبابم کہ باین ظرف تنک ؛ آنچہ در کاسۂ خود داشت بدریا بخشید

[2] شعر العجم [3] نگارستان فارس۔

شعر زمین سے آسمان پر پہونچ گیا۔ حزیںؔ کہتے ہیں کہ جو شاعر "کاسہ اور کیسہ" میں اور "تنگیٔ ظرف و ظرفِ تُنک" میں فرق نہ کر سکے وہ شاعر نہیں[1]

نُورالعین واقفؔ کے مندرجہ ذیل شعر ؎

سیہ چُوری بدست آں نگارِ نازنیں دیدم ؛ بشاخِ صندلیں پیچیدہ مارِ عنبریں دیدم

کی بحر کو مختصر کرتے ہوئے شیخ علی حزیںؔ نے کہا تھا کہ "میں نے بہت دنیا دیکھ لی مگر ایسا دُم دار شعر آج تک نہیں سُنا تھا" ؎

سیہ چوری بدست آں نگارے ؛ بشاخِ صندلیں پیچیدہ مارے

سُخن فہم جانتے ہیں کہ اس ایجاز نے شعر کو رتبۂ اعجاز پر فائز کر دیا۔

اردو شاعری میں اصلاحِ سُخن کا چرچا فارسی سے زیادہ ملتا ہے۔ لکھنؤ میں تو اس فن نے بڑی اہمیت اختیار کر لی تھی اور اس کے اُصول و قواعد بھی متعین ہو گئے تھے۔

سعادت یار خاں رنگینؔ، شاہ حاتمؔ کے شاگرد تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن اُستادؔ نے ایک مطلع سُنایا ؎

سر کو پٹکا ہے کبھو، سینہ کبھو کُوٹا ہے ؛ رات ہم ہجر کی دولت سے مزا لُوٹا ہے

میرے منہ سے نکلا کہ اگر آپ دوسرے مصرعے کو یوں بدل لیں تو مناسب ہوگا ؎

ہم نے شب ہجر کی دولت سے مزا لوٹا ہے"

شاہ صاحب نے "آفریں" کہہ کر مجھے گلے سے لگا لیا۔

مُصطفےٰ خاں یکرنگؔ کا شعر تھا کہ ؎

سچ کہے جو کوئی سو مارا جائے ؛ راستی ہیگی دار کی صورت

میر تقی میرؔ کہتے ہیں کہ "سچ" کے بجائے "حق" ہوتا تو بہتر تھا۔

میر حسنؔ نے اپنے تذکرے میں منشی بندرابن راقمؔ کے مصرعے ؎

کام عاشقوں کا کچھ تجھے منظور ہی نہیں

---

[1] نگارستانِ فارس

پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "عاشقوں" کی "ع" گر رہی ہے اگر یوں بدل دیا جائے تو مناسب ہوگا ؎

میرا تو کام کچھ تجھے منظور ہی نہیں

کبھی کبھی غلط فہمی شعر سے اچھے خاصے شعر کو بھی نشانہ بنا دیا جاتا تھا۔ شاہ نصیر کا ایک شعر ہے ؎

چرائی چادرِ مہتاب شب میکش نے جیبوں پر ÷ کٹورا صبح دوڑانے لگا خورشید گردوں پر

سعادت یار خاں رنگین نے کہا —— جب مضمون عالم بالا پر ہے تو چور بھی آسمانی ہی ہونا چاہیئے لہٰذا پہلا مصرعہ یوں بدل دیا جائے ؎

چرائی چادرِ مہتاب شب بادل نے جیبوں پر

شاہ نصیر نے جب یہ سُنا تو بہت ناراض ہوئے کہنے لگے۔ "شاعری بہت مشکل فن ہے"، مؤلف آبِ حیات محمد حسین آزاد اس پر رقم طراز ہیں کہ" —— رنگین کا اعتراض صحیح نہیں کیوں کہ چاندنی زمین پر ہوتی ہے اس لیے یہاں "میکش" لانا شاہ نصیر کی غلطی نہیں۔ راقم کا بھی یہی خیال ہے کیوں کہ شعر میں لفظ "مہتاب" ہے "مہ"، نہیں۔

خواجہ وزیر کا مطلع تھا ؎

سرمہ منظورِ نظر ٹھہرا ہے چشمِ یار میں ÷ نیل کا گنڈا پہنایا مردمِ بیمار میں

ناسخ نے یوں اصلاح دی ؎

سرمہ منظورِ نظر ٹھہرا جو چشمِ یار میں

مومن کے کسی شاگرد نے کہا ؎

ہجر میں کیونکر پھروں ہر سو نہ گھبرایا ہوا ÷ وصل کی شب کا سماں آنکھوں میں ہے چھایا ہوا

مومن نے اصلاح دی ؎

اس طرف وہ دیکھتا بھی ہے تو شرمایا ہوا ÷ وصل کی شب کا سماں آنکھوں میں ہے چھایا ہوا

کسی نے ذوق کے سامنے خواجہ وزیر کا یہ مطلع پڑھا ؎

جانور جو ترے صدقے میں رہا ہوتا ہے ÷ اے شہِ حُسن وہ چھٹتے ہی ہُما ہوتا ہے

ذوق نے کہا صدقے میں اکثر کوّا چھوڑتے ہیں اِس لیے اگر یوں کہتے تو بہتر تھا۔
زاغ بھی گر ترے صدقے میں رہا ہوتا ہے ۔ اے شہ حسن وہ چھٹتے ہی ہُما ہوتا ہے

ایک دن اُستاد ذوق کہنے لگے کہ شاہ نصیر کسی شاگرد کی غزل پہ اصلاح دے رہے تھے جس میں ایک مصرعہ یہ تھا ۔

کھاتی کمر ہے تین بل اک گدگُدی کے ساتھ

میں ابھی کم سِن ہی تھا پھر بھی مجھے ایسا لگتا تھا کہ یہاں کچھ اور ہونا چاہیئے مگر ذہن میں نہ آتا تھا اب ۴۳ سال گزرنے کے بعد مَیں نے یہ عیب دور کر دیا ہے ۔ کمر کو دوسرے مصرعے سے نکال کر اگر مصرعہ اولیٰ میں رکھ دیا جائے تو محاورہ صحیح ہو جاتا ہے[۱] بل بے کمر کہ زُلف مسلسل کے پیچ میں ۔ کھاتی ہے تین تین بل اک گدگدی کے ساتھ

اصلاح میں عموماً تین باتیں دیکھی جاتی ہیں ۔ عروض و بحور ۔ زبان و بیان اور ۔ خیال ۔ زبان و بیان میں لفظوں اور محاوروں کی صحت کے ساتھ ساتھ تذکیر و تانیث کا بھی خیال رکھا جاتا ہے ۔ ایک اچھا استاد بے سبب خیال کو نہیں بدلتا تا وقتیکہ اس میں کوئی نقص نہ ہو ۔ اِصلاح ایک خاص اور وہبی فن ہے ۔ ضروری نہیں کہ ہر اچھا شاعر اس فن پر بھی بہ تمام و کمال عبور رکھتا ہو چنانچہ تاریخ شعر و ادب میں چند ہی ایسے شعراء کا ذکر ملتا ہے جنھوں نے کثیر تعداد میں شاگردوں کو اصلاح دی ہو ۔ ناسخ ، شاہ نصیر، آتش ، ذوق ، داغ اور امیر مینائی وغیرہ کا شمار فنِ اِصلاح پر کامل عبور رکھنے والوں میں ہوتا تھا ۔ داغ کے بعد دکن میں صفی اورنگ آبادی کا نام سب سے نُمایاں ہے ۔ صفی کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ دبستان دہلی و لکھنؤ دونوں سے فیض یاب تھے ۔ اُن کے اُستاد ضیاءؔ دہلوی نہ صرف داغ کے ممتاز شاگرد تھے بلکہ اُستاد جلال لکھنوی سے بھی تلمذ رکھتے تھے۔[۲]

صفی کے والد بزرگوار بھی شاعر تھے ۔ فارسی میں ایک دیوان بھی مُرتب کیا تھا اپنے والد سے اکتساب کے بعد صفی نے اپنے عہد کے باکمال سخنوروں جناب ضیاء اور

---

[۱] آب حیات [۲] سوانح عمری صفی اورنگ آبادی از محمد نورالدین خان ۔

کیفی کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ کہتے ہیں ؎

صفی حضرات کیفی و ضیاء کا سب تصدق ہے ٭ کہیں طرز ادا سیکھی کہیں لطف زباں پایا

یہی دولتِ "طرزِ ادا" اور "لطف زبان" تھی جسے صفی اپنے دونوں ہاتھوں سے تادم آخر لٹاتے رہے اور ان کے شاگرد بقدرِ حوصلہ و ظرف اپنے اپنے وجدان کے دامن کو اس سے مالامال کرتے رہے۔

صفی اورنگ آبادی کے شاگردوں کا شمار چار سو سے متجاوز تھا۔ بقول نظیر علی عدیل چار سو دس [۴۱۰] شاگرد تھے[1] اخگر صاحب نے خواجہ شوق کے حوالے سے ان کی تعداد [۱۵۷] بتائی ہے۔ جس میں سے [۸۶] کے بارے میں اخگر صاحب نے انتہائی تگ و دو اور تلاش و جستجو سے معلومات فراہم کیں اور اسے کتاب کی شکل میں شائع کیا[2] ؎

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ او[3]

[۱۵۷] شاگردوں میں سے [۲۴] صفی کی زندگی ہی میں فوت ہو چکے تھے اور [۱۱۲] نے ان کی وفات کے بعد وقتاً فوقتاً انتقال کیا۔

شاگردوں کی اتنی بڑی تعداد سے بحسن و خوبی عہدہ برآ ہونا کوئی آسان کام نہ تھا۔ شاعری میں اُستادی اور شاگردی کا جو مکتب ہوتا ہے اس سے ہر سال فارغ التحصیل ہو کر مکتب چھوڑنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ یہ سلسلۂ شاگرد و اُستاد دونوں کی زندگی میں تاحیات جاری رہتا ہے۔ اس مکتب کی کامیابی کے لیے کسی نہ کسی قسم کے نظم و ضبط کا ہونا ناگزیر تھا۔ چنانچہ حضرت صفی نے اصلاح لینے والوں کے لیے ضابطۂ عمل بنا رکھا تھا اور اس پر وہ اپنے شاگردوں سے بہ سختی عمل کرواتے تھے۔ ایک شاگرد ھُرمُز کو لکھتے ہیں۔

"..... میرے ہاں آنے کے لیے وقت کی پابندی کیا کیجیے۔ میں گھر پر نہ ہوں تو کوئی کاغذ گھر میں دینے کی ضرورت نہیں۔ ہر صبح ۸ سے ۱۰ تک اور شام ۴ سے ۶ تک

[1] سوانح عمری صفی اورنگ آبادی از محمد نورالدین خان [2] تلامذۂ صفی از محبوب علی خاں اخگر [3] یہاں تصرف کر کے "تو" کو "او" سے بدلا گیا ہے۔

گھر پر رہا کرتا ہوں۔ اگر مخاطبت کے ساتھ استدعا سے اصلاح نہ کی جائے گی تو آئندہ اصلاح نہ دی جائے گی[۵]"

شاگردوں کے کلام پر اصلاح کے لیے عموماً صبح کا وقت مقرر تھا۔ ناوقت آنے والوں کو اصلاح نہیں دی جاتی تھی[۶]"تلامذۂ صفی" کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ سماج کے سبھی طبقات کے نمائندے ان کے شاگردوں کی فہرست میں شامل تھے۔ اِتنے مختلف مزاج اور گوناگوں طبیعت کے حامل شاگردوں کو مطمئن کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صفی کو انسانی مزاج اور نفسیات میں کتنا زبردست دخل تھا[۷]۔

فنِ اصلاح پر یدِ طولیٰ یونہی حاصل نہیں ہو جاتا، سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی، ہزاروں اشعار کا مطالعہ اور لاکھوں الفاظ کی عرق ریزی سے تحقیق، ضروری ہوتی ہے اور یہ ملکہ صفی نے انتہائی جانگدازی سے حاصل کیا تھا۔ لفظی تحقیق کے بارے میں ایک حکیم صاحب کو لکھتے ہیں۔

"۔۔۔۔ میں آپ کو مسیح تو کیا رشکِ مسیح لکھوں مگر شاعروں اور ہم بے ہُدوں کی اصطلاح میں اس کے معنی کچھ اور ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ میں نے ایک جگہ لفظ بے ہُدیٰ لکھا ہے۔ عام لوگ اس میں واؤ (و) کی زیادتی کرتے ہیں اور "بیہُودہ" لکھتے ہیں مگر تحقیق یہ ہے کہ ہُدیٰ کی نفی بے ہُدیٰ ہے یعنی غیر ہدایت یافتہ، دیکھئے "دماغ بے ہُدہ پخت وخیال باطل بست" کثرتِ استعمال نے ھے (ہ) کے پیش کا اشباع کرکے واؤ (و) کی صورت پیدا کرلی اور بے ہُدیٰ کو "بیہُودہ" بنا ڈالا۔۔۔"[۸]

صفی نے ایک خاص اہتمام یہ کیا تھا کہ اصلاح کے ساتھ ساتھ اس کی تفہیم بھی لکھتے تھے جس سے شاگرد کو اپنی غلطی اور کوتاہی کا سبب بخوبی سمجھ میں آجاتا تھا اور دوسری مرتبہ ایسی غلطی کا احتمال کم ہو جاتا تھا۔ لفظوں، محاوروں اور تذکیر وتانیث کی صحت کے ساتھ ساتھ کلام کی عدم موزونیت کی طرف بھی واضح اشارے سے تحریر

---

[۵] [۶] [۸] سوانح عمری صفی اورنگ آبادی از محمد نورالدین خان

[۷] تلامذۂ صفی از محبوب علی خاں اخگر۔

کرتے تھے اِملا کی غلطیوں پر سختی سے متنبہ کرتے تھے اسی طرح اچھے اشعار کی فراخ دلی سے تحسین بھی کرتے تھے۔ اُس سے شاگردوں کی بڑی حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔ فنِ اصلاح میں زبردست انہماک نے صفی میں ایک بڑی عجیب وغریب عادت بھی پیدا کردی تھی جس کی بناء پر مشاعروں میں وہ شعراء کے کلام میں کوئی کوتاہی محسوس کرتے تو بے ساختہ ان کی زبان پر اصلاح جاری ہوجاتی اور وہ مصرع یا شعر دُہراتے وقت اُسے بدل کر پڑھ دیتے تھے۔

صفی کی اصلاحات کو حسبِ ذیل سات حصوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ مناسبتِ لفظی — اس کے تحت وہ شعری قرینے کو ملحوظ رکھتے ہوئے لفظوں کو مناسب اور برجستہ لفظوں سے بدل دیتے تھے۔

۲۔ محاورہ بندی — محاورے کی غلطی دُور کردیتے تھے اور شعری قرینے کے لحاظ سے اس کی گنجائش کی اہمیت پر متوجہ کرتے تھے۔

۳۔ اصلاحِ خیال — خیال کی اصلاح شاذونادر ہی کرتے تھے خصوصاً جب کہ شاعر نے سقیم یا ناقص خیال نظم کردیا ہو۔

۴۔ مصرعے کی تبدیلی ۵۔ شعر کی موزونیت — ساقط الوزن اشعار کی اصلاح کے ساتھ ساتھ تحریراً بھی متوجہ کرتے تھے۔

۶۔ تعقیدِ لفظی کی اصلاح ۷۔ اِملا کی تصحیح — مقامی بول چال یا کم سوادی کی بناء پر جب اِملا میں غلطی واقع ہوتی تو اس کی اِصلاح کے ساتھ ساتھ خفگی کا اظہار تحریراً بھی کرتے تھے۔

۱۔ مناسبتِ لفظی ؎

قفس میں دخل جو صیاد کا نہیں ہوتا ؛ یہاں بھی ڈالتے ہم طرح آشیاں کیلئے (جوہر)

"دخل" کو "خوف" سے بدل دیا جس سے شعر میں خوبصورتی پیدا ہوگئی۔

نبھ جائیگی کسی سے ہماری تمام عُمر ؛ سمجھے تھے کیا خیال تھا کیا ہائے کیا ہوا۔ (ابونعیم علیش)

دوسرے مصرعے میں "ہائے" کو [illegible] سے بدل دیا اور شعر زمین سے آسمان پر پہونچ گیا۔

ے آدمی جب غم شناسا ہو گیا ﴿ مقصدِ تخلیق پورا ہو گیا۔ (نظیر علی عدیل)

"غم" کو "خود" سے بدل دیا۔ سخن فہم جانتے ہیں کہ اس اصلاح نے شعر کی تاثیر کو کہاں سے کہاں پہونچا دیا۔

۲. محاورہ بندی: ے

وعدہ تو ہے کہ خواب میں وہ آئینگے عدیل ﴿ مجھ کو خوشی میں نیند نہ آئے تو کیا کروں (عدیل)

"مجھ کو خوشی میں" کی جگہ "مارے خوشی کے" تجویز کر کے صفی نے یہ تحریر بھی کیا کہ جب "شعر میں محاورے کی گنجائش ہو تو ضرور استفادہ کیجئے"

۳. اصلاح خیال: ے

ترا لطف و کرم اغیار کو جور و ستم ہم کو ﴿ لیاقت کے موافق آدمی کو کام ملتا ہے (خلوص)

اصلاحے: پڑھے فرہاد و مجنوں کے فسانے اور یہ سمجھے ﴿ لیاقت کے موافق آدمی کو کام ملتا ہے

ے تسکین دل کے سینکڑوں اسباب ہیں مگر ﴿ ہر اک سکون باعثِ صد اضطراب ہے (جوہر)

اصلاحے: تھم تھم کے بڑھتی جاتی ہیں بے تابیاں مری ﴿ ہر اک سکون باعث صد اضطراب ہے

ے آبرو رکھ لی آنسوؤں نے مری ﴿ یہ دُرِ اشک بے بہا نکلے

اصلاحے: اپنے دامن میں لے لئے اُس نے ﴿ یہ دُرِ اشک بے بہا نکلے

۴. مصرعے کی تبدیلی: ے

ساقی کے دست خاص سے پایا ہے ایک جام ﴿ بس آج میں نے پی لیا اُس نے پلا دیا (جوہر)

اصلاحے: ساقی کے لُطف خاص کی تاثیر دیکھ لی ﴿ اک جام میں نے پی لیا، اُس نے پلا دیا

ے گویا فرض منصبی میرا ہے یہ ﴿ دل میں ہے میرے محبت پیر کی (سالک)

اصلاحے: وسوسوں کی اسمیں گنجائش کہاں ﴿ دِل میں ہے میرے محبت پیر کی

۵. شعر کی موزونیت: ے

ہاں تو بھی کہیں عاشق ہوتا تو سمجھ جاتا ﴿ فرقت کا صحیح مطلب بے آگ کے جلنا ہے (سالک)

اصلاحے: ہاں تو بھی کہیں عاشق ہوتا تو سمجھ جاتا ﴿ مفہوم جُدائی کا بے آگ کے جلنا ہے

توجیہہ:۔ "صحیح" کی "ح" وزن میں غلط تھی...."

ے لغزش پا بھی خُدا کی قسم ﴿ تیری مستی کا نام ہے ساقی (سالک)

پہلا مصرعہ ناموزوں تھا اس لئے صفی نے اُسے اس طرح بدل دیا ؎

لغزشِ پا بھی کیا خُدا کی قسم

۶. تعقیدِ لفظی: ـــ ؎

اب کیا پڑے گی آنکھ کسی پر بھی اے سریر ؛ وہ شکل دلفریب ہے اپنی نگاہ میں (سریر)

اصلاح: اب آنکھ کیا پڑیگی کسی اور پر سریر ؛ وہ شکل دلفریب ہے اپنی نگاہ میں

؎ سُناؤں تمہیں کیا بیانِ محبت ؛ سراسر ہے اور آستانِ محبت (مسلم)

اصلاح: تمہیں کیا سناؤں بیانِ محبت ؛ سراسر ہے اور آستانِ محبت

۷. اِملا کی تصحیح: ـ سالک نے اپنے اشعار میں "بنّا اور حدّی" کو مشدد تحریر کیا تھا اس پر تاکید کرتے ہوئے اُسے غیر مشدد بنایا۔ مسلم نے "عنبریں" کے بجائے عنبری تحریر کر دیا تھا اُس کی تصحیح کر کے توجہ دلائی۔ سریر نے "رہ رواں" اور "بے دلوں" کا اِملا غلط لکھا تھا لہٰذا سختی سے تنبیہ کی۔

شاگردوں کی حوصلہ افزائی اور ت[illegible]ین

سید علی سریر کا شعر تھا۔ ؎

انجامِ عشق کو بھی ذرا سوچ اے سریر
دلوانے کچھ تو کام لے عقل و شعور سے

اس شعر میں صرف ایک لفظ کی اِصلاح کے بعد لکھتے ہیں کہ "مقطع کے بڑے اچھے تیور ہیں"۔ انھی کی ایک اور غزل پر داد دیتے ہوئے تحریر کیا کہ "اگر ہر ایک غزل ایسی ہی سُلجھی ہوئی ہوا کرے تو آپ بھی مستقبل قریب میں مجھ سے سرکشی کے قابل ہو جائیں گے"۔

ایک لفظ بدلنے کے بعد عدیل کے اس شعر پہ ؎

ساتھ ہے حسن و عشق کا مشکل ؛ ایک نہ ہونگے شیشۂ و آہن

یوں داد دی۔ "آپ کا شعر خوب ہے اور آپ استخراج میں پورے کامیاب ہیں۔ اب کے جگر آئیں تو انھیں سُنائیے اور داد لیجئے"۔ عدیل کے ایک اور شعر میں جزوی ترمیم کے بعد لکھا ہے کہ "حق تو یہ ہے کہ آپ کا شعر میرے شعر سے اونچا ہو گیا ہے"۔

ایسی انصاف پسندی اور منصف مزاجی مشکل سے ہی کسی اُستاد میں ملے گی۔

کوتاہیاں انسانی فطرت کا خاصہ ہیں اور بڑے سے بڑے عظیم سے عظیم دانشوروں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ان سے کسی کی عظمت و بزرگی پر حرف نہیں آتا۔ صفیؔ پر گردشِ ایام کی مہربانیاں، شاگردوں کا ہجوم، اصلاح کے لیے غزلوں کا انبار، پھر عمر کے آخری حصے میں صحتِ جسمانی کا انتشار، ان سب کی بناء پہ اصلاح میں کہیں نہ کہیں بھول کا رہ جانا ایک فطری امر تھا۔ ناقد کا ایک ناخوشگوار فریضہ یہ بھی ہوتا ہے کہ محاسن نگاری کے ساتھ ساتھ ان استاد کی کوتاہیوں کی بھی نشاندہی کرتا چلے۔

سریر کا ایک شعر تھا ؎

تری یہ خونفشانی اک نہ اک دن رنگ لائیگی ؛ اثر اس کا کسی پر اک نہ اک دن چشم تر ہوگا

اس شعر میں صفیؔ صاحب کو "اک نہ اک" دن کی بیجا تکرار اچھی نہیں لگی چنانچہ انہوں نے یوں اصلاح دی ؎

رہیگی رنگ لاکر ہی تری خوں نابہ افشانی ؛ اثر اس کا کسی پر ایک دن اے چشم تر ہوگا

صفیؔ مجہول ترکیبوں اور تعقیدِ لفظی کو گوارا نہ کرتے تھے مگر روا روی سے اصلاح میں یہی عیب پیدا ہوگیا۔ اگر انھیں اس پر مناسب غور کرنے کا موقع مل جاتا تو اصلاح یوں ہوتی کیوں کہ سریر کا پہلا مصرعہ بالکل بے عیب ہے ؎

تری یہ خونفشانی اک نہ اک دن رنگ لائیگی ؛ اثر اس کا کسی پر کچھ نہ کچھ اے چشم تر ہوگا

سریر کا ایک اور شعر ہے ؎

ہم کو ہے تیرے کوچے سے ایسی مناسبت ؛ نسبت ہے جیسی حضرت موسیٰ کو طور سے

صفیؔ نے پہلے مصرعے میں یوں اصلاح دی ؎

ہے تیری جلوہ گہہ سے ہمیں وہ مناسبت

یہ اصلاح بھی صفیؔ کے مقرر کردہ اصولوں پر پوری نہیں اُترتی اور رواروی میں کی گئی ہے اگر انھیں مناسب غور و خوض کا موقعہ مل جاتا تو پورے شعر میں اصلاح یوں ہوتی جس سے نہ تعقیدِ لفظی آتی نہ "جلوہ گاہ" کو مخفف کرنا پڑتا نہ بیک وقت

"مناسبت" اور "نسبت" دونوں کو نظم کرنا پڑتا۔ ملاحظہ کیجئے ؎

نسبت ہمیں وہی ہے تری جلوہ گاہ سے ⁂ جیسی رہی ہے حضرت موسیٰ کو طور سے

عدیل کا شعر تھا ؎

دُنیا میں اگر پھر آنا ہو دل لیکے نہیں آئیں گے کبھی ⁂ اک بات ہوئی تو سہہ لینگے ہر بات میں دل آزاری ہے

اِس پر صفی صاحب نے تحریر کیا کہ "اچھے اشعار کو لوگ غلط ناموں سے منسوب کر دیتے ہیں لہٰذا اسے مقطع بنا دینا چاہیئے ؎

دُنیا میں اگر پھر آنا ہو دل لے کے نہیں آئیں گے عدیل

عدیل ایک ثقیل تخلص ہے جس سے اس خوبصورت شعر کی روانی میں فرق پڑ گیا اور دوسرے مصرے میں جو اجماع حال و مستقبل ہے وہ رواروی میں ان کے قلم کی زد سے بچ گیا۔ اگر انھیں مزید غور و خوض کا موقعہ مِل جاتا تو یہ خوبصورت شعر یوں ہوتا ۔ اور "بات" کی تکرار بھی نہ رہتی۔ ؎

دُنیا میں اگر پھر آنا ہو دِل لے کے نہیں آئیں گے کبھی
ایک آدھ جو ہو تو سہہ لے کوئی ہر بات میں دِل آزاری ہے

بہ تقصیر یعقوب عُمر
صدر شعبۂ فارسی نظام کالج

کوچۂ نسیم
22-6-263/4
حیدرآباد 500002



پروفیسر گیان چند جین

حرفے چند

جناب محبوب علی خان اخگرؔ قادری حیدرآباد کے باشندے ہیں۔ تحقیق کے آدمی ہیں۔ میں ۱۹۹۰ء تک حیدرآباد میں رہا۔ افسوس کہ کبھی ان سے ملنے کا موقع نہ ملا۔ اب جب کہ میں لکھنؤ منتقل ہو گیا ہوں، انھوں نے اپنا بیش بہا مطبوعہ کارنامہ تلامذہ صفیؔ اورنگ آبادی اور زیرِ طبع کام اصلاحاتِ صفیؔ کے کچھ اجزاء مجھے عنایت کیے۔ انھیں دیکھ کر احساس ہوا کہ کاش حیدرآباد میں کبھی ان سے یاد اللہ ہو گئی ہوتی۔

صفیؔ اورنگ آبادی دورِ حاضر کے دکن کے مشہور شاعر بلکہ شاعروں کے استاد تھے اٹھارویں صدی کے ربع اول تک اردو ادب کی جو متاع تھی وہ دکن ہی کی دین تھی بعد میں شمالی ہند میں بھی ادب کی تخلیق ہونے لگی اور مرکزِ ثقل اُدھر ہی منتقل ہو گیا اس اردو ادب کا ایک کُل ہند معیار قائم ہو گیا۔ کچھ تخلیق کار اِتنے تابندہ نکلے کہ اُردو کی اَدبی تاریخ کو روشن کر گئے۔ لیکن ان ہی کے ساتھ ساتھ ہر علاقے میں کچھ ایسے مقامی اُستاد بھی ہوئے ہیں جن کی ملک گیر پہچان بھلے ہی نہ بن سکی ہو لیکن ان کی علاقائی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ صفیؔ اورنگ آبادی ایسے ہی مقامی اُستاد ہیں پورے اردو ادب کی تاریخوں یا بیسویں صدی کے ادب کی تنقیدی کتابوں میں شاید ان کا مفصل ذکر نہ ہو۔ ممکن ہے نام بھی نہ ملے لیکن ان کے کلام کی سیر کی جائے تو اس سے ایک طمانیت کا احساس ضرور ہوتا ہے۔

اردو میں تذکرہ نگاری کی روایت قدیم اور استوار ہے۔ آج بھی کثرت سے تذکرے لکھے جا رہے ہیں، ہندوستان میں بھی، پاکستان میں بھی، یہ قدیم تذکروں سے قدرے مختلف ہوتے ہیں مثلاً لازمی نہیں اب جدید ترتیب سے ہوں، حالات پر زیادہ توجہ کی جاتی، نمونہ کلام پر کم۔ ان تذکروں پر اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ ان میں بیشتر وہ نام ہوتے ہیں جو زندہ رہنے کے لئے نہیں بنتے لیکن اگر ایک کتاب میں یہ بے چارے محفوظ رہ جائیں تو اس سے کوئی خسارہ نہیں، کبھی نہ کبھی فائدہ ہی ہوگا۔ انہوں نے پوری زندگی تخلیق سخن میں گزار دی۔ اگر ان کے بارے میں دو ایک صفحے لکھ دیئے گئے تو کسی پر کوئی ستم تو نہیں کیا۔

اخگر قادری صاحب نے بہت دوڑ دھوپ، عرق ریزی و دیدہ ریزی کر کے تلامذہ صفی اورنگ آبادی مرتب کی۔ میں ان کے اس کام سے خوش ہوں۔ میں نے تذکرہ میں شامل شاگردانِ صفی کے ناموں کا جائزہ لیا یہ دیکھنے کے لئے کہ میں نے ان میں سے کن کن کا نام سنا ہے۔ میری ناواقفیت تو دیکھئے کہ میں ان میں سے صرف تین ہی سے واقف تھا۔ ابنِ احمد تاب، سید مبارز الدین رفعت، اور ڈاکٹر غیاث صدیقی۔ مبارز الدین رفعت کی اہمیت شاعر کے طور پر نہیں محقق و مدّون کے طور پر ہے۔ غیاث صدیقی کو میں قیام حیدرآباد کی وجہ سے جانتا ہوں۔

اخگر صاحب اصلاحات صفی اور مکاتیب صفی بھی مرتب کر چکے ہیں۔ میرے سامنے اصلاحاتِ صفی کے چند غیر مطبوعہ اوراق ہیں۔ میں نے انھیں سرسری نظر سے دیکھا، اپنی دیگر تصنیفی مصروفیات کی وجہ سے مفصل جائزہ نہ لے سکا۔

اردو شعر میں استادی شاگردی کی جو روایت تھی وہ اسی طرح مفید تھی جیسے درسیات میں استادی شاگردی کا سلسلہ۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ادبیات کی تدریس کی جاتی ہے۔ شاعری بھی ایک فن ہے جس کا ایک تکنیکی پہلو بھی ہے اس پر مہارت کے لئے استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا جائے تو منزل آسانی سے طے ہو جاتی ہے۔ استاد اپنے شاگرد کے کلام کو نہ صرف تکنیکی پہلو سے بلکہ معنوی اور جمالیاتی نقطۂ نظر بھی سنوارنے کی کوشش کرتا ہے۔ مبتدی سخن کو ابتدائی چند برسوں

میں کسی اُستاد سے مشورہ کرنا نصیب ہو جائے تو اس کا خام مال طلائے خالص نہ سہی سیم خام تو بن ہی سکتا ہے اُردو میں اصلاحِ سخن کی سب سے مشہور کتاب صفدر مرزا پوری کی "مشاطۂ سخن" ہے صفیؔ اورنگ آبادی کی اصلاحوں کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ استادِ سخن تھے اخگر صاحب نے ان کی اصلاحوں کو اکٹھا کرکے ان کی تدوین کی اس سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔ شاذ مجھے بعض اصلاحوں سے اتفاق نہیں یا وہ غیر ضروری نظر آئیں پوری طرح کسی کی اصلاحوں بلکہ کلام کی داد دی جا سکتی ہے؟ لیکن صفیؔ کی بیشتر اصلاحوں سے اتفاق کرنا پڑتا ہے زبان و بیان کی بے مہار آزادی کے دَور میں اس قِسم کی کتاب کی اِفادیت "عیاں را چہ بیاں" کی مصداق ہے۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ اہلِ سخن اور اہلِ نقد اس مجموعہ کا مطالعہ کرکے مستفیض ہوں گے۔

لکھنؤ ۷ ستمبر ۱۹۹۲ء پروفیسر گیان چند جین

ارشد ۔ خواجہ امان اللہ

تاریخ پیدائش ۲۳ر نومبر ۲۳ ۱۹ء تعلیم بی اے (عثمانیہ)

خواجہ امان اللہ (امان ارشد) حضرت محمد علی مرحوم کے فرزند ہیں جو سابق حکومت حیدر آباد کے محکمہ فینانس کے مددگار معتمد (اسسٹنٹ سکریٹری) تھے۔

۲۳ر نومبر ۱۹۲۳ء کو ولادت عمل میں آئی۔ ۱۹۴۴ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان کامیاب کیا بعد ازآں عثمانیہ یونیورسٹی میں تعلیم پاکربی۔ اے کامیاب کیا۔ بہ حیثیت منتظم نظامیہ طبی کالج اور منتظم صدر شفا خانہ چار مینار میں خدمت انجام دے کر ۱۹۸۷ء میں وظیفہ پر سبکدوش ہوئے۔ ستمبر ۱۹۸۰ء میں صحافت سے وابستہ ہوئے۔

علی گڑھ کے قیام کے دوران ۱۹۴۳ء میں شاعری کا آغاز ہوا ۱۹۵۳ء کے اواخر میں حضرت صفی کے دورِ آخر کے تلامذہ میں شامل ہوئے شاعری میں کلاسکی اور عصری شاعری دونوں پہ دسترس رکھتے ہیں۔

۱. اصل شعر:
ہمارے گریہ ہائے نیم شب سے
چمن کو حاجتِ شبنم نہیں ہے

اصلاح:
ہمارے گریہ ہائے نیم شب سے
چمن منت کشِ شبنم نہیں ہے

۲. اصل شعر:
کس منزل میں ذوقِ سفر ہے
ہر منزل پر راہ گزر ہے

اصلاح:
کس منزل میں ذوقِ سفر ہے
ہر منزل اک راہ گزر ہے



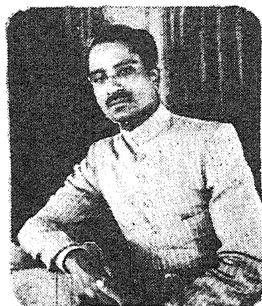
امان ارشد



نواب اقبال آسمان جاہی



قاضی تنویر نظامیہ



پیرزادہ جاوید قادری



میر بہادر علی جوہر



غلام علی حاوی

اقبالؔ ـــــ نواب محمد اقبال الدین خاں

تاریخ پیدائش: ۵ ڈسمبر ۱۹۲۳ء

نواب محمد اقبال الدین خاں اقبالؔ، نواب معین الدولہ کے صاحبزادے ہیں سرور نگر حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ جونیر کیمرج گرامر اسکول کے فارغ التحصیل ہیں۔ شاعری کا شوق موروثی اور اوائل عمری سے ہے۔ جب حضرت صفیؔ اورنگ آبادی نواب معین الدولہ کے بنگلہ سرور نگر جانے آنے لگے تو نواب اقبال نے اپنا کلام ان کی خدمت میں اصلاح کے لیے پیش کیا اس طرح اصلاح کا سلسلہ شروع ہوا میلان طبع غزل گوئی کی طرف ہے۔ زبان و بیان کی خوبی کے ساتھ بہت شگفتہ سلجھی ہوئی غزل کہتے ہیں۔ ہماری خواہش پر نواب صاحب نے اپنا ابتدائی دور کا کلام عنایت فرمایا ہے جس پر حضرت صفیؔ نے اصلاحیں دیں۔ چند اشعار پیش ہیں:

اصل شعر:
روز کی اک نئی مصیبت ہے!
عاشقی میں یہی شکایت ہے!

اصلاح:
روز کی اک نئی مصیبت ہے
عاشقی کیا ہے ایک آفت ہے

اصل شعر:
شان و شوکت خدا نے دی مجھکو
صرف اب آپ کی ضرورت ہے

شان و شوکت کا مَیں نہیں طالب

اصلاح: بس مجھے آپ کی ضرورت ہے

اصل شعر: آئینہ دیکھ کر نہ اِتراؤ
جانتے ہیں کہ اچھی صورت ہے

اصلاح: آئینہ دیکھ کر نہ اِتراؤ
چار دن کا یہ حسنِ صورت ہے

اصل شعر: جو مصیبت میں کام نہ آئے
ایسا بھی آدمی کیا ہے

اصلاح: [آپ ہی کے الفاظ] کام آئے نہ جو مصیبت میں
تف ہے ایسا بھی آدمی کیا ہے

اصل شعر: رنج و غم میں خوشی و راحت میں
تیرا ارشاد ہے پکار مجھے

اصلاح: رنج و غم میں خوشی و راحت میں
اُس کا اِرشاد ہے پُکار مجھے

تنویر ۔ قاضی سیّد حامد علی

تاریخ پیدائش ۲۰ مارچ ۱۹۲۹ء تعلیم منشی فاضل (نظامیہ) مولوی ابتدائی

جناب تنویر نظامیہ حضرت الحاج مولوی سیّد ابوالعُلا قاضی شریعت پناہ تعلقہ دیگلور ناندیڑ کے فرزند ہیں۔ محلہ اسلامیہ ضلع نظام آباد میں ولادت ہوئی۔ مدرسہ فوقانیہ نظام آباد سے مڈل کا امتحان کامیاب کیا۔ چونکہ قاضی گھرانے سے تعلق تھا اس لئے فارسی اور عربی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسۂ نظامیہ حیدرآباد میں داخل ہوئے منشی ومنشی فاضل اور مولوی ابتدائی کے امتحانات کامیاب کئے۔ تعلیم سے فارغ ہوکر مدرسۂ وسطانیہ نارائن کھیڑ میں بحیثیت مدرس ملازم ہوئے۔

جناب تنویر کو ابتداء میں حضرت حیدر پاشاہ حیدر جانشین علامہ ضامن کنتوری سے تلمذ تھا پھر ان کی زندگی ہی میں یہ اپنے قریبی اور بے تکلف احباب ابن احمد تاب اور ندیم مغربی کے ساتھ حضرت صفی اورنگ آبادی کے دورِ آخر کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہوگئے۔ اور حضرت صفی کے انتقال تک ان سے وابستہ رہے۔ تعلقہ دیگلور ضلع ناندیڑ میں مقیم ہیں۔

اصل شعر:۔

پہنچی ہوئی ہے آہ میری بام عرش پر
بھڑکی کہاں یہ آگ اٹھا ہے دھواں کہاں

اصلاح:۔

لپٹی ہوئی ہے آہ میری پائے عرش سے
بھڑکی کہاں یہ آگ اٹھا ہے دھواں کہاں

توجیہہ:۔ پہلے مصرعے میں "پہنچی" کو "لپٹی" اور "بام" کو پائے پر کو سے بدلا دیا گیا ہے اس سے شعر کی معنویت میں دلکشی پیدا ہوگئی ہے۔

جاویدؔ۔ پیرزادہ سیّد غوث محی الدین قادری

تاریخ پیدائش ۲۱ جون ۱۹۲۷ء تاریخ وفات ۳۱ جولائی ۱۹۹۱ء

پیرزادہ سیّد غوث محی الدین قادری (جاویدؔ قادری) حضرت سیّد شاہ یوسف الدین قادری، ایڈیٹر ماہنامہ "ارشاد" کے فرزند ہیں۔ دیوڑھی فیروز یار جنگ واقع چیلہ پورہ حیدرآباد میں ۲۱ جون ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ مدرسہ دارالعلوم سے میٹرک کامیاب کیا اس کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی سے بی اے، ایم اے، بی ایڈ اور بی ایڈ کامیاب کیا۔ ابتداً مدرسۂ دارالعلوم ہی میں ملازمت اختیار کی اور اپنا تعلیمی سلسلہ بھی جاری رکھا۔ مغل پورہ میں "جاوید ماڈل اسکول" اور "جاوید ٹیٹوریل کالج کی" بنیاد ڈالی۔ اس اسکول اور کالج کی آمدنی ان کا ذریعہ معاش تھا۔

طالبِ علمی کے زمانہ سے شعر کہنے لگے۔ حُسن اتفاق سے یہ مغل پورہ میں واقع اس مکان میں رہتے تھے جو حضرت صفیؔ کے مکان کے روبرو واقع تھا۔ اس قربت سے انھیں حضرت صفیؔ سے تلمذ اختیار کرنے میں مدد ملی اور وہ ان کے دَورِ وسطیٰ کے حلقہ تلامذہ میں داخل ہوگئے۔ جناب جاویدؔ کا میلان طبع غزل کی طرف زیادہ ہے۔

۱۔ اصل شعر:

آج تک بھی یونہی انساں کی بسر ہوتی ہے
زیست ایک سلسلۂ شام و سحر ہوتی ہے

اصلاح:

یوں ہی انسان کی اوقات بسر ہوتی ہے
زیست اک سلسلۂ شام و سحر ہوتی ہے

توجیہہ: "یونہی" وزناً کسی طرح درست نہیں۔

۲. اصل شعر:
یاد آجاتے ہیں ایکدم وہ پُرانے قصّے
تیری تصویر کبھی بارِ نظر ہوتی ہے

اِصلاح:
یاد آجاتے ہیں اک دم وہ پُرانے دکھڑے
تیری تصویر کبھی بارِ نظر ہوتی ہے

توجیہہ: قصّے کی بجائے "دکھڑے"۔ قصہ غم کا بھی ہوتا ہے اور خوشی کا بھی۔

۳. اصل شعر:
چشم مضطر میں رہے اشک نہ گرنے پائے
بند سیپی ہی میں تکمیل گہر ہوتی ہے

اِصلاح:
اشک محفوظ ہیں جب تک ہے مری آنکھ مُندھی
بند سیپی ہی میں تکمیل گہر ہوتی ہے

توجیہہ: [ظرف مُضطر ہو تو مظروف کو قرار کیسا؟]

۴. اصل شعر:
رنج و حسرت سے بھائی چارہ ہے
زندگی کو بڑا سہارا ہے

اِصلاح:
رنج و غم سے جو بھائی چارہ ہے
زندگی کو بڑا سہارا ہے

توجیہہ: [حسرت کا استعمال بالتانیث ہوا کرتا ہے اور بھائی چارہ جہاں بھی جتایا جاتا ہے وہاں ذکور ہی ذکور مذکور ہوا کرتے ہیں۔]

۵. اصل شعر:
دست بردِ برق سے جو بچ رہا تھا وائے حیف
شاخ سے گرتا ہوا وہ آشیاں دیکھا کئے

اِصلاح:
آسماں سے ٹوٹتے تارے پہ کیا حیرت اُنہیں
شاخ سے گرتا ہوا جو آشیاں دیکھا کئے

توجیہ :۔ [نئی اُپج کے خیال سے اونچا ہے]

۶. اصل شعر :
آنکھیں دکھلائے مُسکراتا ہے
مار کے پھر جِلا رہا ہے کوئی

اِصلاح :
رُوٹھ کر مُسکرا رہا ہے کوئی
مار کر پھر جِلا رہا ہے کوئی

توجیہ :۔ [مطلع بن گیا ہے اور "دِکھلا" میں "لا" کا نقص بھی باقی نہیں رہا۔]

۷. اصل شعر :۔
ایک دو جام اور دے ساقی
ابھی کچھ ہوشیار ہیں ہم لوگ

اِصلاح :
ابھی جلسہ نہ ختم کر ساقی
ابھی کچھ ہوشیار ہیں ہم لوگ

توجیہ :۔ ایک دو جام ایک ہی کے لئے کافی نہیں ہوتے چہ جائے کہ "لوگ" اسلئے "جلسہ"

۸. اصل شعر :۔
ہو گیا اپنا جگر ہی چاک چاک
یہ ہماری آہ کی تاثیر ہے

اصلاح :۔
اور بڑھ کر ہم بھی چکے وہ دیکھئے
یہ ہماری آہ کی تاثیر ہے

توجیہ :۔ [دیکھئے کا لفظ دونوں مصرعوں میں شامل الطرفین ہو کر بڑا مزا دے رہا ہے۔]



جوہر۔ الحاج میر بہادر علی

تاریخ پیدائش ۷ رشعبان ۱۳۲۲ھ تاریخ وفات ۱۲ ر ڈسمبر ۱۹۷۱ء

حضرت میر بہادر علی جوہر، حضرت میر لیاقت علی سیف مہتمم خزانۂ پائیگاہ نواب معین الدولہ بہادر کے دوسرے فرزند تھے۔ ۷ رشعبان ۱۳۲۲ھ کو محلہ چوک اسپان شاہ علی بنڈہ حیدر آباد میں ولادت عمل میں آئی۔ منشی فاضل کا امتحان کامیاب کرنے کے بعد سرکاری ملازمت اختیار کی پولیس ایکشن کے بعد ملازمت سے سبکدوش ہو گئے اور معین الدولہ بہادر کے دوسرے صاحبزادے نواب مظہر الدین خان بہادر کے اسٹیٹ سمستان نارائن پور میں بہ حیثیت معتمد کام انجام دیتے رہے۔

ذوقِ شاعری موروثی تھا، بچپن ہی سے نہایت چست شعر کہا کرتے تھے اپنے بڑے بھائی میر یاور علی خنجر کی ہدایت پر حضرت صفی اورنگ آبادی کے آگے زانوئے ادب تہہ کئے اور ان کے دور اول کے حلقہ تلامذہ میں داخل ہو گئے۔ بجید پُر گو اور زود گو شاعر تھے۔ ماہِ شعبان ۱۳۹۱ھ میں فالج کا حملہ ہوا اور دو ماہ دواخانہ چار میناریں زیرِ علاج رہ کر ۲۳ رشوال ۱۳۹۱ھ م ۱۲ ر ڈسمبر ۱۹۷۱ء کو انتقال کر گئے۔ تدفین ان کے بھائی میر احمد علی پیکاں مرحوم کے بازو قادری چمن کے روبرو تکیہ جمال بی بی میں عمل میں آئی۔

اصل شعر:

تسکینِ دل کے سیکڑوں اسباب ہیں مگر
ہر اک سکون باعثِ صد اضطراب ہے

اصلاح:

تھم تھم کے بڑھتی جاتی ہیں بے تابیاں مری
ہر اک سکون باعثِ صد اضطراب ہے

۲۔ اصل شعر: وہ ہم سے کیا پھرے کہ زمانہ ہی پھر گیا
اے انقلابِ دہر یہ کیا انقلاب ہے

اصلاح:- کچھ اس سے شکوہ سنج ہے قلبِ حزیں مرا
اے انقلابِ دہر یہ کیا انقلاب ہے

۳۔ اصل شعر: دونوں جہاں کے جلوے نگاہوں میں ہیچ ہیں
آئی ہے جب سے آپ کی صورت نظر مجھے

اصلاح: صورت کچھ اپنے جینے کی آتی نہیں نظر
آئی ہے جب سے آپ کی صورت نظر مجھے

۴۔ اصل شعر: آپ کی چشمِ عنایت ہے تو مجھ کو فکر کیا
یہ اگر چاہیں تو ہر مشکل مجھے آسان ہے

اصلاح:- آپ کی چشمِ عنایت ہے تو مجھ کو فکر کیا
آپ اگر چاہیں تو ہر مشکل مجھے آسان ہے

۵۔ اصل شعر: آدمی کو چاہیئے اس بات کا ہر دم خیال
آدمیت سے جہاں میں آدمی کی شان ہے

اصلاح:- آدمی کو چاہیئے کچھ آدمیت کا خیال
آدمیت سے جہاں میں آدمی کی شان ہے

۶. اصل شعر:
ساقی کے دستِ خاص سے پایا ہے ایک سا جام
بس آج میں نے پی لیا اُس نے پلا دیا

اصلاح:
ساقی کے لُطفِ خاص کی تاثیر دیکھ لی
اِک جام میں نے پی لیا اُس نے پلا دیا

۷. اصل شعر:
تم سے بڑھ کر تو نہیں ہے مجھ کو کوئی شئے عزیز
دِل کی ہستی کیا ہے تم پر جان بھی قربان ہے

اصلاح:
جاں نثاروں سے کیا کرتے ہو کیوں دِل کی طلب
دل کی ہستی کیا ہے تم پر جان بھی قربان ہے

۸. اصل شعر:
کسی کی مست نگاہی ارے معاذ اللہ
سِتم ہے دل کے لئے تو بلا ہے جاں کیلئے

اصلاح:
تمہاری چشمِ تغافل ارے خُدا کی پناہ
سِتم ہے دل کے لئے تو بلا ہے جاں کیلئے

توجیہہ:۔ "معاذ اللہ" میں ایک مفہوم تنفر کا بھی نکلتا ہے جس کو معنی سے کوئی تعلق نہیں۔

۹. اصل شعر:۔
دل و جگر میں نہیں ایک خون کا قطرہ
کہاں سے آتے لہو چشم خوں فشاں کے لئے

اصلاح:
دل و جگر میں محبت کی آگ بھڑکی ہے
کہاں سے آئے لہو چشمِ خوں فشاں کے لئے

۱۰۔ اصل شعر:

ہلا دل عرش کے پائے بساط کیا اُس کی
بہت ہے ایک میری آہ آسماں کے لئے

اصلاح:۔

فغانِ بےکس و مظلوم سے بچائے خدا
بہت ہے ایک میری آہ آسماں کے لئے

توجیہہ:۔ آپ کا مصرعہ غلط نہ تھا۔

۱۱۔ اصل شعر

قفس میں دخل جو صیاد کا نہیں ہوتا
یہاں بھی ڈالتے ہم طرح آشیاں کے لئے

اصلاح،

قفس میں خوف جو صیاد کا نہیں ہوتا
یہاں بھی ڈالتے ہم طرح آشیاں کے لئے

توجیہہ:۔ دخل ہو بلا سے مگر خوف نہ ہو۔

۱۲۔ اصل شعر

جوہر عبث ہے صنعت خالق پہ اعتراض
دُنیا کو کیوں بُرا کہیں دُنیا میں آ کے ہم

اصلاح،

جوہر عبث ہے رنگ زمانہ پہ اعتراض
دُنیا کو کیوں بُرا کہیں دُنیا میں آ کے ہم

۱۳۔ اصل شعر:
بَدُعاء نِکلے یا دُعاء نِکلے
تم ہی کہہ دو کہ دل سے کیا نِکلے

اِصلاح:
بَدُعاء نِکلے یا دُعاء نِکلے
تم کہو دِل دُکھے سے کیا نِکلے

۱۴۔ اصل شعر:
آبرو رکھ لی آنسوؤں نے میری
یہ دُرِ اشک بے بہا نِکلے

اِصلاح:
اپنے دامن میں لے لئے اُس نے
یہ دُرِ اشک بے بہا نِکلے

۱۵۔ اصل شعر:
اظہار مُدعا کوئی مشکل نہیں مگر
سُن کر کوئی ہنسی میں اُڑائے تو کیا کروں

اِصلاح:
اظہار مُدعا کے تو لاکھوں طریق ہیں
لیکن کوئی ہنسی میں اُڑائے تو کیا کروں

۱۶۔ اصل شعر:
دِل سے بھلا دیا تو ہے دُنیا جہان کو
یاد اُن کی بار بار جو آئے تو کیا کروں

اِصلاح:
مجھ کو بھی بار بار تڑپنا ہی چاہیے
یاد اُن کی بار بار جو آئے تو کیا کروں

۱۷۔ اصل شعر:

ہے سخت امتحان کہ توبہ کے بعد بھی
اصرار کرکے کوئی پلائے تو کیا کروں

اصلاح:-

اللہ توبہ توبہ کہ توبہ کے بعد بھی
مجبور کرکے کوئی پلائے تو کیا کروں

۱۸۔ اصل شعر:

اُس کے زانوؤں پر سر بے خودی ترے قربان
جس کے پاسباں لاکھوں وہ ہو پاسباں اپنا

اصلاح:-

سر ہے اُسکے زانو پہ بے خودی ترے قرباں
جس کے پاسباں لاکھوں ہے وہ پاسباں اپنا



اشعارِ صفی

خود کو گنتا ہے سب سے نادان اچھا
خود ہی اچھا نہ اس کا دیوان اچھا

پھر بھی مانو صفی کو اے اہلِ دکن
باہر کے ولی سے گھر کا شیطان اچھا

الحاج حضرت غلام علی حادیؒ

تاریخ پیدائش: ۲۷؍جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ
تاریخ وفات: ۱۵؍ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

استادی حضرت غلام علی حادی ولد محمد عباس علی مرحوم، حضرت صفی کے دورِ اول کے تلامذہ میں سے ہیں۔ ۲۷؍جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ کو محلہ چھاؤنی غلام مرتضیٰ کمندان بیرون لال دروازہ حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ذوقِ علم ایسا تھا کہ صرف (۲۳) سال کی عمر میں یعنی ۱۳۴۰ھ م ۱۹۲۳ء میں جامعہ نظامیہ حیدرآباد سے مولوی کا امتحان کامیاب کرلیا۔ ۱۹۳۰ء میں پنجاب جاکر پنجاب یونیورسٹی سے اور ۱۹۳۱ء میں مدراس جاکر مدراس یونیورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان کامیاب کیا۔ عجب نہ تھا کہ اگر السنہ شرقیہ کے امتحانات اگر چین میں ہوتے تو وہ چین بھی جاتے۔

فارغ التحصیل ہونےکے بعد اولاً سر یمین السلطنت مہاراجہ کرشن پرشاد کی پیشی کے خوشنویس مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ۱۳۳۹ف میں خزانہ عامرہ سرکارِ عالی میں مامور ہوئے اور وہاں ۲۵ سال ملازمت کرکے ۱۹۵۴ء میں وظیفہ حسنِ خدمت پر سبکدوش ہوئے۔ اوائل طالب علمی ہی سے شعر کہنے کا ذوق تھا اور شاعری میں ایک عالمانہ شان جھلکتی تھی۔ حضرت صفی اورنگ آبادی سے تلمذ حاصل کرنے کے بعد اپنے انتقال تک باقاعدہ مشاعروں میں شرکت کرتے رہے۔ پہلے ان کا تخلص صنیف تھا لیکن حضرت صفی کے شاگرد ہونے کے بعد حضرت کیفی مرحوم نے تخلص بدلنے کا مشورہ دیا اور حادی کا تخلص یہ کہتے ہوئے سرفراز کیا کہ یہ تخلص ہمارے پاس محفوظ تھا جو تم کو دیا جاتا ہے۔

حضرت حادی نہ صرف اُردو بلکہ فارسی اور عربی میں بھی شعر کہتے تھے۔ بعض قطعات تاریخ عربی زبان میں ملتے ہیں۔ ان کی اکثر غزلیں اور نظمیں اس دور کے رسائل "دین و دنیا" (دہلی) "ہمایوں" (دہلی) اور "النور" حیدرآباد میں چھپ چکی ہیں۔ غزل ہمیشہ تحت اللفظ پڑھتے تھے۔ حضرت حادی حضرت صفی کے انتقال کے بعد متفقہ طور پر جانشین قرار دیے

گئے۔ حضرت صفی بعض اوقات اپنے تلامذہ کو حضرت حاوی سے رجوع ہونے کا مشورہ دیتے بلکہ خود بھی فارسی میں مشورہ فرماتے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ جو باتیں میرے ذہن میں مبہم ہوتی ہیں یا جو شبہ دل میں ہوتا ہے وہ حاوی سے دُور کرلیا کرتا ہوں۔ غور کیجئے نہایت صاف الفاظ میں دوسروں کو ہدایت کرنا اور خود بھی گاہے گاہے عمل پیرا ہونا کتنا بڑا پن ہے۔ یہ باتیں صرف سلف میں پائی جاتی ہیں۔ اکثر دریافت کرنے پر فرماتے کہ "حاوی سب پر حاوی ہے"۔ ۵ مارچ ۱۹۶۹ء کو بعارضۂ فالج انتقال ہوا اور قادری چمن میں تدفین عمل میں آئی۔ ان کے ایک ہی صاحبزادے محمد یحییٰ خالد ہیں جو ان دنوں کینیڈا میں مقیم ہیں۔ استادی حضرت حاوی مغفور نے اپنے مجموعہ کلام کا نام "خیالاتِ حاوی" رکھا تھا۔ جو ماہ اگست ۱۹۹۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔

۱. اصل شعر:

اک انا تھا مشترک ابلیس میں منصور میں
دوسرا مقبول پہلا مُدّعی مردود ہے

اصلاح:

دعوئ دارانِ انا ابلیس بھی منصور بھی
دوسرا مقبول پہلا مُدّعی مردود ہے

۲. اصل شعر:

اس محبت سے تو خدا ہی بچائے
واقعی یہ بہت بُری لت ہے

اصلاح:

دولت عشق سے خدا ہی بچائے
واقعی یہ بہت بُری لت ہے

۳. اصل شعر:

کھویا جو عشق نے مجھے دُنیا جہاں سے
اپنی تلاش ہے مجھے، تھی جستجو دوست

راہ طلب میں شوق نے گم کر دیا مجھے

اصلاح: اب میری بے خودی ہی کرے جُستجوءِ دوست

سُلجھائے کس طرح کوئی قسمت کی گتھیاں

۴. اصل شعر: یہ پیچ و خم نہیں تری زلفِ سیاہ کا

توجیہہ: - جمع و واحد کے فرق سے "زلفِ سیاہ" کے "پیچ وخم" ہونگے.

۵. اصل شعر: جب تیری آنکھ میں ہی مروت نہیں سہی

پھر کیا قصور کوئی بتائے نگاہ کا

اصلاح: جب تیری آنکھ ہی میں مروت نہیں رہی

پھر کیا قصور کوئی بتائے نگاہ کا

۶. اصل شعر: یوسف سا دل عزیز کنوئیں میں اگر گرے

اس میں قصور کیا ہے زلیخا کی چاہ کا

اصلاح: - یوسف کنوئیں میں گر کے اٹھائیں جو رنج و غم

اس میں قصور کیا ہے زلیخا کی چاہ کا

۷. اصل شعر: - اے دل ہر اک اپنا پرایا ہے بار یاب

دستور کچھ عجب ہے تری بارگاہ کا

اصلاح:۔ اب تو ہر اک اپنا پرایا ہے بار یاب
دستور کچھ عجب ہے تری بارگاہ کا

۸۔ اصل شعر:۔ کیوں چاہتے ہو اپنی جفاؤں سے معذرت
ہے عذر تو گناہ سے بدتر گناہ کا

اصلاح:۔ کیوں چاہتے ہو اپنی جفاؤں کی معذرت
ہے عذر تو گناہ سے بدتر گناہ کا

۹۔ اصل شعر: دیکھا ہے اس کو حضرت زاہد نے غور سے
کیسے سے ارتکاب ہوا ہے گناہ کا

اصلاح: دیکھا ہے اس کو حضرت زاہد نے پیار سے
کیسے سے ارتکاب ہوا ہے گناہ کا

۱۰۔ اصل شعر:۔ کیا کہہ سکے وہ داور محشر کے سامنے
منہ دیکھتے رہو گے جو تم داد خواہ کا

اصلاح:۔ کیا کہہ سکے گا داور محشر کے سامنے
منہ دیکھتے رہو گے جو تم داد خواہ کا

۱۱. اصل شعر:
تیرے خرامِ ناز نے پامال کر دیا
طُرفہ ستم ہے اور بھی نیچی نگاہ کا

اِصلاح:-
پامال کر رہا ہے کسی کا خرامِ ناز
طُرفہ ستم پھر اُس پہ ہے نیچی نگاہ کا

۱۲. اصل شعر:-
نہ گزرے عُمر تیری بے حسی میں
رہے کچھ فرق موت و زندگی میں

اِصلاح:-
جو گزرے عُمر یوں ہی بے حسی میں
تو پھر کیا فرق موت و زندگی میں

۱۳. اصل شعر:
نظر اُن کی کہے دیتی ہے سب کچھ
یہ گویائی تو دیکھو خامشی میں

اِصلاح:-
نگاہیں اُن کی کہہ جاتی ہیں سب کچھ
یہ گویائی غضب ہے خامشی میں

۱۴. اصل شعر:-
اندھیرے کی اگر خوگر ہوا آنکھیں
دکھائی دے گا پھر کچھ تیرگی میں

اندھیرے کی نہ ہوں خوگر جو آنکھیں
اِصلاح: دکھائی دے گا پھر کیا تیرگی میں

نہیں تھے اُن کی پُرکاری سے واقف
۱۵. اصل شعر: اُٹھائی ہم نے زحمت سادگی میں

نہ تھے دُنیا کی پُرکاری سے واقف
اِصلاح: اُٹھائی ہم نے زحمت سادگی میں

ہر اک دورِ فلک شاہد ہے اُس کا
۱۶. اصل شعر: نہیں کوئی کسی کا مفلسی میں

زمانے والے ہیں دولت کے بندے
اِصلاح: نہیں کوئی کسی کا مفلسی میں

محبت زندگی ۔۔۔ کرنے والو
۱۷. اصل شعر: مزہ کیا تم نے پایا زندگی میں

نہیں جب بندگی تو زندگی کیا
۱۸. اصل شعر: کمالِ زندگی ہے بندگی میں

نوٹ :- یہ دونوں مندرجہ بالا اشعار شاعر کے رسم الخط میں غزل کے پرچہ میں نہیں ہیں بلکہ حضرت صفیؔ اورنگ آبادی کے رسم الخط میں ہیں شائد عطائے اُستاد ہو۔ (مرتب)

۱۹۔ اصل شعر :-
یہ کیسی بات ہے اللہ والوں کی زبانوں میں
اُتر جاتی ہے دل میں جب وہ پڑ جاتی ہیں کانوں میں

اصلاح :-
ہے ایسی بات صرف اللہ والوں کی زبانوں میں
اُتر جاتی ہے دل میں جب وہ پڑ جاتی ہیں کانوں میں

۲۰۔ اصل شعر :-
نہ وہ اگلی بڑے بوڑھوں میں شفقت پائی جاتی ہے
نہ وہ اگلی سعادت مندیاں باقی جوانوں میں

اصلاح :-
نہ اگلی سی بڑے بوڑھوں میں شفقت پائی جاتی ہے
نہ اگلی سی سعادت مندیاں باقی جوانوں میں

۲۱۔ اصل شعر :-
نہیں یہ ایسے قصے جن سے خالی جی بہل جائے
بہت کچھ درسِ عبرت ہے ہماری داستانوں میں

اصلاح :-
نہیں یہ ایسے قصے جن سے جی بہلے زمانے کا
بہت کچھ درسِ عبرت ہے ہماری داستانوں میں

۲۲. اصل شعر:-
دلوں میں شوقِ نظارہ ہے یہ کیسی نوازش ہے
نہیں ہے تابِ نظارہ ہی جب ہم ناتوانوں میں

اصلاح :-
دلوں میں شوقِ نظارہ ہے کیوں یہ کیا نوازش ہے
نہیں ہے تابِ نظارہ اگر ہم ناتوانوں میں

۲۳. اصل شعر:
جہاں اظہارِ حق میں ہو گیا خوفِ زیاں پیدا
وہاں یہ عجز لکنت آ گئی گویا زبانوں میں

اصلاح :-
جہاں اظہارِ حق میں ہو گیا خوفِ زیاں پیدا
وہاں سمجھو کہ لکنت ہو گئی پیدا زبانوں میں

۲۴. اصل شعر:
اسی کو جان اپنا معرفت ہے حق تعالیٰ کی
حقیقت نفس کی وہ چیستاں ہیں چیستانوں میں

اصلاح:
اِسی کے جاننے پر منحصر عرفان ہے رب کا
حقیقت نفس کی وہ چیستاں ہیں چیستانوں میں

۲۵. عطیۂ استاد:
مساوی[1] کر دیا ادراکِ قربِ ذات نے سب کو
نہ پستی ہے زمینوں میں نہ رفعت آسمانوں میں

[1] نوٹ: یہ شعر حضرت صفی اورنگ آبادی کے رسم الخط میں غزل سے ہٹ کر کاغذ پر موجود ہے گویا عطیۂ استاد ہے۔ [مرتب]

۲۶. اصل شعر:۔ بجا ہے جس قدر بھی نشۂ پندار ہو جائے
میں وہ مخلوق ہوں خالق کا جب شاہکار ہو جائے

اصلاح:۔ بجا کہلائے جتنا نشۂ پندار ہو جائے
یہ پتلا خاک کا خالق کا جب شاہکار ہو جائے

توجیہ:۔ دونوں مصرعوں میں مناسب ترمیم کردی گئی ہے۔

۲۷. اصل شعر:۔ مئے و مینا کا منت کش رہے یہ رند اے ساقی
تری چشم کرم ہی ساغرِ سرشار ہو جائے

اصلاح:۔ مئے و مینا سے بچنے والے اس سے بچ نہیں سکتے
جو چشم مست ساقی ساغرِ سرشار ہو جائے

۲۸. اصل شعر:۔ جسے کہتے ہیں استغفار زینہ ہے ترقی کا
مبارک وہ خطا جو وجہ استغفار ہو جائے

اصلاح:۔ ہے استغفار اک صورت تنزل سے ترقی کی
مبارک وہ خطا جو وجہ استغفار ہو جائے

۲۹. اصل شعر:۔ تصرف انفس و آفاق پر دیکھے کوئی اُس کا
تری جانب سے جو مجبور بھی مختار ہو جائے

اصلاح:- بتاؤں کیا مقام و مرتبہ قربِ نوافل کا
یہاں پہنچے کوئی مجبور تو مختار ہو جائے

۲۳۰۔ اصل شعر:- یہ کیسی بندگی ہے جس میں مضمر ہے خدائی بھی
بنے سرکار وہ جو بندۂ سرکار ہو جائے

اصلاح:- اگر ہو بندگی سچّی تو مل جائے خدائی بھی
بنے سرکار وہ جو بندۂ سرکار ہو جائے

۲۳۱۔ اصل شعر:- بہار آئے تو غنچوں کی طرح دل بھی شگفتہ ہو
یہ کھل جائے تو اپنی ہی جگہ گلزار ہو جائے

اصلاح:- بہار آئے تو غنچوں کی طرح دل بھی شگفتہ ہو
یہ کھل جائے تو خود اپنی جگہ گلزار ہو جائے

۲۳۲۔ اصل شعر:- نہ مال و جان کی پروا نہ مدح و ذم کا اثر
یہ اُن کا دل ہے وہ جن کو بڑا بناتے ہیں

اصلاح:- نہ جان و مال کی پروا نہ مدح و ذم کا اثر
یہ اُن کا دل ہے وہ جن کو بڑا بناتے ہیں

توجیہہ:- مال و جان میں اعلان نون ہو رہا تھا جو ناجائز ہے۔

۲۳. اصل شعر: جہاں بھی ہم میں ہو پہلو اگر کوئی کمزور
وہیں گرفت وہ کرتے ہیں آزما تے ہیں!

اِصلاح: جہاں کسی میں ہو پہلو اگر کوئی کمزور
وہیں گرفت وہ کرتے ہیں آزماتے ہیں

۲۴. اصل شعر: سب کی دُنیا یہ ہے نظر لیکن
چیل کے گھونسلے میں ماس نہیں

اِصلاح: سب کو دُنیا سے آس لیکن
چیل کے گھونسلے میں ماس نہیں

۲۵. اصل شعر: ہے بشر ایک عالم اصغر
کونسی چیز اُس کے پاس نہیں

اِصلاح: ہے یہ اِنسان عالم اصغر
کونسی چیز اُس کے پاس نہیں

۲۶. اصل شعر: حمد کے ساتھ لامِ استغراق!
اب کوئی لائق سپاس نہیں!

حمل کے ساتھ لامِ استغراق

اصلاح:- غیرِ حق لائقِ سپاس نہیں!

۳۷. اصل شعر:- سخت مشکل ہے نفس کی تہذیب
یہ کچھ آرائش لباس نہیں

اصلاح:- سخت مشکل ہے نفس کی تہذیب
یہ کوئی زینتِ لباس نہیں!

۳۸. اصل شعر:- سَبَقَتْ رحمتی علیٰ غضبی
ہے گنہ سے ہراس، یاس نہیں

اصلاح:- سَبَقَتْ رحمتی علیٰ غضبی
قلبِ مومن محلِّ یاس نہیں

۳۹. اصل شعر وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ!
اور تم کو ادب کا پاس نہیں

اصلاح:- تم سے منفک نہیں معیّتِ حق
اور تم کو ادب کا پاس نہیں

۴۰۔ اصل شعر:
نغمہ صہبا ناب ہے لیکن
گردشِ جام و دورِ کاس نہیں

اصلاح:۔
طرفہ صہبائے ناب ہے نغمہ
گردش جام و دورِ کاس نہیں

۴۱۔ اصل شعر:
درد کا اب یہ تقاضہ ہے سراپا دل ہو
دیکھنے والوں کو جو تڑپائے وہ بسمل ہو

اصلاح:
درد کا اب یہ تقاضہ ہے سراپا دِل ہو
جو ہر اک بے درد کو تڑپائے وہ بسمل ہو

۴۲۔ اصل شعر:
یا رہو حق پر اٹل یا پیرو ئے باطل ہو
بننے والو جس طرح چاہے تمہارا دِل ہو

اصلاح:۔
یا رہو حق پر اٹل یا پیروئے باطل ہو
بننے والو اب بنائے جو تمہارا دِل ہو

۴۳۔ اصل شعر:
شکوہ ناحق ہے دُعا ہوتی نہیں کیوں مستجاب
مانگنے کو پہلے منہ پیدا کرو سائل ہو

بھول جاتے ہو دُعا میں حفظِ آدابِ دُعا

اِصلاح :- کیا نہیں ملتا جو سائل کی طرح سائل بنو

اُس کے قابو میں ہو تم وہ بھی تمہارے بس میں ہے

۴۴۔ اصل شعر: دِل کے کہنے پر چلو یا رہنمائے دِل بنو

جو اُس کے بس میں ہو وہ بھی تمہارے بس میں ہے

اِصلاح :- دِل کو جانو رہنما یا رہنمائے دِل بنو

رہ گزرِ دُنیا ہے مانا ہم نے جانا ہے کہاں

۴۵۔ اصل شعر: رہ روِ منزل جو ٹھہرے واقفِ منزل بنو

ہے تو دُنیا رہ گزر لیکن کہاں کی رہ گزر

اِصلاح :- اگر ہو راہ رَو تو واقف منزل بنو

عقل کا یہ فیصلہ کہلاؤ سرتا پا دماغ

۴۶۔ اصل شعر: عشق کا یہ حُکمِ محکم ہے مجسم دِل بنو

عقل کا یہ مشورہ ہو جاؤ سرتا پا دماغ

اِصلاح :- عشق کا یہ حُکمِ محکم ہے مجسم دِل بنو

۴۷۔ اصل شعر: علم وہ کس کام کا جس سے نہ ہو عرفانِ نفس
لاکھ تم قابل ہو، عالم ہو، فاضل ہو

اصلاح: جب نہ ہو اور دل کو ہستی سے تمہاری فائدہ
فائدہ کیا لاکھ تم قابل ہو فاضل ہو

۴۸۔ اصل شعر: ہو جو خود محتاج کیا دیگا کسی محتاج کو
دینے والا کون ہے پہچان کر سائل ہو

اصلاح:- ہو جو خود محتاج کیا دیگا کسی محتاج کو
دینے والے کو ذرا پہچان کر سائل ہو

۴۹۔ اصل شعر: ہو چکا پورا فرشتوں کا وہ پہلا اعتراض
تم سے یہ کس نے کہا مفسد ہو قاتل ہو

توجیہہ :- دوسرے مصرعے میں "قاتل" کی بجائے "سفاک" کی ضرورت ہے اس لئے شعر خارج۔

۵۰۔ اصل شعر: تم کو جب بننے نہ بننے کا ہے حاوی اختیار
مقصدِ تخلیق سمجھو اور اُس قابل ہو

اصلاح:- کچھ نہ کچھ بننے کا حاوی تم کو ہے جب اختیار
مقصدِ تخلیق سمجھو اور اُس قابل ہو

۵۱۔ اصل شعر:-
چاہیئے مجھ کو لذتِ گفتار!
ان لبوں میں نبات ہو کہ نہ ہو

اصلاح:-
مجھ کو ملتی ہے بات کی لذّت
ان لبوں میں نبات ہو کہ نہ ہو

۵۲۔ اصل شعر:
جان دیتا ہوں اُس کی صورت پر
موت رشکِ حیات ہو کہ نہ ہو

اصلاح:-
اُس کی صورت پہ جان دیتا ہوں
موت رشکِ حیات ہو کہ نہ ہو

توجیہہ:- پہلے مصرعے میں تعقیدِ لفظی تھی دور کردی گئی۔

۵۳۔ اصل شعر:
اُٹھ نہ اے آفتاب پہلو سے
پھر کوئی ایسی رات ہو کہ نہ ہو

اصلاح:-
اے مرے چاند اُٹھ نہ پہلو سے
پھر کوئی ایسی رات ہو کہ نہ ہو

توجیہہ:- پہلے مصرعے میں آفتاب کی جگہ چاند رکھا گیا ہے اس طرح دوسرے مصرعے کے مضمون سے مکمل مناسبت پیدا کی گئی ہے۔

۵۴. اصل شعر:-
وہ مسیحا نفس بھی ہے بے شک
یہ کوئی خاص بات ہو کہ نہ ہو!

اصلاح:-
اب مسیحا نفس بھی تم ٹھہرے
یہ کوئی خاص بات ہو کہ نہ ہو

۵۵. اصل شعر:-
وہ دل چُرائے خواہ کرے داؤ یا فریب
اُلفت میں جُرم ہی نہیں سرقہ دغا فریب

اصلاح:-
وہ دل چُرائے خواہ کرے داؤ یا فریب
ایسے کو جُرم ہی نہیں سرقہ، دغا، فریب

۵۶. اصل شعر:-
کیا کیا نہیں تری نگہہ فِتنہ ساز میں
دَم داؤ گھات چپکہ چھالسہ دَغا فریب

اصلاح:-
کیا کیا نہیں تری نگہہ فِتنہ ساز میں
دَم داؤ گھات چپکہ ہے دھوکا دغا فریب

۵۷. اصل شعر
دکھاتے ہیں ہتھیلی میں یہ جنّت
کہ خود واعظ کا ہے ایقان غائب

دِکھائیں کیوں تسلّی میں نہ جنّت

اِصلاح :- کہ ہے واعظ کا خود ایقان غائب

کھُلا دُشمن یہی اِنسان کا ہے

۵۸۔ اصل شعر :- مگر نظروں سے ہے شیطان غائب

کھُلا دُشمن اُسے فرمار ہے ہیں

اِصلاح :- مگر نظروں سے ہے شیطان غائب

ترا دیوانہ کیا جانے کسی کو

۵۹۔ اصل شعر :- جسے خود اپنی ہو پہچان غائب

پڑے گی غیر پر اُس کی نظر کیا

اِصلاح :- جسے خود اپنی ہو پہچان غائب

وہیں کھُلتا ہے کچھ سّرِ مشیت

۶۰۔ اصل شعر :- جہاں دِل کا ہو ہر ارمان غائب

وہیں کھُلتا ہے کچھ سّرِ مشیت

اِصلاح :- جہاں ہو دِل کا ہر ارمان غائب

۶۱۔ اصل شعر:- آپ سے جس کو پیار ہوتا ہے
وہ بڑا بُرد بار ہوتا ہے!

اصلاح:- اُن سے جس کو بھی پیار ہوتا ہے
وہ بڑا بُرد بار ہوتا ہے!

۶۲۔ اصل شعر:- عام ہو کیوں نہ شوقِ عُریانی
یہ کفایت شعار ہوتا ہے

اصلاح:- کیوں نہ ہو عام شوقِ عُریانی
یہ کفایت شعار ہوتا ہے

۶۳۔ اصل شعر:- نفع پاتے ہیں کیا ضمیر فروش
یہ اگر بیوپار ہوتا ہے!!

اصلاح:- پاتے ہیں نفع کیا ضمیر فروش
یہ اگر بیوپار ہوتا ہے!!

۶۴۔ اصل شعر:- ہوں تصدق دلِ شکستہ پر
نفس میں اِنکسار ہوتا ہے!

اِصلاح:۔
جو تصرف ہے نفس کو حاصل
مانعِ انکسار ہوتا ہے!

۶۵۔ اصل شعر:۔
گریہی سوزِ غمِ فُرقت رہے
زندگی کی پھر کسے حسرت رہے

اِصلاح:۔
گریہی سوزِ غمِ فُرقت رہے
زندگی کی اور کیا حسرت رہے

۶۶۔ اصل شعر:۔
جب تری دولت سے مالا مال ہوں
مجھ سا مُفلس کیوں نہ ذی ثروت رہے

اصلاح:۔
عشق کی دولت سے مالا مال ہوں
مجھ سا مُفلس کیوں نہ ذی ثروت رہے

۶۷۔ اصل شعر:۔
نَفْسٍ وَّاحِدَہ خِلقت ہے سب کی
ہماری جان کیا جانِ جہاں ہے

اصلاح:۔
نَفْسٍ وَّاحِدَہ خِلقت ہے سب کی
ہماری جان ہی جانِ جہاں ہے

۶۸۔ اصل شعر:-
نہیں کھلتی اس عالم کی حقیقت
یہاں جو چیز ہے اک چیستاں ہے

اصلاح:
حقائق پہ ہیں سب بحثیں ادھوری
یہاں جو چیز ہے اک چیستاں ہے

توجیہہ:- پہلے مصرعے میں "اس عالم" اِسالم پڑھا جاتا ہے کیوں کہ عالم کی "ع" ساقط البحر ہو جاتی ہے۔

۶۹۔ اصل شعر:
کہیں قدموں کو ہو جائے نہ لغزش
امانت آپ کی بارِ گراں ہے

اصلاح:-
ترے قدموں کو ہو جائے نہ لغزش
امانت سر پہ اک بارِ گراں ہے

۷۰۔ اصل شعر:
ہے روشن سب پہ فیضانِ زمانہ
یہ پیاسوں کے لئے اندھا کنواں ہے

اصلاح:-
زمانے کی ہے سب کو چاہ لیکن
یہ پیاسوں کے لئے اندھا کنواں ہے

توجیہہ:- پہلا مصرعہ بدل دیا گیا ہے "چاہ" کے لفظ سے شعر بہت بلند ہو گیا ہے۔

ذرا پہلے خود اپنے آپ کو دیکھ

۱/ اصل شعر: کلیم اللہ کا کیوں ہم زباں ہے

اِصلاح :۔ شعر قلم زد ـــ توجیہہ :۔ ہم کلام ہونے کو ہم زبان ہونا نہیں کہا جا سکتا (شعر خارج)

زمانے بھر کی سختی سہنے والو

۲/۔ اصل شعر:۔ یہی تو اُن کا سنگِ آستاں ہے

وہاں سرافگنی ہے سربلندی

اصلاح :۔ فرازِ عرش جن کا آستاں ہے

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

۳/ اصل شعر: قفس پر آشیانے کا گماں ہے

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

اِصلاح :۔ قفس پر کیوں نشیمن کا گماں ہے ؟

اَرِحْنِی کا خطاب اللہ اکبر

۴/ اصل شعر: یہ کیسا اِذن ہے کیسی اذاں ہے

اَرِحْنِی یا بلالؓ اللہ اکبر

اِصلاح :۔ یہ کیسا اِذن ہے ... اذاں ہے

توجیہہ :۔ اَرِحْنِی یا بلالؓ حدیث ہے۔

کُشتوں پہ تیرے سب کو قیامت کا رشک ہے
۷۵۔ اصل شعر:- چونکا نہ دے انھیں کہیں آواز صور کی!

آرام کر رہے ہیں ترے کُشتگانِ ناز
اِصلاح:- چونکا نہ دے انھیں کہیں آواز صُور کی

دُنیائے حُسن وعشق میں کوئی کمی نہیں
۷۶۔ اصل شعر:- اُن کے غُرور اور ہمارے قصور کی

دُنیائے حُسن وعشق میں ہے کونسی مثال
اِصلاح:- اُن کے غُرور اور ہمارے قصور کی

ہے زہد خشک میں بھی خیالی معاشقہ
۷۷۔ اصل شعر:- زاہد ہے سجدہ ریز تمنّا میں حُور کی

زاہد ہے سجدہ ریز تمنّا میں حُور کی
اِصلاح:- ایسے بھی لوگ رکھتے ہیں نیت فتُور کی

توجیہہ:- مطلع بن گیا ہے شاید آپ کی پسند کا ہو۔

کس مستِ ناز کی ہے یہ آفاق جلوہ گاہ
۷۸۔ اصل شعر:- آنکھوں میں کیفیت ہے شراب طہور کی

تصویر میں نے دیکھی ہے اُس رشکِ حُور کی
اِصلاح :- کیفیت اب تو اور ہے آنکھوں میں نُور کی
توجیہہ :- مطلع بن گیا۔ طہور کا لفظ حشو تھا اب آنکھیں ناظری ہوں یا منظور کی دونوں ہو سکتی ہیں

شائد ہو قصۂ گُل و بُلبل پہ تبصرہ
۷۹۔ اصل شعر:- بُلبل ہی سیکھے نغمہ سرائی طیور کی

اپنی زباں میں کرتے ہیں یہ مدح باغباں
اِصلاح :- یونہی نہیں ہے نغمہ سرائی طیور کی
توجیہہ :- تبصرہ نغمے میں نہیں ہوا کرتا۔

زُعم خودی ہو جس کو وہ مردود کیوں نہ ہو
۸۰۔ اصل شعر:- ابلیس پا چکا ہے سزا اس غرور کی

مردود ہے وہ جس میں غرورِ خودی رہے
اصلاح :- ا[illegible] پا چکا ہے سزا اس قصور کی

سینے میں دل بھی طورِ تجلّی ہے دیکھنا
۸۱۔ اصل شعر:- شہرت تو سُن چکے ہیں تجلّیٔ طور کی !

سینے میں دل بھی طورِ تجلّی ہے اُس کو دیکھ
اِصلاح :- شہرت تو سُن چکا ہے تجلّیٔ طور کی

۸۲۔ اصل شعر:

خالق کی شان ہوتی ہے مخلوق سے عیاں
سرمایہ دار بن گئی ظلمت بھی نور کی

اصلاح:-

دیکھو ذواتِ خلق میں خالق کی ذات ہے
سرمایہ دار بن گئی ظلمت بھی نور کی!

۸۳۔ اصل شعر[1]:

یہ صورتیں ہی مظہرِ حُسن و جمال ہیں
بے صورتی نہیں کوئی صورت ظہور کی

نوٹ[1]:- یہ شعر حضرت صفی اورنگ آبادی کے رسم الخط میں ہے اصل مسوّدہ میں نہیں ہے گویا عطائے اُستاد ہے آخر میں تحریر ہے "خدا کرے کہ شاعرہ میں یہ اشعار بامعنی ہوں"۔

۸۴۔ اصل شعر:

دل کو کبھی سکون کبھی اضطراب ہے
احساس زندگی بھی ثواب و عذاب ہے

اصلاح:

دل کو کبھی سکون کبھی اضطراب ہے
احساس زندگی میں ثواب عذاب ہے

۸۵۔ اصل شعر:

مجھ سا نیاز مند کرے گا سوال کیا
وہ بے نیاز آپ ہی اپنا جواب ہے

اصلاح :- مَیں اک نیاز مندِ مجسم سوال ہوں
وہ بے نیاز آپ ہی اپنا جواب ہے

۸۶۔ اصل شعر :- عشاق ہی سے پوچھئے بے تابیوں کا ذوق
البدل سکون کا ہر اضطراب ہے

اصلاح :- بے تاب ہی سے پوچھئے بیتابیوں کا ذوق
گویا سکون اُس کے لئے اضطراب ہے

۸۷۔ اصل شعر :- پیرِ مغاں نے رنگِ سخن ہی بدل دیا !
حاوی میرے کلام میں کیفِ شراب ہے

اصلاح :- پیرِ مغاں نے رنگِ تخیل بدل دیا
حاوی میرے کلام میں کیفِ شراب ہے

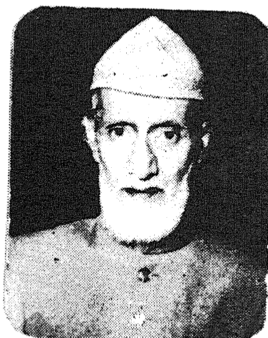
صفی! حضراتِ کیفی و ضیا کا سب تصدق
کہیں طرزِ ادا سیکھی کہیں لطفِ زباں پایا
(صفی)



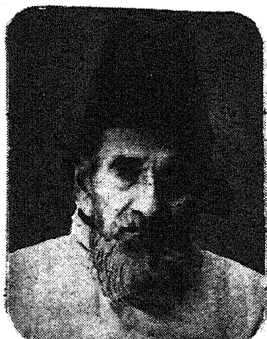
یوسف علی خلوص



روحی قادری



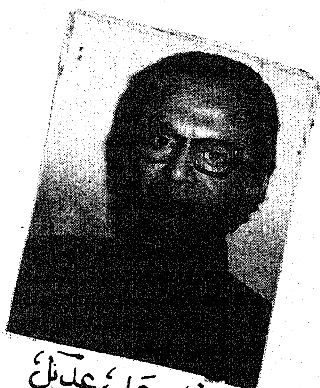
رہبر فاروقی



سالک صدیقی



سید علی سریر



نظیر علی عدیل

خلوص ـــ محمد یوسف علیؒ

تاریخ پیدائش: ۱۹۰۱ء ٭ تاریخ وفات ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۹ء

تعلیم منشی کامیاب

یوسف علی نام خلوص تخلص، ۱۹۰۱ء میں پرانے شہر حیدر آباد کے محلہ سلطان شاہی میں حضرت شیخ ظفر علی کے چشم و چراغ بن کر پیدا ہوئے۔ حضرت خلوص نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ بیرون حیدر آباد میں گزارا ملازمتوں کے سلسلہ میں پربھنی، ورنگل، ہنگار یڈی وغیرہ میں مقیم رہے۔ عدالت العالیہ امور مذہبی سے وابستہ رہے اور آخر میں ہائیکورٹ سے وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے۔ خلوص پہلے دور کے سینئر شاگردوں میں نمایاں حیثیت کے مالک رہے۔ کلام میں تغزل کا رنگ نمایاں ہے رعایت لفظی اور سلاست بیان بدرجۂ اتم موجود ہے۔

جناب یوسف علی خلوص ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۹ء بروز پنجشنبہ گیارہ بجے دن عثمان باغ کاماٹی پورہ میں انتقال کر گئے اور باقر نگر نزد جدید عیدگاہ میر عالم سپرد خاک کئے گئے۔

۱۔ اصل شعر:

کیا مصیبت ہے اُن کی محفل میں
آشنا آشنا نہیں ہوتا!

اصلاح:

کیا قیامت ہے اُن کی محفل میں
آشنا آشنا نہیں ہوتا

۲۔ اصل شعر:

جو وہ ماہ وش گھر سے نکلا کرے گا
ملک اپنی آنکھیں بچھایا کریں گے

اصلاح:۔
جو وہ حورِوش گھر سے نکلا کرے گا
مَلک اپنی آنکھیں بچھایا کریں گے

۳. اصل شعر:
چل دیے چھوڑ کے وہ مجھ کو یہ قسمت میری
روکنے کا کوئی حیلہ نہ مجھے یاد آیا

اصلاح:
چل دئیے چھوڑ کے وہ مجھ کو یہ قسمت میری
کوئی چلتا ہوا فقرہ نہ مجھے یاد آیا

۴. اصل شعر:
مَیں جو وابستۂ دامن ہوں مجھے بھول گئے
آپ نے یاد کیا مجھ کو مَیں کب یاد آیا

اصلاح:
مَیں جو وابستۂ داماں ہوں مجھے بھول گئے
آپ نے غور کیا سوچ لیا۔ یاد آیا

۵. اصل شعر:
کسی دن دیکھنے والوں کی تابِ دید دیکھیں گے
نقاب اُس کے رُخِ رنگین و روشن سے ذرا سرکے

اصلاح:
کسی دن ہم مذاقِ بلبل و پروانہ دیکھیں گے
نقاب اُس کے رُخِ رنگین و روشن سے ذرا سرکے

۶. اصل شعر:
پلانا جی میں ہے تو دورِ ساغر سے ذرا پہلے
مرے متوالے ساقی دیکھ لے مجھ کو نظر بھر کے

اِصلاح:-
تمنائے کرم ہے ذکر کیا پینے پلانے کا
مرے متوالے ساقی دیکھ لے مجھ کو نظر بھر کے

۷. اصل شعر:
نہیں ہے چاہنے والوں کی خیر اے قاتل
لگا ہے منہ کو تری تیغ کے لہو میرا

اصلاح:
نہیں ہے بوالہوسوں کی تو خیر اے قاتل
لگا ہے منہ کو تری تیغ کے لہو میرا

۸. اصل شعر:
پھر کیوں نہ یہ جلائے کہ جلتی رہی رات بھر
پروانہ شمع سے ہے مقرر جلا ہوا

اصلاح:
کیا کیا جلی کٹی نہ سنائی تمام رات
پروانہ شمع سے ہے مقرر جلا ہوا

۹. اصل شعر:
نہ پوچھو بے گناہوں کی گنہگار اپنا غم بھولیں
جو تم آ جاؤ گے اس صورت میں میدانِ قیامت میں

اِصلاح:
نکوکار اپنا تقویٰ تو گنہگار اپنا غم بھولیں
جو تم آ جاؤ گے اس صورت میں میدانِ قیامت میں

۱۰۔ اصل شعر:
ترا لطف و کرم اغیار کو، جور و ستم ہم کو!
لیاقت کے موافق آدمی کو کام ملتا ہے

اصلاح:
پڑھے فرہاد و مجنوں کے فسانے اور یہ سمجھے
لیاقت کے موافق آدمی کو کام ملتا ہے

۱۱۔ اصل شعر:
وفاداری کے بدلے داغ دل داغ جگر پایا
جو اچھا کام کرتا ہے اُسے انعام ملتا ہے

اصلاح:
اُٹھا کر ہم نے صدمے درہم داغ جگر پایا
جو اچھا کام کرتا ہے اُسے انعام ملتا ہے

توجیہہ:۔ انعام کو نبھانے کے لئے پہلے مصرعے میں درہم کا لفظ رکھا گیا ہے ورنہ شعر میں مضمون بے ربط سا تھا۔



صفی صاحب اگر ہے شاعری جھوٹ
تو پھر اس جھوٹ کی آخر سزا کیا
(صفی)

روحی - پیرزادہ سیّد محی الدین قادری

تاریخ پیدائش : نومبر ۱۹۲۰ء

پیرزادہ سیّد محی الدین روحی قادری حضرت پیر سیّد باسط علی قادری مرحوم کے گھر کے چشم و چراغ ہیں حیدرآباد ہی میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد جامعہ نظامیہ سے منشی کیا کوئی مستقل ذریعہ معاش نہیں رکھتے۔ ساٹھ سالہ عمر کی تکمیل کے بعد حکومت نے ماہانہ ۱۵۰ روپے کا وظیفہ پیرانہ سالی جاری کیا جو تاحال جاری ہے۔

ذوقِ شعر بچپن سے ہے۔ شروع ہی سے حضرت مفتی اشرف علی اشرف مرحوم سے شرفِ تلمذ حاصل رہا۔ جب حضرت اشرف چار چھ مہینوں کے لئے عازمِ مقامات مقدسہ ہوئے تو ان کو اپنے استاد بھائی حضرت صفی اورنگ آبادی کے سپرد کر گئے اِس طرح جناب روحی قادری حضرت صفی کے دورِ آخر کے تلامذہ میں شامل ہوئے حضرت صفی نے خاص توجہ اور دلجوئی سے اُن کے کلام کو دیکھا۔ یہ سلسلہ حضرت اشرف کی بغداد سے واپسی تک جاری رہا۔ بغداد سے واپسی کے بعد جناب روحی پھر حضرت اشرف کے پاس واپس چلے گئے۔ بڑے زودگو اور قادرالکلام شاعر ہیں۔ زمانے کے تقاضوں سے خود کو ہم آہنگ کر کے شعر کہتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت صفی مرحوم نے ان کے کلام کے ایک شعر پر صرف ایک لفظ کی اصلاح فرمائی۔ جو نذرِ قارئین ہے۔

۱. اصل شعر:

سرفرازی کی تمنّا تھی مجھے

یک بیک آپ کا در یاد آیا

اصلاح:

سرفروشی کی تمنّا تھی مجھے

یک بیک آپ کا در یاد آیا

رہبر ـــــ محمد معین الدین فاروقی

ولادت ۱۲ ارمئی ۱۹۱۲ء وفات ۱۷ ارمئی ۱۹۸۷ء

[رہبر فاروقی کے مسودہ کتاب ناصر جنگ شہید پر اصلاحیں]

جناب محمد معین الدین رہبر فاروقی صاحب کا دکن کے معروف مشہور مورخین و محققین میں شمار ہوتا ہے آپ کے علمی و تاریخی محققانہ مضامین اخبارات ورسائل کی زینت بنے ہیں۔ ان مضامین کی کتابی شکل میں صورت گری بھی ہوئی جن کی تعداد سات ہے. آپ کی مشہور تاریخی تالیف "ناصر جنگ شہید" دکن کے علمی ذخیرہ میں منفرد قیمتی اضافہ کا درجہ رکھتی ہے۔ بڑی وضع دار جامع الصفات شخصیت تھی موصوف کا انتقال ۱۷ ارمئی ۱۹۸۷ء حیدرآباد میں ہوا۔ آپ کے فرزندوں میں جناب ڈاکٹر محمد عارف الدین صاحب علم وفضل میں بڑا اونچا مقام رکھتے ہیں موصوف نے اپنے والد محترم کی کتاب "ناصر جنگ شہید" کا وہ مسودہ بخوشی ہماری خواہش پر حوالہ کیا جس پر جناب صفی اورنگ آبادی نے اپنے قلم سے جگہ جگہ اصلاحیں دیں۔ یہ پیشکش جناب عارف کی علم نوازی اور اعلیٰ ظرفی کا ثبوت ہے جس کا ہمیں اعتراف ہے اور ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

زیر نظر مسودہ محترم رہبر فاروقی کی خوش خطی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اپنے دوست دکن کے محقق جناب عمر یافعی صاحب مرحوم کی خواہش پر موصوف نے

اپنا مسودہ جناب صفی اورنگ آبادی کی خدمت میں بنظرِ اصلاح دیکھنے پیش کیا تھا جناب صفی جو لفظی صحت، اِملاء انشاء اور رسم الخط کا بڑا خیال رکھتے تھے ۱۶۲ صفحات کے اس مسودہ میں اصلاحیں دے کر تاریخ کی اس کتاب کو ادب و انشا کا شہہ کار بنادیا. جناب صفی نے رسم الخط اور املاء و انشا کی غلطیوں کی جو اصلاح فرمائی ان کے چند نمونے پیش ہیں جو افادیت سے خالی نہیں:

غلط	صحیح	غلط	صحیح
شبخون	شب خون	علیحدہ	علی حدہ
ہمراہ	ہم راہ	ہمشیر	ہم شیر
بھائی	بھائی	محُر	مُہر
روپے	رُپیے	خوفناک	خوف ناک
بڑہا	بڑھا	لئے	لیے
ادہر	ادھر	سمجہہ	سمجھ
تمہاری	تمھاری	پانڈیچری	پانڈی چری
خوشبو	خوش بو	ہے	ہے
		سواء	سوا
		وقتاً فوقتاً	وقتاً بعد وقتٍ

غلط	صحیح
اوران کے ایسے شرائط	اوران کی ایسی شرائط
۵۰ تلنگے	(پچاس تلنگے) اعداد ہمیشہ الفاظ میں لکھا کیجیے

اُسے دیکھا ہے جس کے دیکھنے کو لوگ مرتے ہیں
نظر بازو ہماری بھی ذرا حدِ نظر دیکھو!
(صفی)

سالک ۔ حکیم غلام قادر صدیقی

تاریخ پیدائش ۲۵ر اپریل ۱۹۰۹ء * تاریخ وفات ۸ر جنوری ۱۹۸۷ء
تعلیم منشی فاضل (نظامیہ) زبدۃ الحکماء (کلکتہ)

۱۳۲۷ھ م ۱۹۰۹ء میں بمقام حیدرآباد ایک معزز گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ان کے نانا حیدرآباد کے مشہور شاعر اور صدر ٹپہ خانہ سرکار عالی میر حشمت علی حشمت تھے۔ والد حضرت الحاج غلام یٰسین صدیقی مرحوم ابن حاجی غلام قادر صدیقی تھے جو جمعدار دکنی اور جھنڈے والے جمعدار کے نام سے بھی موسوم تھے۔ حضرت سالک نے مدرسہ نظامیہ میں تعلیم پائی اور الحاج حکیم محمود خان مرحوم سے طب کی تعلیم حاصل کی ۱۹۴۲ء میں کلکتہ سے زبدۃ الحکما کی سند حاصل کی۔ عمر بھر اسی پیشہ حکمت سے وابستہ رہے۔ حضرت سالک نے ابتداً اپنے کلام پر میر غضنفر علی بے تاب سے اصلاح لی پھر حضرت صفی کے تلمیذ رشید حضرت ابو خلیل سید غوث یقینؔ سے مشورۂ سخن کیا۔ پھر ان ہی کے مشورے سے حضرت صفی سے رجوع ہو گئے اور ان کے انتقال تک وابستہ رہے۔ حضرت صفی کے دورِ اول کے تلامذہ میں سے ہیں۔ تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی۔ یہ تلامذہ صفی میں پہلے تلمیذ ہیں جن کے پانچ مجموعہ ہائے کلام طبع ہو چکے ہیں۔

میں جناب سلطان صدیقی صاحب فرزندِ جناب سالک مرحوم کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اپنے والد مرحوم کے اس قیمتی سرمایہ شاعری کی حفاظت کی اور میرے دریافت کرنے پر تمام کاغذات میرے حوالہ فرمایا۔ (مرتب)

۱۔ اصل رباعی

کونین کے سلطان کے مرغوب ہیں آپ
خلاق دو جہان کے محبوب ہیں آپ
یا پیر میں آپ کے تصدق جاؤں
کیا خوب ہیں کیا خوب ہیں کیا خوب ہیں آپ

کونین کے سُلطاں کے مرغوب ہیں آپ

اِصلاح : اللہ تعالیٰ کے بھی محبوب ہیں آپ

یا پیر میں قُربان فِدا اور صدقے
کیا خوب ہیں، کیا خوب ہیں، کیا خوب ہیں آپ

تضمین بر غزل حضرت صفیؔ

۲. اصل تضمین: لگاوٹ ہے دلِ بیتاب کو زُلفِ معنبر سے
صدف کو جس طرح نسبت ہوا کرتی ہے گوہر سے

عیاں ہے مُدعا صورت سے اور ہیں بند لب ڈر سے
ادا پیدا نظر سے شان رُخ سے آن تیور سے
ترے قربان آخر دل ہے کس کس کے لئے ترسے

لگاوٹ ہے دلِ بیتاب کو زُلفِ معنبر سے
اصلاح : صدف کو جس طرح نسبت ہوا کرتی ہے گوہر سے

تمناؤں میں ہنگامہ ہے اور ہیں بند لب ڈر سے
ادا پیدا نظر سے شان رُخ سے آن تیور سے
ترے قربان آخر دل ہے کس کس کے لئے ترسے

۳۔ اصل تضمین

عبث ہے خود سرائی ہیچ ساری خود نمائی ہے
دو روزہ حُسن پر بیکار کی ہرزہ سرائی ہے

کرو وہ کام جس میں نیک نامی ہے بھلائی ہے
ملنساری بھی سیکھو جب نگاہ نازپائی ہے

مری جاں آدمی اخلاق سے تلوار جوہر سے

اصلاح:

عبث ہے خود ستائی ہیچ ساری خود نُمائی ہے
بہارِ حُسن دو روزہ ہے کس کو راس آئی ہے

کرو وہ کام جس میں نیک نامی ہے بھلائی ہے
ملنساری بھی سیکھو جب نگاہ ناز پائی ہے

مری جاں آدمی اخلاق سے تلوار جوہر سے

توجیہہ:۔ دوسرے مصرعے میں ہرزہ سرائی کا لفظ غلط تھا۔ ہرزہ سرائی بے ہودہ بکواس کو کہتے ہیں۔ لہٰذا یہ لفظ موزوں نہیں ہے۔

۴۔ اصل تضمین:

دیتے ہیں دل تجھے تُو روٹھ جائیں تو منالیں گے
جو لینا ہے تجھی سے آج ہم اے دل رُبا لیں گے

لکھا ہے جو مقدر میں ہمارے اُس کو پالیں گے
پرستش جُرم ہے تو جرم اپنا بخشوالیں گے

تیری دہلیز کے سجدے کریں گے پھر نئے سر سے
دیا ہے دل تجھے تو روٹھ جائے تو منالیں گے

اِصلاح:۔
جو لینا ہے تجھی سے آج ہم اے دل رُبا لیں گے
جو لکھا ہے مقدر میں ہمارے اُس کو پالیں گے
پرستش جرم ہے تو جُرم اپنا بخشوالیں گے
تری دہلیز کے سجدے کریں گے پھر نئے سر سے

توجیہہ:۔ مصرع ا کئی چیزیں ہو تو دئے اور دیں کہیں گے۔ ایک دل کے لیئے دیا ہے کہیں گے۔ دے ہیں گا ذہنی اُردو ہے ۳. لکھا. جِکھا. رکھا فصیح ہے۔

۵.
اصل شعر:
نگاہ لُطف مجھ پر اب مرے مختار ہو جائے
کرم ترا میرے مالک گلے کا ہار ہو جائے
مرا دامانِ مقصد آج گوہر بار ہو جائے
بہار آئے تو یارب ہر کلی گلزار ہو جائے
بڑی حسرت میں گذری اب کے اک اک پھول کو ترسے

اِصلاح :
نگاہ لُطف مجھ پر اب مرے مختار ہو جائے
کرم ترا میرے مالک گلے کا ہار ہو جائے
مرا دامان مقصد گُلشن بے خار ہو جائے
بہار آئے تو یارب ہر کلی گلزار ہو جائے
بڑی حسرت میں گذری اب کے اک اک پھول کو ترسے

۶.
اصل شعر:
بنو اِتنے نہ تم ناداں بنو اِتنے نہ تم جاہل
تمھیں تو زعم و دعویٰ ہے کہ ہیں ہر فن میں کامل
سُنو قادر سے اِرشادِ صفی اس کے بنو عامل
صفی کو مُسکرا کر دیکھ لو غصّے سے کیا حاصل
اُسے کیوں زہر دیتے ہو جو مر جاتا ہے شکّر سے

اصلاح:
بنو اِتنے نہ تم ناداں بنو اِتنے نہ تم جاہل
تمھیں تو زعم و دعویٰ ہے کہ ہم ہر فن میں ہیں کامل
سُنو قادر سے ارشادِ صفی اُس کے بنو عامل
صفی کو مُسکرا کر دیکھ لو غصّے سے کیا حاصل
اُسے کیوں زہر دیتے ہو جو مر جاتا ہے شکّر سے

۷.
اصل شعر:
مجھ کو بھی حاصل ہے اُن سے ہمکلامی کا شرف
ایسی محفل میں جہاں پر اور بھی عشاق ہیں

مجھ کو بھی حاصل ہے اُن سے ہمکلامی کا شرف

اصلاح: ایسی محفل میں جہاں کچھ اور بھی عشاق ہیں

توجیہہ: "جہاں پر" اب متروک ہے صرف "جہاں"

چاک ہائے جیب ہوں یا پارہ ہائے آستیں

۸۔ اصل شعر: منتشر میری کتاب عشق کے اوراق ہیں

چاک ہائے جیب ہوں یا پارہ ہائے آستیں

اصلاح: دفتر دیوانگی کے منتشر اوراق ہیں

اِس کو گھورے اُس کو تانکے اُن کو دل اپنا دیئے

۹۔ اصل شعر: عاشقی میں حضرت قادر بہت مشّاق ہیں

اِس کو گھورا اُس کو تاکا اُن کو دل اپنا دیا

اصلاح: عاشقی میں حضرت قادر بہت مشّاق ہیں

توجیہہ: "گہورے نہیں گھورے"۔ تاکنا میں کاف کے پہلے ن غلط ہے۔

حضور آپ کا میں انتخاب دیکھ لیا

۱۰۔ اصل شعر: بنائے ذرّے کو جو آفتاب دیکھ لیا

حضور آپ کا بھی انتخاب دیکھ لیا

اصلاح: بنا یا ذرّہ کو جو آفتاب دیکھ لیا

توجیہہ: میں کے بعد "نے" ضروری ہے۔

۱۱۔ اصل شعر

کسی کا مصحفِ رُخ بے نقاب دیکھ لیا
ترے غلاف سے اُم الکتاب دیکھ لیا

اصلاح:

کسی کا مصحفِ رُخ بے نقاب دیکھ لیا
کہ کوئی سورۃ اُم الکتاب دیکھ لیا

توجیہہ:۔ اُم الکتاب دیکھ لی یا دیکھ لیا۔؟

۱۲۔ اصل شعر:

نگیں طریقِ وفا میں قدم پہ سو ٹھوکر
اسی کو کہتے ہیں راہ ثواب دیکھ لیا

اصلاح:

لگی طریقِ وفا میں قدم قدم ٹھوکر
اسی سے جادۂ علین ثواب دیکھ لیا

۱۳۔ اصل شعر:

نہیں اٹھیں گے کبھی اب حجاب کے پردے
کہ اُن کو خواب میں ہیں بے حجاب دیکھ لیا

اصلاح:

نہیں اُٹھیں گے کبھی اب حجاب کے پردے
کہ اُن کو خواب میں اب بے حجاب دیکھ لیا

۱۴۔ اصل شعر:

کیا نہ دعویٰ کبھی اپنی بے مثالی کا
وہ آئینے میں خود اپنا جواب دیکھ لیا

کیا نہ دعویٰ کبھی اپنی بے مثالی کا
اِصلاح: جب آئینے میں خود اپنا جواب دیکھ لیا

وہ آکے پاس مرے ذوق سے یہ فرمائے
۱۵ اصل شعر: تری تڑپ میں تیرا اضطراب دیکھ لیا

وہ آکے پاس مرے ذوق سے یہ کہتے ہیں
اِصلاح: تڑپ تڑپ کے ترا اضطراب دیکھ لیا

یہ اور بات ہے نہیں کہتے زباں سے ہم
۱۶. اصل شعر: واقف مگر ہیں آپ کے رازِ نہاں سے ہم

ہے اور بات جو نہیں کہتے زباں سے ہم
اِصلاح: واقف مگر ہیں آپ کے رازِ نہاں سے ہم

ہم شیفتہ ہیں عشق ہماری ہے کائنات
۱۷. اصل شعر: دل اور دماغ آپ لائیں کہاں سے ہم

اِصلاح: ×

توجیہہ :- "مخاطب کون؟"

کیا کیا یہ رنگ لائیں ہیں تیری نوازشیں
۱۸. اصل شعر: دانتوں میں گویا بن گئے ہیں اک زباں سے ہم
توجیہہ :۔ محاورہ "بتیس دانتوں میں زبان" ہے۔

تم بے وفا کہو کہ دغاباز۔ اختیار
۱۹. اصل شعر: لیں گے ثبوت اپنی وفا کا جہاں سے ہم
استفسار : "لیں گے یا دیں گے" ؟

جب سے ہوئے ہیں راہ صداقت پہ گامزن
۲۰. اصل شعر: (۱) بھٹکے کہیں نہیں ہیں رہ امتحاں سے ہم ٭

لائے مہرباں راہ صداقت کے درمیان
۲۱. اصل شعر: (۲) دیکھو گزر رہے ہیں بڑے امتحاں سے ہم
اِصلاح :۱۔ "مخاطِب کون" ؟ ۲۔ پھر یہ نشان ٭ جس شعر پر ہے اس میں اور اسمیں کتنے لفظوں کا فرق ہے؟

اک دو نہیں ہیں سیکڑوں اپنی حکایتیں
۲۲. اصل شعر: سے ہی داد لیں گے سُنا کر زباں سے ہم

اک دو نہیں ہیں سیکڑوں اپنی حکایتیں
اِصلاح : لیں گے تمہیں سے داد سُنا کر زباں سے ہم

جو قافلے ہمارے لئے تھا عزیز تر
۲۳. اصل شعر: بچھڑے ہوئے ہیں آج اُسی کارواں سے ہم

جو کارواں ہمارے لئے تھا عزیز تر

اصلاح: بچھڑے ہوئے ہیں آج اُسی کارواں سے ہم

کہنے کی بات جو نہ تھی افسوس کہہ دیئے

۲۴. اصل شعر: بدنام خلق ہو گئے کہہ کر زباں سے ہم

اصلاح:۔ "کہہ دیئے" اُردو غلط "کہہ دئیے" کی بجائے کہہ گئے صحیح ہے۔

تیرے ستم کا جور کا شکوہ تمام عمر

۲۵. اصل شعر: ہرگز نہیں کریں گے کبھی آسماں سے ہم

اصلاح:۔ سب آسماں کا شکوہ کرتے ہیں اور آپ آسماں سے؟

اُن سے تو اپنا مدعاء کرنا فضول ہے

۲۶. اصل شعر: قادر کرے نہ عرض کیوں اللہ میاں سے ہم

اُن سے تو اپنا مدعاء کہنا فضول ہے

اصلاح: قادر کریں گے عرض اب اللہ میاں سے ہم

توجیہہ:۔ "مدعا کہنا یا کرنا"؟

خدا حافظ ہے دل کا دین کا ایقاں کا ایماں کا

۲۷. اصل شعر: اسی سے دوستی کی ہے جو دشمن تھا مری جاں کا

اصلاح:

خدا حافظ ہے دل کا دین کا اتقاں کا ایماں کا
اسی سے دوستی کی ہے جو دشمن ہے بری جاں کا

۲۸۔ اصل شعر:

رقم کرتا ہوں میں وصف آفتاب حسن جاناں کا
خیال ابروئے جاناں ہے مطلع میرے دیواں کا

اصلاح:

اگر کچھ وصف لکھوں آفتاب روئے جاناں کا
ثنائے ابروئے پرخم ہو مطلع میرے دیواں کا

۲۹۔ اصل شعر:

کئے ہیں کتنے ساماں ایک میرے دل کے لینے کو
نظر کی برچھی شمشیر ابرو کی اور تیر مژگاں کا

اصلاح:۔ دوسرا مصرعہ وزن میں نہیں ہے۔

۳۰۔ اصل شعر:

رموزِ عشق و سرِ عشق واعظ آپ کیا جانیں
ابھی تو پڑھ رہے ہیں باب پنجم ہی گلستاں کا

اصلاح

رموزِ عشق و سرِ عشق واعظ آپ کیا جانیں
پڑھا ہے آج تک تو باب پنجم ہی گلستاں کا

۳۱ اصل شعر:

بھرے ہیں کوٹ کر جوہر تمہاری تیغ ابرو میں
ثناء خواں تیر افگن ہے تمہارے تیرِ مژگاں کا

بھرے ہیں سیکڑوں دل جوہر تمہاری تیغ ابرو میں
اِصلاح: ثناء خواں ایک عالم ہے تمہارے تیر مژگاں کا

بُرا ہو یا الٰہی اس دلِ بیتاب کا میرے
۳۲ اصل شعر: فدا غیروں پہ ہو کر ہو گیا دشمن میری جاں کا

بُرا ہو یا الٰہی اس دلِ بیتاب کا میرے
اِصلاح: فدا دشمن پہ ہو کر ہو گیا دشمن میری جاں کا

نہ اب وہ رنگ آنکھوں میں نہ اب بُو دماغوں میں
۳۳ اصل شعر: خیالستان سے کچھ کم نہیں نقشہ گلستاں کا

نہ اب وہ رنگ آنکھوں میں نہ اب بُو دماغوں میں
اِصلاح: خیالستاں سے کچھ بھی کم نہیں نقشہ گلستاں کا

کرشمہ چودھویں صدی کا گویا ایک یہ بھی ہے
۳۴ اصل شعر: نظر آتا نہیں پابند کوئی عہد و پیماں کا

صدی ہے چودھویں جس کا یہ ادنیٰ اک کرشمہ ہے
اِصلاح: نظر آتا نہیں پابند کوئی عہد و پیماں کا
توجیہہ: "صدی مشدّد نہیں ہے"

۳۵. اصل شعر:
خدا اُسکا سایہ سر پر میر عثمانِ علیخاں کے
رہے سایہ ہمارے سر پہ میر عثمان علیخاں کا

اِصلاح:
خُدا کا سایہ سر پر میر عثمانِ علیخاں کے
ہمارے سر پہ سایہ میر عثمانِ علیخاں کا

توجیہہ:۔ میر کی ارگرگئی تھی۔

۳۶. اصل شعر:
شفیعِ ہر دو عالم کا بھروسہ ہے دو عالم میں
مجھے ہے فکر یاں کا اور نہ کچھ اندیشہ ہے واں کا

اِصلاح:۔
شفیعِ ہر دو عالم کا بھروسہ ہے دو عالم میں
مجھے ہے فکر کچھ یاں کی نہ اندیشہ ہے کچھ واں کا

۳۷. اصل شعر:
کرم پہ ربِ قادر کے نظر میری ہے اے قادر
عمل حد سے تجاوز کر گیا ہے میرے عصیاں کا

اِصلاح:
کرم پر قادرِ مطلق کے ہے مری نظر قادر
تجاوز کر گیا ہے حد سے دفتر میرے عصیاں کا

۳۸. اصل شعر:
یہی آتا ہے جی میں بس ترے قرباں ہو جاؤں
نہیں میں بھی عجب انداز پایا آج تو ہاں کا

اِصلاح :۔ پہلے مصرعہ میں "جی" پر ہمزہ کاہے کا؟
نہیں میں ابھی تری انداز کچھ پاتا ہوں جب بل کا

۳۹۔ اصل شعر:
گویا فرضِ منصبی میرا ہے یہ
دل میں ہے میرے محبّت پیر کی

اِصلاح :
وسوسوں کی اِسمیں گنجائش کہاں
دل میں ہے میرے محبّت پیر کی

۴۰۔ اصل شعر:
ہیں یہ اولادِ علیؓ مشکل کشاء
دستگیری کی ہے عادت پیر کی

اِصلاح :
ہیں یہ اولادِ علیؓ آلِ نبیؐ
دستگیری کی ہے عادت پیر کی

۴۱۔ اصل شعر:
اے خوشا قسمت کہ تجھ کو فاطمہ
ہوتی — اکثر زیارت پیر کی

اِصلاح :۔
ناز کر خود پہ کہ تجھ کو فاطمہ[1]
ہوتی — اکثر زیارت پیر کی

توجیہہ :۔ اللہ اس مبارک عقیدے کو بقائے دوام عطا کرے۔

---

[1] اہلیہ سالک

۴۲. اصل شعر:-
رہتے ہیں اک مقام پہ آشفتہ سر کہیں
دِن بھر کہیں وہ رہتے ہیں اور رات بھر کہیں

اِصلاح:-
چین سے رہتے نہیں عاشقِ ناکام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

توجیہہ:- یہ مطلع کس کا ہے۔؟

۴۳. اصل شعر:
بڑھ جائے اور بھی مرا نُورِ نظر کہیں
آئے نظر جو مجھ کو وہ رشکِ قمر کہیں

اِصلاح و توجیہہ:- "نورِ نظر" بیٹے کو بھی کہتے ہیں اسلئے نُور کی جگہ "ذوق" کا لفظ لکھئے۔

۴۴. اصل شعر:-
اے قلب مضطرب مری تجھ کو نوید ہو
مُدّت کے بعد آیا ہے وہ راہ پر کہیں

اِصلاح:-
اے قلب بے قرار نہ کر بے قراریاں
مُدّت کے بعد آیا ہے وہ راہ پر کہیں

۴۵. اصل شعر:
کرتا ہوں ضبط اسلئے آہ و فغاں کو مَیں
ہوجائے چرخِ پیر نہ زیر و زبر کہیں

اِصلاح:
کرتا ہوں ضبط اس لیے آہ و فغاں کو مَیں
ہوجائے آسمان نہ زیر و زبر کہیں

توجیہہ:- پیر کا لفظ زیر و زبر ہونا کیا انوکھی بات ہے؟

۴۶۔ اصل شعر:
بے وجہ اُس کا بنا سنورنا نہیں ہے آج
دل کہہ رہا ہے جائے گا وہ فتنہ گر کہیں

اصلاح:-
بے وجہ اس کا بننا سنورنا نہیں ہے آج
بے شبہ مجھ کو جائے گا وہ فتنہ گر کہیں

توجیہہ:- "بننا" بنا لکھنا اور بننا پڑھنا آپ کی ایجاد ہے! افسوس املاء تک درست نہیں۔ "دل کہہ رہا ہے" ایسی جگہ کہتے ہیں جہاں یقین کی صورت ہوتی ہے اور معشوق کا بننا سنورنا کہیں جانے کے لئے نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اُس کی عادت ہوا کرتی ہے۔

۴۷۔ اصل شعر:
آشفتہ سر کا ایک نہیں ہوتا ہے مقام
کٹتی ہے شام اُس کی کہیں تو سحر کہیں

اصلاح:
کب اک جگہ ٹھہرتے ہیں آشفتگانِ عشق
ہوتی ہے اُن کی شام کہیں تو سحر کہیں

۴۸۔ اصل شعر:
کس کو خبر کہ شیفتہ ہے آپ کا کہاں
خود دیکھ لو وہ ہوگا اِدھر یا اُدھر کہیں

توجیہہ:- شعر قلم زد "لو" اور "آپ"؟ واہ واہ اِدھر یا اُدھر کہیں نہ کہیں تو ضرور ہوگا ہی۔ عجوبہ کی کیا بات ہے!

۴۹۔ اصل شعر:
رہ رہ کے اُٹھ رہی ہے نگہ سوئے درج آج
قاصد ضرور تیری لڑی ہے نظر کہیں۔

ملتی نہیں نگہہ کسی ہم چشم سے جو آج

اِصلاح : قادر ضرور تیری لڑی ہے نظر کہیں

توجیہہ :- نگہہ سوئے در انتظار میں ہوا کرتی ہے۔

۵۰. اصل شعر : فرقت میں جگر کھانا ہے خوں اپنا ہی پینا ہے
اُلفت میں حسینوں کی اس طرح کا جینا ہے

اِصلاح : ہر طرح کا غم کھانا خوں اپنا ہی پینا ہے
اُلفت میں حسینوں کی اس طرح کا جینا ہے

توجیہہ :- اس مطلع میں معروف "ے" (ی) قید کرلی گئی ہے تو پوری غزل میں اسی کی پابندی ضروری تھی۔

۵۱. اصل شعر :- جب سے تجھے دیکھا ہوں اس طرح کا جینا ہے
میں غرقِ محبت ہوں دل محوِ تمنا ہے

توجیہہ :- اس مطلع میں وہ قید نہیں ہے غزل بھر کا قافیہ آزاد ہو سکتا ہے یعنی حرف (ا) کافی ہے

۵۲. اصل شعر :- پھر تجھ سے جُدا ہوکر آخر کو کہاں جاؤں
دُنیا تو یہ کہتی ہے تو ہی مری دُنیا ہے

اصلاح : پھر تجھ سے جُدا ہوکر آخر میں کہاں جاؤں
دنیا تو یہ کہتی ہے تو ہی مری دُنیا ہے

۵۳. اصل شعر : ناحق ہے حسینوں سے اُمید وفاداری
یہ مطلبی بندے ہیں مطلب ہی کی دنیا ہے

ناحق ہے حسینوں سے اُمیدِ وفا داری

اِصلاح :- مطلب کے یہ بندے ہیں مطلب کی یہ دُنیا ہے

۵۴۔ اصل شعر: ہاں تو بھی کہیں عاشق ہوتا تو سمجھ جاتا
فرقت کا صحیح مطلب ہے آگ کے تپنا ہے

ہاں تو بھی کہیں عاشق ہوتا تو سمجھ جاتا

اِصلاح : مفہوم جُدائی کا ہے آگ کے جلنا ہے

توجیہہ :- نمبر ۱ : "تپنا" تو دھوپ سے بھی ہو سکتا ہے ۔
نمبر ۲ : صحیح کی (ح) وزن میں غلط تھی اس لئے دوسرا مصرع بدل دیا گیا ۔

۵۵۔ اصل شعر: اظہار کے آگے تو ہرگز نہ جھکا اُس کو
محبوب کے قدموں پر جو سر تجھے دھرنا ہے

اظہار کے آگے تو ہرگز نہ جھکا سر کو

اِصلاح :- جو دوست کے قدموں پہ سجدہ تجھے کرنا ہے

توجیہہ :- ضمیر پہلے لانا عیب ہے ۔ دوسرے مصرع میں مکرر "سر" آتا تھا اس لیئے وہ بھی بدل دیا گیا ۔

۵۶۔ اصل شعر: تری محفل کا رنگ اے بزمِ آرا دیکھ لینے دے
اگر عاشق کے دل کی ہے تمنّا دیکھ لینے دے

اِصلاح : تری محفل کا رنگ اے محفل آرا دیکھ لینے دے
اگر عاشق کے دِل کی ہے تمنا دیکھ لینے دے

۵۷۔ اصل شعر: وہ فرماتے ہیں اتنی اضطرابی کیوں ذرا دم لے
مجھے محفل میں تو اپنا پرایا دیکھ لینے دے

اِصلاح: وہ فرماتے ہیں اتنی بے قراری کیوں ہے کچھ تھم لے
ذرا تو بزم میں اپنا پرایا دیکھ لینے دے

توجیہہ:۔ "اضطرابی" کوئی لفظ نہیں اور دوسرے مصرعے میں تو کا مقام غلط تھا۔

۵۸۔ اصل شعر: کم از کم اس قدر مہلت تو دے تو اپنے عاشق کو
کوئی معشوق اُس کو اور تجھ سا دیکھ لینے دے

اِصلاح: کم از کم اس قدر تو دے اجازت اپنے عاشق کو
کوئی معشوق اُس کو اور تجھ سا دیکھ لینے دے

توجیہہ:۔ [مہلت ملی اور اجازت نہ ملی تب؟]

۵۹۔ اصل شعر: سمجھتا ہوں کہ کھو بیٹھوں گا عقل و ہوش کو لیکن
بہارِ حُسنِ رنگیں کا تماشہ دیکھ لینے دے

اِصلاح: سمجھتا ہوں کہ کھو بیٹھوں گا عقل و ہوش کو لیکن
بہارِ حُسنِ رنگیں اے خود آرا دیکھ لینے دے

توجیہہ:۔ بہار اور تماشہ دونوں میں سے ایک کافی۔

۶۰۔ اصل شعر: ترے دیدار کا طالب ہے ایک مدت سے یہ قادر
نقاب اُلٹا دے رُخ سے روئے زیبا دیکھ لینے دے

ترے دیدار کا بیچارہ قادر کب سے طالب ہے

اِصلاح: نقاب اپنا اُلٹ دے روئے زیبا دیکھ لینے دے

۶۱. اصل شعر: یہ جان کے بھی اِس دُنیا میں سب لوگ ہیں اپنے مطلب کے
قادر پھر ایسوں کے آگے کچھ اپنی ضرورت کیا کہئے

اِصلاح: مطلب ہے وابستہ جن سے وہ لوگ ہیں اپنے مطلب کے
قادر پھر ایسوں کے آگے اب کوئی ضرورت کیا کہئے

توجیہہ: "اب کوئی" کچھ کا لفظ شئے کے لئے کہا جاتا ہے اور "کوئی" واحد شئے کے لئے۔

۶۲. اصل شعر: پھر فصلِ گُل کے آتے ہی دامان و گریباں چاک ہوئے
پھر ہاتھ جنوں نے پھیلائے ہوتی ہے وحشت کیا کہئے

اِصلاح: پھر فصلِ گُل کا دَور آیا پھر جیب گریباں چاک ہوئے
پھر پاؤں جنوں نے پھیلائے پھر رنگ وحشت کیا کہئے

۶۳. اصل شعر: جب ترا فیض عام ہے ساقی
کیوں نہ گردش میں جام ہے ساقی

اِصلاح: کیا ترا فیض عام ہے ساقی
بندہ محرومِ جام ہے ساقی

لغزشِ پا بھی خدا کی قسم
۶۴۔ اصل شعر: تیری مستی کا نام ہے ساقی

لغزشِ پا بھی کیا خدا کی قسم
اصلاح: تیری مستی کا نام ہے ساقی

توجیہہ :- آپ کا پہلا مصرعہ ناموزوں تھا۔

ایسی مئے دے کہ پاک دل ہو جائے
۶۵۔ اصل شعر: یہی تیرا مقام ہے ساقی

دل مئے خوار کر نہ آزردہ
اصلاح: یہی تیرا مقام ہے ساقی

کوئی بے تاب، کوئی مست، کوئی چُپ، کوئی حیراں
تری محفل میں گویا اک تماشہ ہے، جدھر دیکھو

ہوس کاری ہے، پردے میں محبت کے صفیؔ صاحب
بنایا عیب کو بھی یار لوگوں نے ہنر دیکھو (صفیؔ)

سریر ۔ ابو محمد سید علی

تاریخ پیدائش ۲؍اکتوبر ۱۹۱۲ء تاریخ وفات ۲۵؍جون ۱۹۸۸ء
تعلیم میٹرک (عثمانیہ) منشی (نظامیہ)

جناب ابو محمد سید علی سریر ولد علامہ سید محمد ابراہیم مغفور ۔ ۲؍اکتوبر ۱۹۱۲ء کو محلہ گھانسی بازار حیدرآباد میں تولد ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی ۔ اس کے بعد مدرسہ دارالعلوم اور سٹی کالج میں درسی و نصابی تعلیم حاصل کی ۔ بعد ازاں جامعہ نظامیہ سے منشی کا بھی امتحان کامیاب کیا۔ حصول تعلیم کے بعد محکمہ صدر محاسبی (اکونٹنٹ جنرل) میں خدمت اہلکاری پر مامور ہوئے اور وہیں سے وظیفہ حاصل کیا ۔ ۔ ۔ جناب سریر حضرت صفی کے دورِ اول کے "تلامذہ میں سے ہیں غزل گوئی کے ساتھ ساتھ نثر نگاری بھی کرتے تھے ۔ جناب سریر بعارضہ ڈبل نمونیا ۲۵؍جون ۱۹۸۸ء دواخانہ عثمانیہ میں انتقال کر گئے ۔ بارکس کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی ۔ قبر کے کتبہ پر "جاگیردار سرن پلی" لکھا ہے ۔

۱۔ اصل شعر:

سُنا یار لوگوں ــــ ہم نے یہ اکثر
نصیحت میں حالی ظرافت میں اکبر

کہے کام کی بات جو سب سے سریر
وہی سب سے اچھا وہی سب سے بہتر

اصلاح:

سُنا یار لوگوں سے ہم نے یہ اکثر
نصیحت میں حالی ظرافت میں اکبر

سریر اپنا یہ قول ہے دوستوں سے
کہے کام کی بات جو ہے وہ بہتر

۲. اصل شعر:
دُنیا کسی کی دید کی مشتاق ہے مگر
جلوہ کو دیکھنے کی کہاں اُس میں تاب ہے

اِصلاح:
دُنیا کسی کی دید کی مشتاق ہے مگر
جلوہ کو دیکھنے کی بھلا کس میں تاب ہے

۳. اصل شعر:
سینے پہ ہاتھ رکھ کے ذرا تم ہی دیکھ لو
دِل کو تمہارے ہجر میں جو اضطراب ہے

اِصلاح:
سینے پہ ہاتھ رکھ کے ذرا تم بھی دیکھ لو
دِل کو تمہارے ہجر میں جو اضطراب ہے

۴. اصل شعر:
خاک سنبھلیں رہ رہوانِ راہِ عشق
ہر قدم پہ اک نئی اُفتاد ہے

اِصلاح:۔ رہ رہوان نہیں۔ رہ رواں (اِملاء)

۵. اصل شعر:
کون جانے اُس سے چھٹکارا ہو کب
زندگانی قید بے میعاد ہے

اصلاح:
کون جانے اُس سے چھٹکارہ ہو کب
زندگانی قید بے میعاد ہے

توجیہہ:۔ چھٹکارہ اور زندگانی کا اِملاء؟

۶. اصل شعر:
ہر طرف مایوسیاں چھائی ہوئیں
بے کسی کا بھی زمانہ یاد ہے

اِصلاح:
ہر طرف مخفی ہے بے کسی چھائی ہوئی
تیری فُرقت کا زمانہ یاد ہے

۷. اصل شعر:
ہے تیرا نام بھی زُمرہ میں شامل
مِرا دُشمن اگر اک آسماں ہے

اِصلاح:
سریر آرام دشمن عاشقوں کا
نہیں معشوق اگر تو آسماں ہے

توجیہہ:۔ اصل مقطع کو کاٹ کر شعر کو مقطع بنا دیا گیا ہے۔

۸. اصل شعر:
زُلیخا کا ہے قصہ اِس پہ شاہد
محبت میں تو ہر بوڑھا جواں ہے

توجیہہ:۔ زُلیخا حضرت یوسفؑ کی دُعاء کی برکت سے دوبارہ جوان ہوئی تھی۔ اِس سے آپ کا دوسرا مصرعہ کہاں ثابت ہوتا ہے لہٰذا شعر قلم زد۔

۹. اصل شعر:
ذرا ہوشیار رہنا تم عدو سے
بڑا چلتا ہوا ہے کائیاں ہے

اصلاح:
ذرا ہوشیار رہنا تم عدو سے
بڑا چلتا ہوا ہے کائیاں ہے

توجیہہ:۔ کاہیاں نہیں کائیاں صحیح ہے۔

۱۰۔ اصل پہلا مقطع:

ستر برا اپنا چٹائی کا یہ بستر
ہمارے واسطے تختِ رواں ہے

دوسرا مقطع:-

ستر برا اس کے مزے کچھ اور ہی ہیں
یہ اپنا بوریا تختِ رواں ہے

اِصلاح:- دونوں مقطع قلم زد فرما کے تحریر فرمایا کہ
توجیہہ:- تختِ رواں ایک قسم کا ناچ ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ رئیسوں اور امیروں کے بھوئی یا کہار شادیوں اور باراتوں میں تخت اٹھائے لئے چلتے ہیں اور رنڈیاں اس پر ناچتی اور گاتی رہتی ہیں۔ دیکھنے والوں کی سیر ہوتی ہے یہ سب روپیے کے کھیل ہیں۔

۱۱۔ اصل شعر:

نہیں کچھ اور میری داستاں ہے
فقط اس میں محبت کا بیاں ہے

اصلاح:

نہیں کچھ اور میری داستاں میں
حسینوں سے محبت کا بیاں ہے

۱۲۔ اصل شعر:

کیا مجھ پہ بیتی ہے یہ معلوم ہی نہیں
وہ میرے حال سے ہیں خبردار اس قدر

اصلاح:

کیا مجھ پہ بیتتی ہے یہ معلوم ہی نہیں
وہ میرے حال سے ہیں خبردار اس قدر

۱۳. اصل شعر:
کیسی کے وا[illegible] ہم نا اُمیدی
تڑپتے ہی رہیں گے عُمر بھر کیا

اصلاح:
نہ کر مایوس ہم کو نا اُمیدی
تڑپتے ہی رہیں گے عُمر بھر کیا

۱۴. اصل شعر:
اُسی انداز سے پھر مُسکرا دے
پھر اِک بجلی مِرے دل پہ گرا دے

اصلاح:
ادا سے دیکھ کر پھر مُسکرا دے
پھر اِک بجلی مِرے دِل پہ گرا دے

۱۵. اصل شعر:
ہوئی جب دوستی اک بے وفا سے
خُدا اس دوستی کو نبھا دے

اصلاح:
ہوا ہے دوستانہ بے وفا سے
خدا اس دوستانے کو نبھا دے

۱۶. اصل شعر:
مجھے برباد کر کے ہر طرح سے
وہ پورے کر لئے اپنے ارادے

اصلاح: مجھے برباد کر کے ہر طرح سے
وہ پورے کرتے ہیں اپنے ارادے

۱۷۔ اصل شعر: بیدلوں کو اس طرح دل کی تلاش
جیسے گمراہوں کو منزل کی تلاش

اصلاح: بے دلوں کو ایسی ہے دل کی تلاش
جیسی گمراہوں کو منزل کی تلاش

۱۸۔ اصل شعر: پا لیا پیرِ مغاں کو ہم نے آج
تھی ہمیں اک پیر کامل کی تلاش!

اصلاح: مل گیا پیرِ مغاں جاگے نصیب
تھی، ہمیں اک پیرِ کامل کی تلاش

۱۹۔ اصل شعر: ہیں حقیقت میں وہی فیاض جو
خود کیا کرتے ہیں سائل کی تلاش

اصلاح: ہیں وہی فیاض جو آٹھوں پہر
خود کیا کرتے ہیں سائل کی تلاش

بیدلوں کا مشغلہ کیا پوچھنا
۲۰۔ اصل شعر: روز کرتے ہیں نئے دِل کی تلاش

کیا کروں اُن کے مشاغل کا بیاں
اِصلاح: روز رہتی ہے نئے دِل کی تلاش
توجیہہ:- پھر وہی "بیدلوں" بے دِلوں

جلوہ کی شان آ نہیں سکتی کسی طرح
۲۱۔ اصل شعر: جوبن ہزار بر سے بھی خورشید و ماہ پر

دن رات تیرے عارضِ دلکش پہ ہیں فِدا
اصلاح: جوبن ہزار بر سے بھی خورشید و ماہ پر

دِل نے خطا کی آپ کی میرا قصور کیا
۲۲۔ اصل شعر: بے وجہ کیوں عِتاب ہے مجھ بے گناہ پر

دِل نے خطا کی آپ کی میرا قصور کیا
اصلاح: کیوں بے سبب عِتاب ہے مجھ بے گناہ پر

داخل ہوا ہے حلقۂ پیرِ مغاں میں شیخ
۲۳۔ اصل شعر: چھایا ہے رنگ میکدہ کیا خانقاہ پر

داخل ہوا ہے خدمتِ پیرِ مغاں میں شیخ
اِصلاح :
چھایا ہے رنگ میکدہ کیا خانقاہ پہ

٢٤. اصل شعر :
حاصل ہوا تھا کل جو تری جلوہ گاہ میں
وہ ذوق آج بھی ہے ہماری نگاہ میں

اِصلاح :
حاصل ہوا کبھی جو تری جلوہ گاہ میں
وہ ذوق آج تک ہے ہماری نگاہ میں

٢٥. اصل شعر :
کانٹے بچھے ہوئے ہیں محبت کی راہ میں
دُنیا پڑی ہوئی ہے اسی اشتباہ میں

اِصلاح :
دُنیا پڑی ہوئی ہے اِسی اشتباہ میں
کانٹے بچھے ہیں تیری محبت کی راہ میں

٢٦. اصل شعر :
دیکھا نہیں تو میری نظر کا قصور تھا
جلوؤں کی کیا کمی تھی تری جلوہ گاہ میں

اِصلاح :
جس نے نہ دیکھا اُس کی نظر کا قصور تھا
جلوؤں کی کیا کمی تھی تری جلوہ گاہ میں

۲۷. اصل شعر:
ہر ذرہ دہر کا نظر آنے لگے حسیں
اتنا تو رنگ دے مری ذوق نگاہ میں

اصلاح:
ہر ذرہ دہر کا نظر آنے لگے حسیں
اتنا تو رنگ بھر مرے ذوق نگاہ میں

۲۸. اصل شعر:
اب کیا پڑے گی آنکھ کسی پر بھی اے سرتیر
وہ شکل دل فریب ہے اپنی نگاہ میں

اصلاح:
اب آنکھ کیا پڑے گی کسی اور پر سرتیر
وہ شکل دل فریب ہے اپنی نگاہ میں

۲۹. اصل شعر:
حالِ دِل اُن سے چھپ نہیں سکتا
اُن پہ سب آشکار ہوتا ہے

اصلاح:
حالِ دِل اُن سے چھپ نہیں سکتا
ہر طرح آشکار ہوتا ہے

۳۰. اصل شعر:
بے وفائی کی تہمتیں اُس پر
جو تیرا غم گسار ہوتا ہے!

سرِ تیہ

اِصلاح: اُس پر الزامِ جُرمِ گُستاخی
جو ترا غم گُسار ہوتا ہے!

۳۱. اصل شعر: جب اُٹھاتا ہے دِل غمِ دُنیا
تُفت یہ زیر بار ہوتا ہے

اصلاح: کیوں اُٹھاتا ہے دِل غمِ دُنیا
کِس لئے زیر بار ہوتا ہے

۳۲: اصل شعر: عشق آتا ہے کِس کو راس اے دِل
یہ کیسے سازگار ہوتا ہے

اِصلاح: عشق آتا ہے کِس کو راس اے دِل
کِس کو یہ سازگار ہوتا ہے

۳۳. اصل شعر: عشق اِک بحرِ بے کراں ہے سرِ تیہ
کب کوئی اِس کے پار ہوتا ہے

اصلاح: عشق اِک بحرِ بے کراں ہے سرِ تیہ
کب کوئی اس سے پار ہوتا ہے

۳۴۔ اصل شعر:
انجامِ عشق کو بھی ذرا سونچ اے سحر تیرہ
ناداں کچھ تو کام لے عقل و شعور سے

اصلاح:
انجامِ عشق کو بھی ذرا سوچ اے سحر تیرہ
دیوانے کچھ تو کام لے عقل و شعور سے

توجیہہ: مقطع کے بڑے اچھے تیور ہیں۔ سونچ کس کا اِملا؟

۳۵۔ اصل شعر:
نہ مجھ کو موت آتی ہے نہ دِل کو چین ہے یارب
بڑی مشکل ہے کس آفت میں میری زندگانی ہے

اصلاح:
نہ مجھ کو موت آتی ہے نہ دِل کو چین ہے یارب
بڑی مشکل بڑی آفت میں میری زندگانی ہے

۳۶۔ اصل شعر:
محبّت میں کسی کی مجھ سے مرنا بھی نہیں آتا
سمجھتا ہوں اگرچہ ایک دن یہ جان جانی ہے

اصلاح:
محبّت میں کسی کی مجھ سے مرنا بھی نہیں ہوتا
سمجھتا ہوں اگرچہ ایک دن یہ جان جانی ہے

۳۷۔ اصل شعر:
اب اُن کی دوستی میں اپنا جی کیا خاک بہلے گا
نہ وہ پہلی نوازش ہے نہ اگلی مہربانی ہے

اصلاح: اب اُن کی دوستی میں اپنا جی کیا خاک بہلے گا
نہ وہ اگلی نوازش ہے نہ اگلی مہربانی ہے

۳۸۔ اصل شعر: ذرا سُننا سر بزم خستہ جاں کیا کہہ رہے ہیں وہ
ہمیشہ آپ کو جن سے اُمید قدر دانی ہے

اصلاح: ذرا سُنئے سر بزم خستہ جاں کیا کہہ رہے ہیں وہ
ہمیشہ آپ کو جن سے اُمید قدر دانی ہے

۳۹۔ اصل شعر: تری تدبیر کیا فائدہ اے چارہ گر ہوگا
نہ دل کا درد جائے گا نہ کم سوزِ جگر ہوگا

اصلاح: تری تدبیر کیا فائدہ اے چارہ گر ہوگا
نہ کچھ تسکینِ دل ہوگی نہ کم سوزِ جگر ہوگا

۴۰۔ اصل شعر: محبت کا یہاں سودا جو بے خوف و خطر ہوگا
نہ رسوائی کا اندیشہ نہ بدنامی کا ڈر ہوگا

اصلاح: جو ہوگا عشق کا سودا تو بے خوف و خطر ہوگا
نہ رُسوائی کا اندیشہ نہ بدنامی کا ڈر ہوگا

۴۱ اصل شعر:
مقابل میں تمہارے کون سینہ تان کر آئے
یہ کس کا حوصلہ ہوگا یہ کس کا دل جگر ہوگا

اصلاح:
ہے ایسا کون جو سینہ سپر ہو میرے قاتل سے
یہ کس کا حوصلہ ہوگا یہ کس کا دِل جگر ہوگا

۴۲ اصل شعر:
ترے ارماں بڑے ارماں سے میرے دل میں آتے ہیں
کسے معلوم تھا ایسا بھرا گھر یوں کھنڈر ہوگا

اصلاح:
ترے ارماں بڑے ارماں سے میرے دل میں آئے تھے
کسے معلوم تھا ایسا بھرا گھر یوں کھنڈر ہوگا

۴۳ اصل شعر:
محبت کارگر ہوگی ابھی سے اس طرح اے دل
ابھی تو ابتداء ہے ہوتے ہوتے کچھ اثر ہوگا

اصلاح:
محبت کارگر ہوگی ابھی سے کس طرح ہمدم
ابھی تو ابتداء ہے ہوتے ہوتے کچھ اثر ہوگا

۴۴ اصل شعر:
تری یہ خوں فشانی اک نہ اک دن رنگ لائے گی
اثر اس کا کسی پر اک نہ اک دن چشم تر ہوگا

رہے گی رنگ لاکر ہی تری خوں نابہ افشانی
اِصلاح: اثر اُس کا کسی پر ایک دن اے چشمِ تر ہوگا

میرے دل میں نہ آئیں آپ لیکن اتنا بتلادیں
۴۵۔ اصل شعر: نہ ہوں گے آپ تو پھر کون اس میں جلوہ گر ہوگا

میرے دل میں نہ آئیں آپ لیکن اتنا فرما دیں
اِصلاح: نہ ہوں گے آپ تو پھر کون اس میں جلوہ گر ہوگا

جو زیرِ لب ترے عشاق مسکراتے ہیں
۴۶۔ اصل شعر: نہ جانے کون سے شکوے لبوں پر آتے ہیں

جو درد میں ترے عشاق مسکراتے ہیں
اِصلاح: نہ جانے کون سے شکوے لبوں پر آتے ہیں

خرام ناز کا عالم نہ پوچھیئے اُن کا
۴۷۔ اصل شعر: قدم قدم پہ قیامت اُٹھائے جاتے ہیں

خرام ناز کا عالم نہ پوچھیئے اُن کے
اِصلاح: قدم قدم پہ قیامت اُٹھائے جاتے ہیں

۴۸. اصل شعر:
تمہارے در سے ہی ہم پائیں گے مُراد اپنی
تمہارے در پہ ہی قسمت کو آزماتے ہیں

اصلاح:
تمہارے در سے ہی پاتے ہیں سب مُراد اپنی
تمہارے در پہ ہی قسمت کو آزماتے ہیں

۴۹. اصل شعر:
شریکِ بزم ہی رکھّا تو یہ سمجھ کے مجھے
ہزار آتے ہیں ایسے ہزار جاتے ہیں

اصلاح:
شریکِ بزم رکھا اُس نے یہ سمجھ کے مجھے
ہزار آتے ہیں ایسے ہزار جاتے ہیں

۵۰. اصل شعر:
وفا ہوا نہ کبھی آج تک کوئی وعدہ
تسلیاں مجھے دے دے کے دل بڑھاتے ہیں

اصلاح:
مری تڑپ سے مزہ وہ بھی خود اُٹھاتے ہیں
تسلیاں مجھے دے دے کے دل بڑھاتے ہیں

۵۱. اصل شعر:
نہ سمجھا آج تک اُن کو کسی نے اے ہمدم
وہ ایسے ہیں جو کسی کی سمجھ میں آتے ہیں

اِصلاح: نہ سمجھا آج تک اُن کو کسی نے اے ہمدم
وہ کب ہر ایک بشر کی سمجھ میں آتے ہیں

۵۲. اصل شعر: لگا کے رکھو کلیجے سے داغِ عشق سہرؔیہ
نگینے ایسے بھلا کس کے ہاتھ آتے ہیں

اِصلاح: لگا کے دِل سے رکھو داغ ہائے عشق سہرؔیہ
نگینے ایسے بھلا کس کے ہاتھ آتے ہیں

۵۳. اصل شعر: گُل ہائے داغِ عشق کی اس میں کمی نہیں
سینے کو میرے دیکھ کر گلزار ہو گیا

اِصلاح: گُل ہائے داغِ عشق کی اس میں کمی نہیں
سینے کو میرے دیکھئے گلزار ہو گیا

۵۴. اصل شعر: ہم کو ہے تیرے کوچہ سے ایسی مناسبت
نسبت ہے جیسی حضرتِ موسیٰ کو طور سے

اِصلاح: ہے تیری جلوہ گہ سے ہمیں وہ مناسبت
نسبت ہے جیسی حضرتِ موسیٰ کو طور سے

۵۵. اصل شعر: ہے جلوہ گر یہ کون بشر کے لباس میں
یہ ذرہ آفتاب بنا کس کے نور سے

اِصلاح: ہے جلوہ گر یہ کون بشر کے لباس میں
خاکی یہ جگمگانے لگا کس کے نور سے

۵۶. اصل شعر: اُس ذاتِ پاک پہ مَیں تصدق ہزار بار
پیدا کیا ہے حق نے جسے اپنے نور سے

اِصلاح: اُس ذاتِ پاک پہ مَیں تصدق ہزار بار
پہلے بنایا حق نے جسے اپنے نور سے

۵۷. اصل شعر: ہر طرح وہ مُبرّا ہے ہر اک قصور سے
قدرت جسے بچاتی ہے فسق و فجور سے

اِصلاح: قُدرت جسے بچاتی ہے فسق و فجور سے
وہ بھاگتا ہے دیکھ کے ایسوں کو دُور سے

۵۸. اصل شعر: غِلماں سے واسطہ ہے نہ کچھ کام حور سے
زاہد ہمیں غرض ہے شراب طہور سے

اصلاح:- غلماں سے واسطہ ہے نہ کچھ کام حور سے
ساقی ہمیں غرض ہے شرابِ طہور سے

۵۹۔ اصل شعر:- اگر تیری اُدائیں بند کردیں گی زباں میری
تو پھر اُس کی زباں سے حرفِ مطلب کیا آدا ہوگا

اصلاح:- اگر تیری اُدائیں بند کردیں گی زباں میری
تو پھر میری زباں سے حرفِ مطلب کیا ادا ہوگا

۶۰۔ اصل شعر:- جب مسرّت ہے آپ کی اِس میں
شوق سے کیجیے بے قرار مجھے

اصلاح:- آپ کی اس میں گر مسرّت ہے
شوق سے کیجیے بے قرار مجھے

۶۱۔ اصل شعر:- سرگراں کردیا ہے اے ساقی
شب دوشینہ کا خُمار مجھے

اصلاح:- سرگرم کر چکا ہے اے ساقی
شب دوشینہ کا خُمار مجھے

۶۲۔ اصل شعر: اپنی چشمِ کرم سے پوچھ اُس کو
کر گئی کیوں اُمیدوار مجھے

اِصلاح: اپنی چشمِ کرم سے پوچھ ذرا
کیوں کیا ہے اُمیدوار مجھے

۶۳۔ اصل شعر: دلِ بےداد کش کو کیا کہوں اُس کو خُدا سمجھے
ہوا ہے داد کا طالب تو کس سے شعبدہ گر سے

اِصلاح: دلِ بےداد کش کو کیا کہوں اُس سے خُدا سمجھے
ہوا ہے داد کا طالب تو کس سے شعبدہ گر سے

۶۴۔ اصل شعر: ارے وہ سنگ دل سفّاک ظالم دیکھ عاشق کو
جنوں میں اُس نے سر پھوڑا ہی ہے تو کس سے پتّھر سے!

اِصلاح: ارے وہ سنگ دل سفّاک ظالم دیکھ عاشق کو
جنوں میں اُس نے سر پھوڑا لوا اپنا کس سے پتّھر سے!

۶۵۔ اصل شعر: سر میرا اچھا ہوا اُن سے جو ترکِ دوستی کر لی
خُدا کا شکر ہے اب تو ٹلی آئی ہوئی سر سے

سریرا چھا ہوا اُن سے جو ترکِ دوستی کر لی

اصلاح:- خدا کا شکر ہے آئی ہوئی اب تو ٹلی سر سے

غزل [1]

سکوں جس میں کبھی ہمدم نہیں ہے ۔ وہ جینا موت سے کچھ کم نہیں ہے

وہ اب تک تھا تو دل بھی مطمئن تھا ۔ نہیں ہے وہ تو دم میں دم نہیں ہے

زمانہ کیوں کرے گا قدر اس کی ۔ مرا داغِ جگر درہم نہیں ہے

یہ دُنیا واقعی ہے رنج کا گھر ۔ یہاں کوئی خوش و خرم نہیں ہے

ترے کوچے کی چپّہ بھر زمیں بھی ۔ ستم گر آسماں سے کم نہیں ہے

اُٹھاتا ہوں میں بارِ غم کو تنہا ۔ کوئی میرا شریکِ غم نہیں ہے

ہے روشن اِس سے اب بھی دل کی دُنیا ۔ چراغِ آرزو مدھم نہیں ہے

اُنھیں اندیشۂ نفع و ضرر کیا ۔ جنھیں کچھ فکرِ بیش و کم نہیں ہے

سریر اپنا ہر اک داغِ ۔۔۔

مہہ و خورشید سے کچھ کم نہیں ہے

---

[1] حضرت صفی کے انتقال ۱۴ر مارچ ۱۹۵۴ء سے قبل جناب سریر مرحوم نے ۲ر جنوری ۵۴ء کو مندرجہ بالا غزل بغرضِ اصلاح پیش کی۔ غزل کے ملاحظہ کے بعد حضرت صفی نے جس انداز میں ایک سطر تحریر فرمایا ہے اس کی معنویت گہرائی و گیرائی اور شاگرد کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ ایک بات جس پر روشنی پڑتی ہے وہ یہ کہ ممکن ہے حضرت صفی کے کسی شاگرد نے سرکشی اختیار کی ہو۔ حضرت مرحوم نے خود کسی شوریدہ سر کو بھانپ لیا ہو، کس قدر لطیف پیرایہ میں اظہار کیا ہے اور داد بھی دی تو منہ بھر کے۔ ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں: "اگر ہر ایک غزل ایسی ہی سلجھی ہوئی ہوا کرے تو آپ بھی مستقبل قریب میں مجھ سے سرکشی کے قابل ہو جائیں گے۔ اللھم زد فزد۔" [صفی]

عدیل ۔ سیّد نظیر علی

تاریخ پیدائش ۲۸ رمئی ۱۹۲۹ء • تعلیم، انٹرمیڈیٹ عثمانیہ، منشی فاضل (نظامیہ)

سیّد نظیر علی عدیل ولد الحاج سیّد خیرات علی مرحوم [نائب شریعت پناہ بلدہ] ۲۸ رمئی ۱۹۲۹ء کو مغلپورہ حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ جامعہ عثمانیہ سے انٹرمیڈیٹ اور جامعہ نظامیہ سے منشی فاضل کامیاب کرکے ابتداً محکمہ سیول سپلائیز میں ملازم ہوئے پھر محکمہ امداد باہمی میں بہ حیثیت جونیئر انسپکٹر انتخاب عمل میں آیا۔ پھر ترقی کرکے سینئر انسپکٹر اور کوآپریٹیو سب رجسٹرار ہوئے اور اسی عہدہ سے ۱۹۸۶ء میں وظیفہ پر سبکدوش ہوئے۔

شاعری کا چسکا تو بچپن ہی سے تھا۔ جب ۱۹۴۱ء میں اسکول کے ایک سالانہ جلسہ کے سلسلہ میں منعقدہ مشاعرہ میں انھیں کلام سُنانے کا موقع دیا گیا۔ اس جلسہ میں ان کے والد محترم بھی موجود تھے۔ انھیں بے حد تعجب ہوا۔ انہوں نے روکا نہیں بلکہ حوصلہ افزائی کی اور خود انھیں لے جاکر اپنے دوست حضرت احمد حسین امجد سے رجوع کردیا۔ اس کے بعد حضرت امجد انھیں حضرت صفی اورنگ آبادی کے پاس لے آئے اور یہ کہہ کر ان کے سپرد کردیا: سپردم بہ تو مایۂ خویش را
حضرت صفی نے بڑی دلجوئی کی اور اپنے مربیانہ طریقۂ اصلاح کلام سے اپنی زندگی [۱۹۵۴ء] تک رہنمائی کی۔

۱۔ اصل شعر:

وعدہ تو ہے کہ خواب میں وہ آئیں گے عدیل
مجھ کو خوشی میں نیند نہ آئے تو کیا کروں

اصلاح:

وعدہ تو ہے کہ خواب میں آئیں گے وہ عدیل
مارے خوشی کے نیند نہ آئے تو کیا کروں

توجیہہ :- "خوشی کے مارے" محاورہ ہے اور جہاں شعر میں محاورے کی گنجائش ہو تو ضرور استفادہ کیجئے

۲. اصل شعر: یوں نظر آ رہا ہے جنت ہیں
جیسے دیکھے ہوئے مناظر ہیں

کیا کروں آرزوئے خلد عدیل
اِصلاح : میرے دیکھے ہوئے مناظر ہیں

توجیہہ :- جنت کا تعلق مستقبل سے ہے اور "نظر آرہا" ہے کا تعلق زمانہ حال سے ہے ہم واقعات ماضی کو واقعات حال کے طور پر پیش کر سکتے ہیں اس لئے کہ واقعات ماضی وقوع میں آچکے ہیں اور ہمارے علم میں رہتے ہیں لیکن اُسی قاعدے سے مستقبل کو حال بنالینا نقص بیان کی تعریف میں آتا ہے کیونکہ مستقبل کے حالات ہمارے لئے نامعلوم ہیں۔
دوسرا مصرعہ بہت شگفتہ اور صفت مجاز مرسل کا حامل ہے اس لئے مَیں شعر کو خارج کرنے کے حق میں نہیں پہلے مصرعے کو بدل دیا ہے جس میں نہ صرف آپ کا طنز برقرار ہے بلکہ حُسنِ تعلیل بھی پیدا ہو گیا ہے آپ اپنے اصل مقطع کو خارج کرکے اس مقطع کو غزل میں رکھیں۔

۳. اصل شعر: آدمی جب غم شناسا ہو گیا
مقصدِ تخلیق پورا ہو گیا!

آدمی جب خود شناسا ہو گیا
اصلاح: مقصدِ تخلیق پورا ہو گیا

توجیہہ: غم شناسی محدود ہے اور خود شناسی غیر محدود۔ آپ کا مطلع خود شناسی سے مکمل ہوتا ہے۔

دُنیا میں اگر پھر آنا ہو دل لے کے نہیں آئیں گے کبھی
۴. اصل شعر: اِک بات ہوئی تو سہہ لیں گے ہر بات میں دل آزاری ہے

دُنیا میں اگر پھر آنا ہو دل لے کے نہیں آئیں گے عدیلؔ
اِصلاح: ایک بات ہوئی تو سہہ لیں گے ہر بات میں دل آزاری ہے

توجیہہ:۔ اچھے شعر لوگوں کو ہمیشہ یاد رہتے ہیں لیکن کبھی کبھی غلط ناموں سے منسوب کر دیئے جاتے ہیں۔ میری رائے میں اگر اس شعر کو مقطع میں بدل دیا جائے تو لوگ اس شعر کے ساتھ عدیلؔ کو بھی ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

مُسلسل وہیں برق گرتی رہی
۵. اصل شعر: جہاں میں نشیمن بناتا رہا

مسلسل جہاں برق گرتی رہی
اِصلاح: وہیں میں نشیمن بناتا رہا

توجیہہ:۔ شعر کے موجودہ الفاظ برق کی معرکہ آرائی کے آئینہ دار ہیں۔ اس کی بجائے اگر آپ کا نشیمن بنانے کا عمل آپ کی معرکہ آرائی کا مظہر ہو تو شعر میں نِسبتاً زیادہ قوت آجائے گی اور بات قابلِ ذکر قرار پائے گی خفیف سے ردو بدل سے شعر برق کے مقابلے آپ کی معرکہ آرائی کا شاہکار بنا گیا ہے تاہم میری نظر میں برق و آشیاں کا مضمون اگر مہمل نہیں تو صرف برائے نام مضمون ہے۔ کم از کم آپ اس سے احتراز کریں تو اچھا ہے۔

رہ روانِ عدم کو کیا کہیے
۶. اصل شعر: ہیں تو بے جان قصدِ دُور و دراز

اِصلاح :-
رہ روانِ عدم کو کیا کہیئے
ہیں تو بے جان قصدِ دُور دراز

توجیہہ :- اکثر لوگ دُور و دراز لکھتے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ یہاں واؤ عطف کا کیا محل ہے؟ صحیح لفظ دُور دراز ہے۔

۷. اصل شعر: کسی کے آتے ہی بدلا ہوا ہے رنگِ چمن
کھِلے وہ پھول کہ پھولوں نہیں سماتے ہیں

اِصلاح: یہ کس کی سیر سے نکھرا ہوا ہے رنگِ چمن؟
کھلے وہ پھول کہ پھولوں نہیں سماتے ہیں

توجیہہ :- یہاں رنگ کے بدلنے سے زیادہ نکھرنے کا محل ہے، اِس کے علاوہ پہلا مصرعہ بیانیہ ہے اگر سوالیہ ہو تو شعر مزید حُسن کا حامل ہوگا۔

۸. اصل شعر: دِل نہ دھڑکے تو زندگی کب ہے
زندگی ہے تو بے قراری ہے

اصلاح: دِل نہ دھڑکے تو زندگی بھی نہیں
زندگی ہے تو بے قراری ہے

توجیہہ :۔ اس غزل میں "ہے" ردیف ہے اور بے قراری گذاری وخاکساری وغیرہ قافیے۔ پہلے مصرعے کے آخر میں "ہے" کے استعمال سے ترادفِ ردیفین ہوتا ہے جو ناجائز اور متروک ہے اس میں شک نہیں کہ بعض متقدمین اور اس دور کے بعض کہنہ مشق اور نامور شعراء کے پاس بھی ترادف ردیفین کی مثالیں ملتی ہیں لیکن یہ کوئی جواز نہیں۔ جب ایک بار قواعد مرتب ہو چکے اور ترادف ردیفین کو متروک قرار دے دیا گیا تو اُس کی پابندی ہونی ہی چاہیئے آپ کا شعر اصلاح سے پہلے فطری آمد اور حقیقت آفرینی کا حامل تھا اور اب اصلاح کے بعد بے عیب بھی ہو گیا۔

۹. اصل شعر:

ساتھ ہے حُسن وعشق کا مشکل !!
ایک ہو جیسے شیشۂ و آہن !

اِصلاح :۔

ساتھ ہے حُسن وعشق کا مشکل
ایک نہ ہوں گے شیشہ و آہن

توجیہہ :۔ آپکا شعر خوب ہے اور آپ استخراج میں پورے کامیاب ہیں۔ اب کے جگر آئیں تو انھیں سُنائیے اور داد لیجئے۔

۱۰. اصل شعر:

دونوں دِل آویز دونوں لاجواب
کمسنی غنچوں کی پھولوں کا شباب

اِصلاح:

دونوں دِل آویز دونوں لاجواب
کمسنی کلیوں کی پھولوں کا شباب

توجیہہ :۔ غنچوں کے ساتھ گلوں اور کلیوں کے ساتھ پھولوں کا استعمال ہونا چاہیئے۔ غنچہ وگل فارسی لفظ ہیں اور کلی اور پھول اُردو (ہندی) الفاظ ہیں۔

۱۱۔ اصل شعر: اے گناہِ اولیں پائندہ باد
ہو گئی انسان کی مٹی خراب

اصلاح: اے گناہ اولیں پائندہ باد
ہو رہی ہے آج تک مٹی خراب

توجیہہ:۔ دوسرے مصرعہ میں "ہو گئی انسان" کے الفاظ کو "ہو رہی ہے آج تک" کے لفظوں سے بدل دیا گیا جس سے مضمون میں روانی اور دِل کشی پیدا ہو گئی ہے۔

۱۲۔ اصل شعر: شرمسار آفتاب ہوتا ہے
کیا کوئی بے نقاب ہوتا ہے

اِصلاح: کیوں مُجل آفتاب ہوتا ہے!
کیا کوئی بے نقاب ہوتا ہے

توجیہہ:۔ پہلے مصرعے میں شرمسار کی بجائے "کیوں مُجل" کے الفاظ رکھ کر اس مصرعے کو بھی استفہامیہ بنا دیا ہے اِس طرح پورا شعر استفہامیہ ہو گیا اور مضمون میں بلندی آ گئی۔

۱۳۔ اصل شعر: جان کھیچ کر لبوں پر آئی ہے
میرے مالِک تری دُہائی ہے

جان کھنچ کر لبوں پر آتی ہے

اصلاح: غم کے مایک تیری دُہائی ہے

توجیہہ:- مطلع میں یہ بات واضح نہیں ہے کہ جان کیوں کھنچ کر لبوں پر آتی ہے جس کی وجہ سے دُہائی دی جارہی ہے "میرے" کی بجائے اگر "غم کے" کے لفظ رکھے جائیں تو جان کے کھنچ کر لبوں پر آنے کا جواز بھی پیدا ہوتا ہے اور مطلع بھی جاندار ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ اصل شعر:

وہ ہم کو دیکھ کے لوگوں کو دیکھتے ہیں عدیل
ہم اُن کو دیکھ کے دُنیا کو بھول جاتے ہیں

اصلاح:

وہ ہم کو دیکھ کے دُنیا کو دیکھتے ہیں عدیل
ہم اُن کو دیکھ کے دُنیا کو بھول جاتے ہیں

توجیہہ: پہلے مصرعے میں بھی "لوگوں" کی بجائے "دُنیا" ہی کا لفظ رکھیئے۔ حیرت ہے اتنا سامنے کا لفظ آپ کے ذہن میں نہیں آیا۔

۱۵۔ اصل شعر:

دے دی عدیل میں نے ترس کھا کے زندگی
آئی اجل کچھ اس طرح دامن پسار کر

اصلاح:

میں نے عدیل دے دی ترس کھا کے زندگی
آئی اجل کچھ اس طرح دامن پسار کر

توجیہہ: پہلے مصرعے میں لفظی تاقید کو دُور کر دیا گیا اور اُس کو مزید واضح کرنے کیلئے نثر کر دی گئی۔ "عدیل میں نے ترس کھا کے زندگی دے دی"

۱۶۔ اصل شعر:

زندگی میں شباب کا عالم!
جیسے ہو ایک خواب کا عالم!

اِصلاح:

زندگی میں شباب کا عالم!
خواب میں جیسے خواب کا عالم!

توجیہہ: "جیسے ہو ایک" کی بجائے "خواب میں جیسے" کا لفظ رکھنے سے اب آپ کا مطلع "مطلعِ آسمان بن گیا"!

۱۷۔ اصل شعر:

دیا ہے شمع کو ایسا بھیانک مشورہ کس نے
پتنگے کو جلانے خود فنا فی النار ہو جائے

اِصلاح:

دیا ہے شمع کو یہ مشورہ کس سوختہ دِل نے
پتنگے کو جلانے خود فنا فی النار ہو جائے

توجیہہ:۔ میرا شعر ہے ؎

مَیں عاصی ہوں مگر کیا دور ہے اُس کی رحمت سے
کہ مجھکو بخش دے دوزخ فنا فی النار ہو جائے

آپ نے میرے اس شعر کو سامنے رکھ کر نئے مضمون سے شعر کہا ہے گویا مجھ پر ہی ہاتھ صاف کر دیا۔ پہلے مصرعے میں جو لفظی ترمیم کر دی گئی ہے اس سے شعر بہت اُونچا ہو گیا ہے۔

۱۸. اصل شعر: ازل کے دن ہی ہم نے کرلیا آپس میں سمجھوتا
کوئی مجبور ہو جائے کوئی مختار ہو جائے

اصلاح: ازل کے دن ہی کر لی تھی صلاح باہمی ہم نے
کوئی مجبور ہو جائے کوئی مختار ہو جائے

توجیہہ: یہ شعر بھی میرے اس شعر کو سامنے رکھ کر کہا گیا ہے ؎

ستانا اور ایسی بے لحاظی کا ستانا کیا
کہ ہر مجبور تم سے لوٹ کر مختار ہو جائے

پہلے مصرعے میں جزوی ترمیم کردی گئی ہے۔ حق تو یہ ہے آپ کا شعر میرے شعر سے اونچا ہو گیا ہے۔



مجھے کون جھوٹا کہے گا صفی
غزل میں کبھی رکھا زباں کا لحاظ

شاعری کی آڑ اچھی مل گئی تجھ کو صفی
بات رکھ لی جھوٹ کے پردے میں سچ کہتا گیا

(صفی)

عیش ــ حافظ ابو نعیم (غلام احمد)

تاریخ پیدائش ۲ اکتوبر ۱۹۱۳ء

تعلیم مولوی (نظامیہ) حافظ قرآن مدرسہ حفاظ شاہی

جناب غلام احمد عیش المعروف بہ حافظ ابو نعیم عیش ۲ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو حضرت حافظ شیخ احمد کے گھر پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں حفظِ قرآن کی تکمیل کر لی۔ جامعہ نظامیہ میں مولوی کے نصاب تک تعلیم حاصل کی۔ پھر دائرہ ملازمت سرکاری میں داخل ہو گئے اور ۱۹۶۸ء میں معتمدی مجلس مال سے اہلکار درجہ دوم کی خدمت سے وظیفہ پر سبکدوش ہوئے۔

شاعری میں تین اساتذہ سخن سے فیض حاصل کیا۔ ابتداً حضرت حافظ صولت سے کلام پر اصلاح لی بعد میں حضرت داغ دہلوی کے تلمیذ رشید حضرت عبدالولی فروغ کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہو گئے۔ حضرت فروغ نے ابتدا میں ان کا تخلص رعد رکھا پھر اس کو بدل کر عیش کر دیا۔ وہ حضرت فروغ سے مطمئن نہیں ہو سکتے تھے لہٰذا حضرت صفی اورنگ آبادی کے دورِ اول کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہو گئے۔ اس طرح (۳) اساتذہ سخن کی تربیتِ شعری نے ان کے کلام میں نکھار پیدا کر دیا۔

دُعا ہے کہ اللہ پاک انہیں تا دیر با صحت سلامت رکھے۔

ٹیپہ خانہ ہائیکورٹ کے روبرو مسجد سے ملحقہ مکان میں سکونت پذیر ہیں۔

۱۔ اصل شعر:

وقار آموزِ اُلفت ہے میری خاموش دلسوزی
میرا چھپ چھپ کے رونا احترام دردِ پیہم ہے

اصلاح:

وقار آموزِ اُلفت ہے میری خاموش دلسوزی
میرا چھپ چھپ کے رونا پردہ دارِ دردِ پیہم ہے



ابو نعیم عیشؔ



غفار احمد ماجدؔ



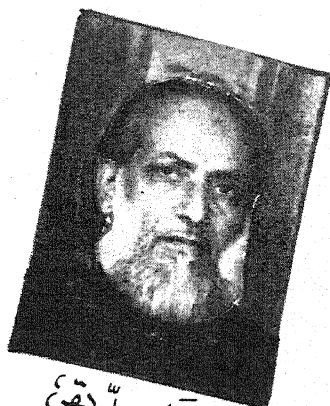
غلام محبوب خاں مسلمؔ



نواب مظہرؔ آسماں جاہی



قادر نعیمؔ



وقار صدیقیؔ

۴. اصل شعر:

بُجھ جائے گی کسی سے ہماری تمام عُمر
سمجھے تھے کیا خیال تھا کیا۔ ہائے کیا ہوا

اِصلاح:

بُجھ جائے گی کسی سے ہماری تمام عُمر
سمجھے تھے کیا۔ خیال تھا کیا۔ اور کیا ہوا

۴۴. اصل شعر:

تری ترچھی نگاہوں نے کلیجے چھید ڈالے ہیں
کوئی چبھتا ہوا پوشیدہ نشتر ہو تو ایسا ہو

اِصلاح:

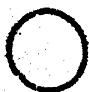
کلیجے چھید ڈالے تیری دُزدیدہ نگاہی نے
کوئی چُبھتا ہوا پوشیدہ نشتر ہو تو ایسا ہو

۴۵. اصل شعر:

شاد کر دے خواجہ بانو کو میاں مسعود کو
آج بھر دے موتیوں سے دامنِ مقصود کو!

اِصلاح:

شاد کر دے خواجہ بانو کو میاں مسعود کو
گوہرِ مقصد سے بھر دے دامنِ مقصود کو



ماجد ــــــ حکیم غفار احمد

تاریخ پیدائش : ۱۶ر شوال ۱۳۳۴ھ

حکیم غفار احمد ماجد قادری القدیری ۱۶ر شوال ۱۳۳۴ھ حسینی علم حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد حکیم محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم طبیب طبابت یونانی سرکارِ عالی حیدرآباد دکن تھے۔ جد اعلیٰ تقریباً تین سو سال قبل مکہ شریف سے دہلی آئے۔ اور حیدرآباد میں سکونت پذیر ہوئے۔ جامعہ نظامیہ سے منشی فاضل کامیاب کیا حکمت وراثتاً ملی۔ اور والدِ محترم کی صحبت اور تعلیم نے اِسے اور جِلادی۔ حکیم غفار احمد ماجد اچھے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ قرأت اور خوشنویسی میں بھی خاص مقام رکھتے ہیں۔ انھوں نے قرأت مولوی اسداللہ حسینی سے سیکھی اور خوشنویسی مولوی عنایت اللہ خاں مرحوم سے۔ اردو اور انگریزی ٹائپ کے علاوہ وہ اردو میں شارٹ ہینڈ سے بھی واقف ہیں۔ دین کی تعلیم پیرِ طریقت بحر العلوم عبدالقدیر صاحب حسرت جیسے جیّد عالم سے حاصل کی۔ چند سال محکمہ طبابت یونانی دواخانہ ہری باؤلی سرکارِ عالی میں خدمات انجام دیں مابعد محکمہ محلات صرفخاص مبارک پیشی اعلیٰحضرت حضور نظام سَنے کوٹھی اور خزانہ پیشی شاخ تقسیمات میں صیغہ دار کی حیثیت سے کام کیا۔

حکیم غفار احمد ماجد کو بچپن ہی سے شاعری کا شوق رہا ۱۵ سال کی عمر سے شاعری کا آغاز کیا ۱۰ سال تک خود لکھتے رہے۔ بعد میں مفتی میر اشرف علی صاحب اشرف سے تلمذ حاصل کیا اور تقریباً دس سال بعد امام تغزل حضرت صفی اورنگ آبادی کے آگے زانوئے ادب تہہ کئے جس کا سلسلہ ۱۸ سال رہا۔ حضرت مفتی اشرف علی کے دورِ شاگردی میں اُن کا تخلص احمد تھا حضرت صفی نے انھیں ماجد کے تخلص سے نوازا۔ آپ کو حضرت صفی نے اپنی زندگی ہی میں بغیر اصلاح کے غزل پڑھنے کی اجازت دیدی تھی جس سے ان کی شاعرانہ استعداد کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جس شاعر کے اساتذہ میں حضرت عبدالقدیر حسرت، مفتی اشرف علی اشرف اور حضرت صفی جیسے شاعر ہوں

تو اس کے کلام میں کلام ہی کیا ہو سکتا ہے۔ گلدستۂ زعم، گلدستۂ جہانگیر پیراں، اخبار رہبرِ دکن، رہنما، اخبار انقلاب، مجلہ حسان اور اخبار ملاپ وغیرہ میں ان کا کلام چھپ چکا ہے۔ اکثر ماجد صاحب سے رسم الخط کی غلطی ہو جاتی تھی تو ایک مرتبہ حضرت صفی نے تنگ آکر کہا "تو یا تو رسم الخط بدل یا استاد کو بدل"۔

جناب غفار احمد ماجد کے کلام میں شاعری کے وہ تمام لوازمات ملتے ہیں جو مکتبِ صفی کا خاصہ ہیں۔ بدیہہ گوئی، زود گوئی، سلاست اور فصاحت فیضِ صفی ہی تو ہیں۔ جناب ماجد حضرت صفی کے دورِ وسطیٰ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

میں جناب غفار احمد ماجد صاحب کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنے حالات نمونۂ کلام اور اصلاحات و تصویر مرحمت فرمائی۔

۱۔ اصل شعر:

یُوں بھی گھر بس گیا غریبوں کا
لوگ ہنستے رہے زمانے کے

اِصلاح:

نہ تھمتا میری آنکھ کا آنسو!
لوگ ہنستے رہے زمانے کے

توجیہہ:۔ مصرعہ غلط نہیں لیکن غور غریب کے بیاہ پر یہ بات کہی جاتی ہے بغزل سے کیا واسطہ؟ پہلا مصرعہ تبدیل کر دیا گیا جس سے شعر کے معنویت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

۲۔ اصل شعر:

آ گئے ہیں شباب آتے ہی!
خاص انداز مُسکرانے کے

اصلاح:

آپ کو آ گئے خُدا رکھے
خاص انداز مُسکرانے کے

۳۔ اصل شعر:-
عید کا چاند دیکھنے والو
کھل گئے در شراب خانے کے

اصلاح:-
عید کا چاند گھر میں کیوں دیکھوں
کھل گئے در شراب خانے کے

توجیہہ:- وجہ اصلاح روشن ہے۔

۴۔ اصل شعر:-
آرزو ہے نظر لڑانے کی
دل میں ارمان دل لگانے کے

اصلاح:-
آنکھ کو دھن نظر لڑانے کی
دل کو ارمان دل لگانے کے

توجیہہ:- اب تقابل پیدا ہو گیا ہے۔

۵۔ اصل شعر:
کیوں قفس میں بھی عندلیبوں کو
خواب پڑتے ہیں آشیانے کے

اصلاح:-
رات کو بھی قفس میں چین نہیں
خواب پڑتے ہیں آشیانے کے

توجیہہ: قفس کے بعد عندلیب کیا؟

۶۔ اصل شعر:
آپ بتلائیے کہاں جائیں
جو بھکاری ہیں آستانے کے

دب کے ملتے بھی ہیں کسی سے فقیر

اِصلاح :- اور پھر تیرے آستانے کے

توجیہہ :- "بتائیے" لفظ ہے اس میں لام کیسے ؟ آپ ہی بتلائیے"

پوچھتے بھی نہیں غریبوں کو

۷۔ اصل شعر :- پاس رہ کر غریب خانے کے

وہ نہیں پوچھتے غریبوں کو

اصلاح :- پاس رہ کر غریب خانے کے

توجیہہ :- "دیکھی مصرے کی سیدھ"

حیثیت کیا غریب بلبل کی!

۸۔ اصل شعر :- چار تنکے ہیں آشیانے کے

اِصلاح :- شعر کو قلم زد کرتے ہوئے۔

توجیہہ :- اُستادوں کے مصرعوں پر گرہ نہ لگایا کیجیے۔ ابیات کو گرہ میں باندھ لیجیے۔

بے وجہ مہرباں ہوا صیاد

۹۔ اصل شعر :- ہیں قفس سے نہ آشیانے کے

باغباں ہے نہ مہرباں صیاد

اِصلاح :- ہم قفس سے نہ آشیانے کے

توجیہہ :- وجہ کی جیم مفتوح میں ساکن ہے۔

روز افزوں ہے شوقِ آزادی

۱۰. اصل شعر:- خواب پڑتے ہیں آشیانے کے

توجیہ:- اپنا لکھا دو دو تین تین چار چار بار پڑھا کرو۔ یہ بھی مکرر ہے۔

۱۱. اصل شعر: پھر کسی کو شباب آئے گا
آئینے سے حجاب آئے گا

اِصلاح:- آپ کو اب شباب آئے گا
آئینے سے حجاب آئے گا

۱۲. اصل شعر:- لکھ کے آیا ہوں اُس کی چوکھٹ پر
پھر یہ خانہ خراب آئے گا

اصلاح: اُس کے در پر یہ لکھ کے آیا ہوں
پھر یہ خانہ خراب آئے گا

۱۳. اصل شعر: مستیاں کہہ رہی ہیں آنکھوں کی
دِلوں میں شباب آئے گا

اصلاح: مستیاں کہتی ہیں اُن آنکھوں کی
کچھ دِلوں میں شباب آئے گا

۱۴۔ اصل شعر:-

بند ہو جائیں گی مری آنکھیں
اور وہ بے نقاب آئے گا

اِصلاح:-

بند ہو جائیں گی مری آنکھیں
تو وہ کیا بے نقاب آئے گا

۱۵۔ اصل شعر:-

کیا خبر دن خراب گزریں گے
دلِ خانہ خراب آئے گا

اِصلاح:-

کیا خبر تھی کہ تم سے اچھے پر
دلِ خانہ خراب آئے گا

۱۶۔ اصل شعر:-

وہ اُٹھائیں گے روز یک فتنہ
روز یک انقلاب آئے گا

اِصلاح:- دونوں مصرعوں میں "یک" کی جگہ "اک" لکھئے۔

۱۷۔ اصل شعر:-

اُن کی زُلفیں دراز ہونے دو
خود بخود پیچ و تاب آئے گا

اِصلاح:-

اپنی زُلفیں دراز ہونے دو
خود بخود پیچ و تاب آئے گا

۱۸۔ اصل شعر:-
دِل یہ کہتا ہے خواب میں ماجد
آج وہ مستِ خواب آئے گا

اِصلاح :-
نیند تجھ پر سوار ہے ماجد
اور وہ مستِ خواب آئے گا

۱۹۔ اصل شعر:-
جو دیکھا آپ کو منہ سے یہ نکلا
قیامت سامنے آئی ہوئی ہے

اِصلاح :-
اُسے جس نے بھی دیکھا تو یہ دیکھا
قیامت سامنے آئی ہوئی ہے

۲۰۔ اصل شعر:-
ترے کوچہ سے کس کی لاش نکلی
یہ کس کی شام تنہائی ہوئی ہے

اصلاح :- شعر قلم زد کرتے ہوئے تحریر فرمایا ،
توجیہہ :- شعر ہی نہیں تنہائی کی رسم کتابت بھی غلط ہے ۔

۲۱۔ اصل شعر:-
چمن کا پتہ پتہ کیوں نہ جھومے
وہ کیا آئے بھار آئی ہوئی ہے

توجیہہ :- "بھار" نہیں "بہار" اب سے میں کاغذ واپس کر دوں گا

غرض اب کیا حسینانِ جہاں سے
۲۲. اصل شعر: طبیعت آپ پر آئی ہوئی ہے

توجیہہ:۔ ["جھاں" نہیں "جہاں"۔ نقطہ بھی زیادہ]

سمجھتے ہیں محبت کے کنایے
۲۳. اصل شعر: اُنھیں اب کچھ سمجھ آئی ہوئی ہے

توجیہہ:۔ [اُنہیں، کچھ اور سمجھ، رسم الخط کی غلطی] انھیں، کچھ، سمجھ لکھئے]

عیادت کیلئے یہ کون آیا!
۲۴. اصل شعر: مریضِ غم میں جان آئی ہوئی ہے

اِصلاح:۔ کیلئے کہیں نہ ٹھونکئے۔ "کے لئے" لکھئے۔

وہ کہتے ہیں مری میت پہ آکر
۲۵. اصل شعر: نہ چھیڑو اس کو نند آئی ہوئی ہے

اِصلاح:۔ آکر کا مَد۔ نہ چھیڑو اُس کو نند کیا "نیند" لکھئے۔

دلِ مضطر کو تسکین دوں تو کیونکر
۲۶. اصل شعر: تمہاری یاد پھر آئی ہوئی ہے

اِصلاح:۔ "کیونکر" نہیں کیوں کر۔ "تمہاری" نہیں "تمھاری"

سلام اُس مردِ میداں پر جسے پروا نہ تھی سر کی
۲۷. اصل شعر: رہِ حق میں لُٹادی جس نے پونجی زندگی بھر کی

سلام اُس مردِ میداں پر ذرا پروا نہ کی سر کی
اصلاح:۔ جو خود بھی لُٹ گیا دولت لُٹا دے کر بھرے گھر کی

۲۸. اصل شعر:- غمِ شبیر میں حالت کہوں کیا قلبِ مضطر کی
ہوئی ہے ایک صورت دیدۂ تر دامنِ تر کی

اصلاح:- غمِ شبیر میں حالت کہوں کیا قلبِ مضطر کی
ہوئی ہے دامنِ تر کی بھی صورت دیدۂ تر کی

۲۹. اصل شعر:- رضائے حق میں جب شبیر کو پروا نہ تھی سر کی
تو کیا کرتیں اثر پھر دھمکیاں کوفے کے لشکر کی

اصلاح:- خدا کے شیر کے فرزند نے پرواہ نہ کی سر کی
گئیں بیکار گیدڑ بھبکیاں کوفے کے لشکر کی

توجیہہ:- دوسرے مصرعے کا محاورہ پسند نہ ہو تو نہ پڑھیے، آپ کی مرضی۔

۳۰. اصل شعر:- محبت میرے دل میں کیوں نہ ہوگی آلِ اطہر کی
نمک خواروں میں ہوں کھاتا ہوں دولت جب اسی گھر کی

اصلاح:- محبت میرے دل میں کیوں نہ ہو آلِ پیمبر کی
اسی گھر سے ملا اسلام اُمت ہوں اسی گھر کی

۳۱. اصل شعر:- دو رنگی چال تھی ایسی کہ دِل میں کچھ زباں پر کچھ
اُڑائی کوفیوں نے خواہشِ دُنیا سے بے پر کی

توجیہہ:- شعر قلم زد۔ "کیا اُڑائی"؟ اس کا بیان چاہیئے۔

۳۲. اصل شعر:
قدم رنجہ ہوتے کوفے کی جانب حضرتِ مسلم
قدوم پاک سے رونق بڑھی کوفے کے ہر گھر کی

اِصلاح:-
قدم رنجہ ہوئے کوفے میں جس دم حضرتِ مسلم
قدوم پاک سے دونی ہوئی رونق ہر اک گھر کی
توجیہہ: "دوبارہ کوفہ کا لفظ زائد"

۳۳. اصل شعر:-
تو بھاگے ڈر کے مارے سینکڑوں اشخاص کوفے کے
بچا کر جان اپنی راہ لی ہر ایک نے گھر کی

اِصلاح:-
تو بھاگے ڈر کے مارے سینکڑوں اشخاص کوفے کو
بچا کر جان اپنی راہ لی ہر ایک نے گھر کی

۳۴. اصل شعر:-
سکینہ کے لئے پانی کا ہے خود معرکہ شاہد
بیاں کیا ہو شجاعت اور عباسؑ دلاور کی

اِصلاح:-
سکینہ کے لئے خود معرکہ پانی کا شاہد ہے
بیاں کیا ہو شجاعت اور عباسؑ دلاور کی!

۳۵. اصل شعر:-
ملایا جس نے خاک و خوں میں ازرق سے پہلواں کو
خدا کا قہر ہو کر چل گئی تلوار اکبرؑ کی

وہ ارزق جیسے کافر پہلواں کا قتل کیا کہنا

اِصلاح :- غضب تھی قہر تھی اللہ اکبر تیغ اکبرؑ کی

توجیہہ :- "پہلواں" گلستاں کے وزن پر نہیں، گل ستاں کے وزن پر ہے۔

۳۶۔ اصل شعر: جواں بیٹے علی اکبرؑ کا دم زانوں پہ نکلا ہے
گئی شبیرؑ کے ہاتھوں پر جاں معصوم اصغرؑ کی

اصلاح :- جواں بیٹے علی اکبرؑ کا دم زانو پہ نکلا ہے
گئی شبیرؑ کے ہاتھوں پہ جاں بے شیر اصغرؑ کی

توجیہہ :- یہ ایک شعر رکھا جائے تو شعر نمبر ۲۴، ۲۶ کی ضرورت نہیں یا اُن دو کو رکھئے تو اس ایک کو نہ رکھئے[1]

۳۷۔ اصل شعر:- مختصر ہے مری روداد رسولِ عربی
آپ آتے ہیں بہت یاد رسولِ عربی

اِصلاح :- بس یہی ہے مری روداد رسولِ عربی
آپ آتے ہیں بہت یاد رسولِ عربی

۳۸۔ اصل شعر: شاد کردو دلِ ناشاد رسولِ عربی
زندگی بن گئی فریاد رسولِ عربی

---

[1] یہ سلام ۳۵ اشعار پر مشتمل ہے۔ [مرتب]

اصلاح:-
شاد ہو جائے یہ ناشاد رسولِ عربی
میری ہر سانس ہے فریاد رسولِ عربی

۳۹. اصل شعر:-
عرش تک جائے نہ فریاد رسولِ عربی
آپ سن لیں میری روداد رسولِ عربی

اصلاح:-
غیر تک جائے نہ فریاد رسولِ عربی
آپ سن لیں میری روداد رسولِ عربی

۴۰. اصل شعر:-
مانتا ہوں بہ خدا آپ کا ارشاد جو ہے
ہے وہ اللہ کا ارشاد رسولِ عربی

اصلاح:-
قسم اللہ کی ارشاد جو ہے حضرتؐ کا
ہے وہ اللہ کا ارشاد رسولِ عربی

۴۱. اصل شعر:-
میرے سرکار میرا اتنا ہی معروضہ ہے
آپ سن لیں میری فریاد رسولِ عربی

توجیہہ:- نعت کے چوتھے شعر کا دوسرا مصرعہ بھی یہی ہے۔

۴۲. اصل شعر:-
داغِ دل داغِ جگر آپ کی اُلفت کے ثبوت
ہیں مرے پاس بھی اسناد رسولِ عربی

داغِ دل داغِ جگر آپ کی اُلفت کے لئے
اِصلاح :۔
ہیں میرے پاس یہ اسناد رسولِ عربی

آپ کے واسطے ایجاد ہوئی ہے دُنیا
۴۳۔ اصل شعر:
آپ ہیں عالمِ ایجاد رسولِ عربی

آپ کے واسطے ایجاد ہوئی ہے دُنیا
اصلاح :۔
آپ ہیں باعثِ ایجاد رسولِ عربی

بعد پنج وقتہ عبادت کے درود اور سلام
۴۴۔ اصل شعر:
ہیں یہی تو مرے اوراد رسولِ عربی
توجیہہ :۔ "جیم گر گیا"

ہم ہیں دُنیا کے تو دنیا کے بھی ہیں ہمہ قیود
۴۵۔ اصل شعر:
رُوح بھی تو نہیں آزاد رسولِ عربی
توجیہہ :۔ [ہم پہ ۔ اِملا] ؟

ابرو میں بَل ہی ڈال کے تیور چڑہا کے دیکھ
۴۶ اصل شعر:۔
بھرِ خُدا نظر تو ملا آنکھ اُٹھا کے دیکھ

ابرو میں بَل ہی ڈال کے تیور چڑھا کے دیکھ
اِصلاح :۔
بہرِ خُدا نگاہ مِلا آنکھ اُٹھا کے دیکھ
توجیہہ :۔ "چڑہا نہیں" "چڑھا" "بھر" نہیں "بہرِ" اور "نظر تو" کی بجائے "نگاہ"۔

میرے رگِ گلو پہ ہی زور آزما کے دیکھ
۴۷. اصل شعر:- جنجر چلا، چلا کے ٹھہر، پھر چلا کے دیکھ

میری رگِ گلو پہ ہی زور آزما کے دیکھ
اصلاح:- خنجر چلا، چلا کے ٹھہر، پھر چلا کے دیکھ
توجیہہ:- "میرے" نہیں میری۔ جنجر نہیں خنجر۔

وہم تعینات کے پردے اُٹھا کے دیکھ
۴۸. اصل شعر: جلوے دیکہائی دیتے ہیں ہر جا خُدا کے دیکھ

وہم و تعینات کے پردے اُٹھا کے دیکھ
اصلاح:- جلوے دکھائی دیتے ہیں ہر جا خُدا کے دیکھ
توجیہہ:- وہم تعینات میں واؤ عطف غائب ہے۔ دکھائی کا املاء؟

ڈرتے نہیں کسی سے کبھی بندگانِ عشق
۴۹. اصل شعر:- ہاں کر لے امتحان ذرا آزما کے دیکھ

ڈرتے نہیں کسی سے کبھی بندگانِ عشق
اصلاح:- کر امتحان، دیکھ اُنھیں آزما کے دیکھ
توجیہہ:- شعر میں زور پیدا کر دیا گیا ہے۔

آ جائیں گے خُدائی کے جلوے نگاہ میں
۵۰. اصل شعر:- ظُلمت کو اپنے دل سے ہٹا نور پا کے دیکھ

اصلاح :- بس جائیں گے خدائی کے جلوے نگاہ میں
ظلمت کو اپنے دیدہ و دل سے ہٹا کے دیکھ

۵۱ اصل شعر :- تو جس طرح سے دیکھتا ہے روز آئینہ
ہم سے بھی اِس طرح سے نگاہیں ملا کے دیکھ

اصلاح :- جس طرح دیکھتا ہے تو ہر روز آئینہ
ہم سے بھی اُس طرح کبھی نظریں ملا کے دیکھ

توجیہہ :- اس طرح سے، جس طرح سے، کس طرح سے، میں "سے" غلط اور متروک ہے۔

۵۲ اصل شعر :- ٹھوکر لگانے والے کی قدموں میں جان دے
عشقِ جنوں نوآز کی رفعت بڑھا کے دیکھ

اصلاح :- ٹھوکر لگانے والے کے قدموں میں جان دے
عشقِ جنوں نواز کی رفعت بڑھا کے دیکھ

توجیہہ :- "کی" نہیں "کے" نواز کے الف پر مد غلط۔

۵۳ اصل شعر :- آسان ہے بگاڑنے والے بگاڑنا
بگڑے ہوئے غریب کو اپنا بنا کے دیکھ

اصلاح :- آسان ہے بگاڑنے والے بگاڑنا
بگڑے ہوئے غریب کی بگڑی بنا کے دیکھ

احمد عدو سے اور بیاں کر رسوخ دوست

۵۴۔ اصل شعر: جلتے ہوئے کو اور بھی کچھ دن جلا کے دیکھ

نوٹ:۔ اس مقطع کے محاذی غفار احمد ماجد نے جو پہلے احمد تخلص کرتے تھے دریافت کرتے ہیں کہ اگر ماجد تخلص رکھا جائے تو؟ رائے استاد:۔ ماجد سے میں راضی ہوں خدا راضی۔[1]

۵۵۔ اصل شعر: بسے ہیں عشق محبت کے راز آنکھوں میں
اُدھر ہے ناز اِدھر ہے نیاز آنکھوں میں

اصلاح:۔ بسے ہیں حُسن و محبت کے راز آنکھوں میں
اُدھر ہے ناز اِدھر ہے نیاز آنکھوں میں

۵۶۔ اصل شعر: ادھر نگاہ پڑی دل ادھر اُچھلنے لگا
بڑا اثر ہے تری فتنہ ساز آنکھوں میں

اصلاح:۔ اُدھر نگاہ پڑی دل اِدھر تڑپنے لگا
بڑا اثر ہے تری فتنہ ساز آنکھوں میں

۵۷۔ اصل شعر: مرا خیال ہے اس میں بھی کوئی نکتہ ہے
جو خال ہے تری نکتہ نواز آنکھوں میں

توجیہ:۔ یہی نہیں بھی۔ تِل بے وفا کی آنکھ میں ہوتا ہے۔

[1] اس کے بعد غفار احمد نے ماجد تخلص اختیار کیا۔

۵۸. اصل شعر:
ہیں دیدنی مری آنکھوں کی مستیاں ماجد
بسا ہوا ہے کوئی مست ناز آنکھوں میں

اصلاح:
ہے دیدنی مری آنکھوں کا رنگ اے ماجد
بسا ہوا ہے کوئی مست ناز آنکھوں میں

۵۹. اصل شعر:
ہیں وہ بھی مجھ سے کچھ روٹھ ہوئی سی
فلک بھی آج کل نا مہرباں ہے

اصلاح:
ہیں وہ بھی مجھ سے کچھ روٹھے ہوئے سے
فلک بھی آج کل نا مہرباں ہے

توجیہہ:۔ روٹھ، ہوی، سی، کا اِملاء درست نہیں ہے

۶۰. اصل شعر:
ذرا سُننے سے پھلے سونچ لیجیے
دلِ پُر آرزو کی داستاں ہے

اصلاح:
ذرا سُننے سے پہلے سوچ لیجیے
دلِ پُر آرزو کی داستاں ہے

توجیہہ:۔ پھلے اور سونچ کا اِملاء ؟

۶۱. اصل شعر:
ارے وہ مجھپہ غصّہ کرنے والے
لگاوٹ بھی تو چہرہ سے عیاں ہے

ارے وہ مجھ پہ غصّہ کرنے والے

اِصلاح: لگاوٹ بھی تو چہرے سے عیاں ہے

توجیہہ: "مجھپہ" اور "سے" کا اِملاء؟

۶۲۔ اصل شعر: یزیدی ہاتھ پہ شبیر کرتے کس طرح بیعت
خلافت آپ کے گھر کی ہدایت آپکے گھر کی

اِصلاح:۔ یزیدی ہاتھ پہ شبیر بیعت کس طرح کرتے
ہدایت آپ کے گھر کی خلافت آپ کے گھر کی

توجیہہ:۔ لفظی تقدیم و تاخیر کو دُور کر دیا گیا ہے۔

۶۳۔ اصل شعر: لڑے ایسا کہ بس کُشتوں کے پشتے لگ گئے اُس جا
ہوئے زخمی شہادت ہوگئی پھر اُس دلاور کی

اِصلاح:۔ لڑے ایسا کہ بس کشتوں کے پشتے لگ گئے اُس جا
ہوئے زخمی شہادت ہوگئی پھر اُن دلاور کی

توجیہہ:۔ "اُس" کی بجائے "اُن"

۶۴۔ اصل شعر: اُدھر شبیر تک اس واقعے کی اِطلاع آئی
تو پلٹے راہ کوفہ سے نوازش کربلا پر کی

اِصلاح:۔ اِدھر شبیر تک اس حادثہ کی اِطلاع آئی
تو پلٹے راہ کوفہ سے نوازش کربلا پر کی

۶۵: اصل شعر: اُدہر ظالم بھی پہنچے لے کے اک لشکر کو
اُدہر وہ ان گنت تھے اور اِدہر گنتی بہتّر کی

اصلاح :- اُدھر ظالم بھی پہنچے لے کے اک انبوہ ساتھ اپنے
اُدھر وہ ان گنت تھے اور اِدھر گنتی بہتّر کی

۶۶: اصل شعر:- باخر مرحلے سب درمیاں کے ہو گئے پورے
نہ کی گمراہ بندوں نے اطاعت بندہ پرور کی

اصلاح :- بالآخر مرحلے سب درمیاں کے ہو گئے پورے
نہ کی گمراہ بندوں نے اطاعت بندہ پرور کی

توجیہہ :- بالآخر میں "لا" اور "نہ" چھوٹ گیا ہے۔

۶۷: اصل شعر:- اُٹھائی کس طرح سے حرملہ کے تیر کا صدمہ
مجبوّ جاں ہی کتنی بھلا معصوم اصغرؑ کی

اصل شعر: لگا جب حرملہ کا تیر اور ننھا سا دم نکلا
نگاہیں باپ کے چہرے پہ تھیں معصوم اصغرؑ کی

نوٹ :- دونوں شعروں کو براکٹ بنایا اور پہلا شعر ٹھیک ہے لکھ کر "بہلا" کو "بھلا" لکھا اور معصوم کو بے شیر سے بدل دیا۔

۶۸: اصل شعر: خدا ہی جانتا ہے اُس گھڑی شبیر کی حالت
اُٹھا کر لے چلے میدان سے جب لاش اکبرؑ کی

خُدا جانے جو ہوگی اُس گھڑی شبیر کی حالت

اِصلاح:۔ اُٹھا کر لے گئے میدان سے جب لاش اکبرؑ کی

توجیہہ:۔ پچھلے کا اِملاء؟

گو بہ ظاہر وہ کارگر نہ ہوئی!

۶۹۔ اصل شعر:۔ پر دُعا میری بے اثر نہ ہوئی!

گو بظاہر یہ کارگر نہ ہوئی!

اِصلاح:۔ پر دُعا میری بے اثر نہ ہوئی!

توجیہہ:۔ بہ ظاہر کا اِملاء؟

اُن کے در کا طفیل ہے سارا

۷۰۔ اِصل شعر:۔ خاک تک میری دربہ در نہ ہوئی

اُن کے در کا طفیل ہے سارا

اصلاح: خاک تک میری دربدر نہ ہوئی

توجیہہ:۔ دربہ در نہیں دربدر

کیا کروں تم تو مھربان نہیں

۷۱۔ اصل شعر:۔ موت بھی مھربان اگر نہ ہوئی

توجیہہ:۔ "مھربان" نہیں "مہربان"

قیدیٔ زُلف پر ارے توبہ

۷۲۔ اصل شعر:۔ ہوگئی شام تو سحر نہ ہوئی

اِصلاح:- قیدئ زُلف کی ارے تو یہ
ہو گئی شام تو سحر نہ ہوئی

۳۔ اصل شعر:- میری حالت کی کچھ خبر تم کو
جھوٹ کہتے ہو سر بہ سر نہ ہوئی

اِصلاح:- میری حالت کی کچھ خبر تم کو
جھُوٹ کہتے ہو سر بسر نہ ہوئی

توجیہہ:- "جھوٹ" اور سر بہ سر کا اِملاء؟

۴۔ اصل شعر:- سب ہوائی قلے ہوئے معدوم
بات کوئی بھی وقت پر نہ ہوئی

اِصلاح:- ہوئے قلعے ہوائی سب معدوم
بات کوئی بھی وقت پر نہ ہوئی

توجیہہ:- قلے نہیں "قلعے"

۵۔ اصل شعر:- کس نے کہائیں نہ گالیاں تیری
فاتحہ کس کے نام پہ نہ ہوئی

توجیہہ:- کہائیں نہیں کھائیں۔ فاتحہ اس معنیٰ میں؟

۶۔ اصل شعر:- بُت کی پُوجا نہیں کیا مالک
یہ خطا مجھ سے عُمر بھر نہ ہوئی

بُت کی پُوجا کبھی نہ کی مالک

اصلاح: یہ خطا مجھ سے عُمر بھر نہ ہوئی

توجیہہ: "پوجا کیا" نہیں "پوجا کی"

۷۷ پوچھتے کیا ہو ... حال مِرا

اصل شعر: میری صورت پہ ہے سوال مِرا

پوچھتے کیا ہو مجھ سے حال مِرا

اصلاح: میری صورت ہے خود سوال مِرا

توجیہہ: صورت سوال ہے "پہ" زائد۔

۷۸ اج کچھ کیچھ ہے جی بحال مِرا

اصل شعر: شائد آیا اُنہیں خیال مِرا

آج کچھ کچھ ہے جی بحال مِرا

اصلاح: آگیا ہے اُنھیں خیال مِرا

توجیہہ: مدکونسی مدمیں کھپا دیا گیا۔ (مدمحفوظ ہیں) کچھ کیچھ نہیں کچھ کچھ۔

۷۹ پوچھنے ا... ہیں وہ حال مِرا

اصل شعر: دِل ناداں ر... خیال مِرا

توجیہہ: پھر مد غائب۔

۸۰ دِل جلا کر یہ دل لگی کب تک

اصل شعر: رُخ تو پھیرو یہہ بیرُخی کب تک

دل جلانے کی دِ لگی کب تک

اِصلاح :- رُخ تو پھیرو یہ بے رُخی کب تک

توجیہہ :- دل لگی اور بیرخی کا اِملاء ؟

سُن رہا ہوں کہ آپ آئیں گے

۸۱ اصل شعر: یہ یہ تشریف آوری کب تک

توجیہہ :- [پر — [مگر]

عارضی ہے شباب کا عالم

۸۲ اصل شعر: چاند پھیلائے چاندنی کب تک

عارضی ہے شباب کا عالم

اصلاح : چاند کی ہے یہ روشنی کب تک

توجیہہ :- [چاند کی روشنی]

باغ کے پھول کِھل گئے اللہ

۸۳ اصل شعر: نہ کھِلیگی میری کلی کب تک

توجیہہ :- [میرے دل کی کلی ۔ نہ کہ میری کلی]

ہو گیا جو آپ کا خواجہ معین الدین حسن

۸۴ اصل شعر: اُس کا ہوتا ہے خُدا خواجہ معین الدین حسن

ہو چکا جو آپ کا خواجہ معین الدین حسن

اصلاح :- ہو چکا اُس کا خُدا خواجہ معین الدین حسن

۸۵۔ اصل شعر:
تری محفل میں مجھ پر وہ سکوتِ بے زبانی ہے
نفس کی آمد و شد ہی ثبوتِ زندگانی ہے

اِصلاح:۔
تری محفل میں مجھ پر وہ سکوتِ بے زبانی ہے
نفس کی آمد و شد پہ گمانِ زندگانی ہے

۸۶۔ اصل شعر:
رہے ہے پہلو میں دل زندہ تو لطفِ زندگانی ہے
جوانی تو جوانی ہے بڑھاپا بھی جوانی ہے

اِصلاح:۔
رہے ہے پہلو میں دل زندہ تو لطفِ زندگانی ہے
جوانی تو جوانی ایسی پیری بھی جوانی ہے

۸۷۔ اصل شعر:۔
نہ بن دُنیا میں دُنیا دار دُنیا دارِ فانی ہے
ہوائے دھر کی زد پر چراغِ زندگانی ہے

اِصلاح:۔
نہ بن دُنیا کا رکھوالی کہ دُنیا دار فانی ہے
ہوائے موت کی زد پر چراغِ زندگانی ہے

۸۸۔ اصل شعر:۔
ادھوری ہی سہی پر ... اب میری کہانی ہے
سحر ہوتی بُجھنے کو چراغِ زندگانی ہے

ادھوری ہی سہی آخر، مگر میری کہانی ہے

اِصلاح :- سحر ہوتی ہے بُجھنے کو چراغِ زندگانی ہے

توجیہہ :- بُجھنے نہیں بجھنے ۔ یہ مگر کے معنی میں متروک .

۸۹۔ اصل شعر :- کبھی کہاتا تھا کہانا آجکل تو اشک پیتا ہوں
کبھی بنتا تھا پانی خون اب تو خون پانی ہے

کبھی کھاتا تھا کھانا آجکل تو غم ہی کھاتا ہوں!

اِصلاح :- کبھی بنتا تھا پانی خون اب تو خون پانی ہے

توجیہہ :- کہاتا اور کہانا کا اِملاء صحیح نہیں۔

۹۰۔ اصل شعر :- نہیں رہتی ہے سب کو فکرِ فرداوسِ فردا
اَدھا دھن چلنے والوں کی اَدھا دُھن زندگانی ہے

توجیہہ :- [لفظ اندھا دُھند ہے]

۹۱۔ اصل شعر :- وہ بھی بدلے بدل گئی دُنیا
اِنقلابات ہیں زمانے کے

توجیہہ :- یہ چوری ہی نہیں سینہ زوری بھی ہے ۔

۹۲۔ اصل شعر :- آپ خود دیجیے سزا ہم کو
ہیں گنہگار آنکھ اُٹھانے کے

جیہہ :- [دیجی نہیں دیجئے دیجئے سزا ہم کو] ۔

۹۳۔ اصل شعر :- حیف در حیف رہ گئے وہ بھی
دل میں ارمان دل لگانے کے

توجیہہ :- دروغ گو را حافظہ نہ باشد ۔ [یہ مصرعہ مکرر کیسا ؟]

اب نہیں معلوم یہ بھی بے خود تاثیر کو
۹۴۔ اصل شعر: دیکھتا ہے آپ کو یا آپ کی تصویر کو

بیخودِ دیدار کو یہ بھی نہیں معلوم ہے
اصلاح:۔ دیکھتا ہے آپ کو یا آپ کی تصویر کو

توجیہہ:۔ ["بے خود تاثیر" کے الفاظ بے محل تھے]

پڑھ رہی ہم پہ رہ رہ کر زمانے کی نظر
۹۵۔ اصل شعر: اور شرمندہ ہوئے لے کر تری تصویر کو

اور پڑنے لگ گئی ہم پہ زمانے کی نظر
اصلاح:۔ خوب شرمندہ ہوئے لے کر تری تصویر کو

آپ کو چاہوں تو بے شک ہوں سزاوارِ سزا
۹۶۔ اصل شعر:۔ کیا خطا اس میں بھی ہے چاہوں اگر تصویر کو

آپ کو دیکھوں تو بے شک ہوں سزاوار سزا
اصلاح:۔ کیا خطا اس میں بھی ہے دیکھوں اگر تصویر کو

توجیہہ:۔ چاہوں کی بجائے دیکھوں کے لفظ سے شعر میں جان پیدا ہو گئی ہے۔

کج روؤں سے بھی ہوا ہے راست بازوں کو فروغ
۹۷۔ اصل شعر: رفعت پرواز بخشی ہے کماں نے تیر کو

اصلاح :- کج نہادوں سے ہوا ہے راست بازوں کو فروغ
رفعتِ پرواز بخشی ہے کماں نے تیر کو
یا
کج نہادوں سے بھی پایا راست بازوں نے فروغ

۹۸۔ اصل شعر: آہ کرنا ہے تو ماجدؔ اُس سے ہو جا روشناس
جو کہ رکھتا ہے اثر میں آہ کی تاثیر کو!

اصلاح :- آہ کرنا ہے تو ماجدؔ اُس سے ہو جا روشناس
جو رکھے اپنے اثر میں آہ کی تاثیر کو!

توجیہہ :- اپنے کا لفظ درکار تھا۔

۹۹۔ اصل شعر: مہرباں گر ساقیٔ میخانہ ہے
میرا شیشہ ہے مرا پیمانہ ہے

اصلاح :- مہرباں گر ساقیٔ مے خانہ ہے
میرا شیشہ ہے مرا پیمانہ ہے

توجیہہ :- (ویسے مئے خانہ زائد ہے)

۱۰۰۔ اصل شعر: لاکھ عاصی ہے گناہی ہے تو کیا
بندہ پرور آپ کا دیوانہ ہے!

اصلاح :- شعر خارج —— توجیہہ :- (گناہی اور عاصی کا فرق ؟)۔

۱۰۱ اصل شعر :- پھر بہار آئی گھٹا چھائی ہے پھر
پھر کھلے بندوں کھلا مےخانہ ہے

توجیہہ :- [کھلے بندوں مےخانے کی صفت ؟] بہار کا اِملاء ؟

۱۰۲ اصل شعر :- اِس کا اندازہ لگے تو کس طرح
جس کا ہر انداز معشوقانہ ہے

اصلاح :- اس کا اندازہ جو ہو تو کس طرح
جس کا ہر انداز معشوقانہ ہے

توجیہہ :- ممکن ہے یہ لگے کبھی آپ ہی کو بُرا لگے۔ [جو ہو]

۱۰۳ اصل شعر :- اللہ اللہ حُسن کی نیرنگیاں
سارا عالم آپ کا دیوانہ ہے

اصلاح :- اللہ اللہ حُسن کی نیرنگیاں
ایک عالم آپ کا دیوانہ ہے

توجیہہ :- حواس درست رکھ کر پہلے نقطے، مد، دے لینے کے بعد اپنے ہر شعر کی نثر کر لیجئے بعد میں مجھے دکھایئے۔ آجکل ملنے کا وقت صبح ۹ بجے یا دوپہر میں ۳ بجے۔ سیر گوئی کا شکریہ قبول ہو۔[1]

۱۰۴ اصل شعر :- اشک ریزی سے مری دُنیا کو خطرہ ہو گیا
جس طرف نظریں اُٹھیں دریا ہی دریا ہو گیا

[1] یہ غزل ۵۲ اشعار کی ہے۔

اصلاح:
اشک ریزی سے مری طوفاں بپا ہو گیا
جس طرف نظریں اٹھیں دریا ہی دریا ہو گیا

۱۰۵
اصل شعر:
عشق کو سمجھا تھا میں کیا اور وہ کیا ہو گیا
ہجر کا غم میرا رونا عمر بھر کا ہو گیا

اصلاح:
عشق کو سمجھا تھا میں کیا اور وہ کیا ہو گیا
آنکھ کا لڑنا تو رونا عمر بھر کا ہو گیا

۱۰۶
اصل شعر:
اُڑ گئے جیب و گریباں کے پرخچے دشت میں
سب محبت کا اثاثہ نذرِ صحرا ہو گیا

اصلاح:
دامن و جیب و گریباں کے پرخچے اُڑ گئے
سب محبت کا اثاثہ نذرِ صحرا ہو گیا

۱۰۷
اصل شعر:
کشتیٔ دل غم کے طوفاں سے شکستہ ہو گئی
آپ آتے ہی رہے اور غرق بیڑہ ہو گیا

اصلاح:
کشتیٔ دل غم سے ٹکرا کر شکستہ ہو گئی
آپ آتے ہی رہے اور غرق بیڑا ہو گیا

۱۰۸ اصل شعر:-
تو بقاتی میں فنائی پھر یہ کیسا رنگ ہے
تجھ سے میں اور مجھ میں تو کیسا تماشہ ہو گیا

اِصلاح:- [دوسرے مصرعے میں "کیسا" کی جگہ "اچھا" رکھیئے]

۱۰۹ اصل شعر:-
مجھ کو مٹی میں ملا کر وہ پریشاں ہو گئے
میرے دل کا دردِ اُن کے دل میں پیدا ہو گیا

اِصلاح:-
خاک میں مجھ کو مِلا کر خاک بھی پایا نہ چین
میرے دل کا دردِ اُن کے دِل میں پیدا ہو گیا

۱۱۰ اصل شعر:
مجھ پہ شائد ہنس رہا ہے پھر کوئی زخمِ جگر
پھر میرے اشکوں کی سرخی میں اضافہ ہو گیا

اِصلاح:-
ہو گیا ہے پھر ہرا شائد کوئی زخمِ جگر
پھر میرے اشکوں کی سرخی میں اِضافہ ہو گیا

۱۱۱ اصل شعر:-
میری بالیں پہ وہ آ کر صورتِ تصویر تھے
مجھ کو ساکت دیکھ کر اُن کو بھی سکتہ ہو گیا

اِصلاح:-
وہ مری بالیں پہ گویا صورتِ تصویر ہیں
مجھ کو ساکت دیکھ کر اُن کو بھی سکتہ ہو گیا

۱۱۲
اصل شعر:- چاہنے والے ترے پھرتے ہیں حالت ڈال کر
اور دُنیا یہ سمجھتی ہے کہ سودا ہو گیا

اِصلاح:- چاہنے والے ترے پھرتے ہیں خود سے بے خبر
اور دُنیا یہ سمجھتی ہے کہ سودا ہو گیا

۱۱۳
اصل شعر:- آشیاں پر میرے بجلی گر گئی تو کیا ہوا
کیا یہ کم ہے سارے گلشن میں اُجالا ہو گیا

اِصلاح:- کیا ہوا اگر برق نے پھونکا ہمارا آشیاں
ہاں ذرا سی دیر گلشن میں اُجالا ہو گیا

۱۱۴
اصل شعر:- لاج اُن کی ہاتھ میں تیرے ہے اے شانِ کرم
اب گنہگاروں کو رحمت پر بھروسہ ہو گیا

اصلاح:- اب ہے اُن کی لاج تیرے ہاتھ اے شانِ کرم
سب گنہگاروں کو رحمت پر بھروسہ ہو گیا

۱۱۵
اصل شعر:- نفس کے بندے جہادِ نفس کے قابل نہیں
آدمیت کیا رہے گی آدمی کا دل نہیں

اصلاح:- دوسرے مصرعے میں "رہے گی" کی جگہ "رہے جب" بنا لیجیے

۱۱۶
اصل شعر:-
جو کبھی آساں نہ ہو ایسی کوئی مشکل نہیں
ہمتِ مرداں سلامت سعیِ لا حاصل نہیں

اصلاح:-
جو کبھی آساں نہ ہو ایسی کوئی مشکل نہیں
ہمتِ مرداں پہ کوئی سعیِ لا حاصل نہیں

۱۱۷
اصل شعر:-
دل میں تم آتے تو ہو سکتے بطورِ دل نہیں
صرف مہماں بن کے آنے سے کوئی حاصل نہیں

اصلاح:-
میرے دل میں تم بطورِ آرزوئے دل نہیں
صرف مہماں بن کے آنے سے کوئی حاصل نہیں

۱۱۸
اصل شعر:-
چھیڑتا کیوں ہے تباہی کا رُباب اے ہمنشیں
حادثاتِ دہر سے پہلے ہی دل میں دل نہیں

اصلاح:-
چھیڑتا کیوں ہے تباہی کا فسانہ ہمنشیں
حادثاتِ دہر سے پہلے ہی دل میں دل نہیں

۱۱۹
اصل شعر:-
ظرف جتنا آدمی کا اُس کی اتنی بات ہے
وہ مقابل دل کے ہے اُن کے مقابل دل نہیں

جس کا جتنا ظرف ہے بس اُسکی اُتنی بات ہے
اِصلاح :- وہ مقابل دل کے ہیں اُن کے مقابل دل نہیں

۱۲۰ سر جھکے دُنیا کے قدموں پر تو مر جانا بھلا
اصل شعر :- ٹھوکریں کھا کھا کے جینے سے کوئی حاصل نہیں

اصلاح :- پہلے مصرعے میں "مر جانا بھلا" کی بجائے "مر ہی جائیے" رکھئے۔

۱۲۱ جس کی صورت سے تم کو نفرت ہے
اصل شعر :- اُس کے جینے کی کوئی صورت ہے

جس کی صورت سے تم کو نفرت ہے
اِصلاح :- اُس کے جینے کی "خاک" صورت ہے

۱۲۲ آئینہ ہے وہ سرو قامت ہے
اصل شعر :- ایک فتنہ ہے اک قیامت ہے

آئینہ ہے وہ سرو قامت ہے
اِصلاح :- یہ بھی اک منظرِ قیامت ہے

۱۲۳ زُلفِ پیچاں کے دام میں پھنس کر
اصل شعر :- حضرتِ دل کی وہ بُری گت ہے

اِصلاح :- زُلفِ پیچاں کے دام میں پھنس کر
حضرتِ دل کی کیا بُری گت ہے

۱۲۴
اصل شعر:- کام اُلٹے نہ کیوں کرے اِنساں
کیوں کہ اُلٹی ہی دل کی صورت ہے

اصلاح :- دل کی صورت اُلٹی نہیں۔ بڑباگل اُلٹی ہوتی ہے تو کیا آپ کہیں گے کہ بڑباگل کی صورت اُلٹی ہے؟

۱۲۵
اصل شعر:- کھود کر نہر کوہ کن بولا
کارِ انسان بہ قدرِ ہمت ہے

اِصلاح :- کوہ کن جوئے شیر لاکے رہا
کارِ انسان بہ قدرِ ہمت ہے

۱۲۶
اصل شعر:- اے طائرِ خیال نہ آیا تجھے خیال
نزدیک وہ تھے سوچ رہا تھا تو دُور کی

اِصلاح :- اے طائرِ خیال وہ نزدیک تھے ترے
پرواز خواہ مخواہ رہی تیری دُور کی

۱۲۷
اصل شعر:- وہ اور پھر چُھپے گی زمانے کی آنکھ سے
دیکھا ہوئی جو آنکھ ہے آنکھیں حضور کی

اِصلاح:- چھپنے گی کس طرح وہ زمانے کی آنکھ سے
دیکھی ہوئی جو آنکھ سے آنکھیں حضور کی

۱۲۸
اصل شعر:- ہیں شیخ جنّتی ہمیں جنّت بتاتے ہیں
آئی نہ ہوگی خواب میں بھی شکل حُور کی

اِصلاح:- یہ جنّتی ہمیں بھی بتاتا ہے سبز باغ
واعظ نے آپ دیکھی ہے کب شکل حُور کی

۱۲۹
اصل شعر:- اے کاش شیخ سے ہو کبھی اُن کا سامنا
پھر عمر بھر بھی یاد نہ آئے گی حُور کی!

اِصلاح:- ہوگا جناب شیخ کو گر اُس کا سامنا
پھر عمر بھر بھی یاد نہ آئے کی حُور کی

۱۳۰
اصل شعر:- وہ اسلئے ستاتے ہیں عشّاق کے قبور
ڈر ہے کریں گے لوگ پرستش قبور کی

اِصلاح:- پہلے مصرعے میں "عشاق کے" بجائے "عشاق کی" رکھئے۔

۱۳۱
اصل شعر:- منہ اندھیرے چوم لی بادِ سحر کلیوں کا منہ
باغباں سوتا رہا خونِ گلستان ہوگیا

پھول کھلتے ہی رہے گرتی رہی کلیوں پہ اوس
اِصلاح : باغباں سوتا رہا خونِ گلستاں ہو گیا

۱۳۲ چل چلا کر کشتیٔ اُمیدِ ساحل سے ملی
اصل شعر:- راہ میں سو بار میرے سر سے طوفان ہو گیا
اِصلاح :- اردو غلط ۔ شعر خارج

۱۳۳ حُسن والوں نے زمانے میں مسیحائی بھی کی
اصل شعر: اور اکثر حُسن ہی غارت گرِ جاں ہو گیا

حُسن نے اکثر زمانے میں مسیحائی بھی کی
اِصلاح :- اور اکثر حُسن ہی غارتِ گرِ جاں ہو گیا

۱۳۴ کیا انوکھا ہو گیا ماجد زمانے کا نظام
اصل شعر:- جس نے اُلٹی رائے دی وہ رائے رایاں ہو گیا

کیا کہوں ماجد کہ ہے اب اُن کی محفل کا یہ حال
اِصلاح :- جس نے اُلٹی رائے دی وہ رائے رایاں ہو گیا

۱۳۵ کیا نہیں تھا وہ صاحبِ دل تھے
اصل شعر:- حضرت زعمِ شیخ کا یل

تھے سبھی کچھ وہ صاحبِ دل تھے

اصلاح:- حضرت زعیم شیخ کامل تھے

۱۳۶
اصل شعر:-
بعد مردن چراغِ منزل ہیں
زندگی میں چراغِ محفل تھے

اصلاح:-
بعد مُردن چراغِ قبر ہیں ہم
زندگی میں چراغِ محفل تھے

۱۳۷
اصل شعر:-
کشتیٔ دل کو غرق ہونا تھا
یوں تو دریا کے لاکھ ساحل تھے

اصلاح:-
کشتیٔ دل کو غرق ہونا تھا
گرچہ دریا کے لاکھ ساحل تھے

۱۳۸
اصل شعر:-
کیوں بھلا ہم نہ بنتے پروانے
جب کہ خود آپ شمع محفل تھے

اصلاح:-
ہم بھلا کیوں نہ بنتے پروانہ
جب کہ خود آپ شمعِ محفل تھے

۱۳۹ مَر کے بھی گردِ راہ بن کے رہے

اصل شعر:- تیرے دروازے کے جو سائل تھے

مَر کے بھی گردِ آستانہ بنے

اصلاح:- تیرے دروازے کے جو سائل تھے

۱۴۰ آئینہ دیکھتے ہیں رہ رہ کر

اصل شعر:- کھینچ رہی ہے شباب کی تصویر

آئینہ دیکھتے ہیں غور سے وہ

اصلاح:- کھِنچ رہی ہے شباب کی تصویر

۱۴۱ اپنے دل میں چھُپا کے رکھا ہوں

اصل شعر:- ایک عصمت مآب کی تصویر

اپنے دِل میں چھُپا کے رکھی ہے

اصلاح: ایک عصمت مآب کی تصویر

۱۴۲ طبیعت مری وحشیانہ نہیں ہے

اصل شعر: خرد ہے مگر فی زمانہ نہیں ہے

طبیعت مری وحشیانہ نہیں ہے

اِصلاح:- خِرد ہے خِرد کا زمانہ نہیں ہے

۱۴۳ نہ ہو سرفرازی تو اے میرے مالک

اصل شعر:- یہ سر قابلِ آستانہ نہیں ہے

نہ ہو سرفرازی جو تیری تو یارب

اِصلاح:- یہ سر قابلِ آستانہ نہیں ہے

۱۴۴ یہ سب آپ کے سنگِ در کا ہے صدقہ

اصل شعر: جو سر زیر بارِ سرہانہ نہیں ہے

اِصلاح:- [سرہانا] یعنی [بالیں] [ف] سرہانہ اُردو ہے. فارسی اضافت کے ساتھ غلط لہٰذا شعر خارج

۱۴۵ الگ عام لوگوں سے ہیں تیرے وحشی

اصل شعر:- کہ یہ چال ہی عامیانہ نہیں ہے

اِصلاح:- دوسرے مصرعے میں "چال" کی بجائے "شان" رکھیے۔

۱۴۶ نہ سوچا یہاں ٹانگ پھیلا کے ماجد

اصل شعر:- یہ دُنیا ہے دیوان خانہ نہیں ہے

نہ سوچا یہاں پاؤں پھیلا کے ماجد

اِصلاح:- یہ دنیا ہے دیوان خانہ نہیں ہے

۱۴۷ کیا وصف مجھ سے ہوسکے پیرانِ پیر کا
اصل شعر:- جس کو لقب ملا ہے سراجِ منیر کا
اِصلاح:- (حوالہ ؟)

۱۴۸ مارا ہوا ہوں میں نگہہ دستگیر کا
اصل شعر:- سوکر بھی جاگتا ہے نصیبہ فقیر کا
اِصلاح:- نصیبہ کی جگہ "مقدر" رکھیئے

۱۴۹ فقراء کو اُس فقیر کی قسمت پہ رشک ہے
اصل شعر: دامن ہے جس کے ہاتھ میں پیرانِ پیر کا

شاہوں کو اُس فقیر کی قسمت پہ رشک ہے
اِصلاح: دامن ہے جس کے ہاتھ میں پیرانِ پیر کا
توجیہہ:- لفظ "فُقرا" نہیں بلکہ "فقرا" ہے

۱۵۰ مجھ سا گنہگار بھی روشن ضمیر ہو
اصل شعر: سایہ اگر پڑے ترے روشن ضمیر کا

مجھ سا سیہ ضمیر بھی روشن ضمیر ہو
اِصلاح: سایہ اگر پڑے ترے روشن ضمیر کا

۱۵۱ اُس کو عزیز رکھتے ہیں دُنیا کے سارے پیر
اصل شعر: الطاف جس پہ ہوگیا پیرانِ پیر کا

اُس کو عزیز رکھتے ہیں دُنیا کے سارے پیر
اِصلاح :۔ جس پر کرم ہوا ہے پیرانِ پیر کا

۱۵۲ جُستجوئے حیات لا حاصل!
اصل شعر:۔ موت آئی تو سب برابر ہے

جُست وجوئے حیات لا حاصل
اِصلاح : موت آنے کا دن مقرّر ہے

۱۵۳ دیکھئے میری اشک بار آنکھیں
اصل شعر:۔ غم کے طوفاں کا خاص منظر ہے

یہ میری اشک بار آنکھوں ہیں!
اِصلاح :۔ غم کے طوفاں کا خاص منظر ہے

۱۵۴ اپنے دل کو بچائے رکھتا ہوں
اصل شعر:۔ تیری ترچھی نگاہ کا ڈر ہے
اصلاح، دوسرے مصرے میں ترچھی کی جگہ "کافر" رکھئیے۔

۱۵۵ ذہن سمائی ہوئی ہے سجدوں کی
اصل شعر:۔ جُھکنے والا کہیں میرا سر ہے

دُھن سمائی ہوئی ہے سجدوں کی

اِصلاح :- جُھکنے والا کہیں میرا سر ہے

توجیہ:- ["جھک نے" اِملاء - [جھکنے] واہ رے "نے"]

۱۵۶ یہ دل آئینہ خانہ ہے رسول اللہ کی صورت کا

اصل شعر:- وثیقہ بحرِ بخشش لے چلا ہوں کس قیامت کا

اِصلاح :- "بحر" کا اِملاء - ؟ "بہر"

۱۵۷ گنہگاران اُمت پہ کُھلا ہے باب رحمت کا

اصل شعر رسول اللہ کی معراج زینہ ہے شفاعت کا

گنہگارانِ اُمت پر کھلا دروازہ رحمت کا

اِصلاح :- رسول اللہ کی معراج زینہ ہے شفاعت کا

۱۵۸ جو اُس کو دیکھتا ہے تو بنے بندہ محبّت کا

اصل شعر یہی ارشاد ہے مجھ سے مرے پیرِ طریقت کا

خُدا کو دیکھنا ہے تو بنے بندہ محبت کا

اِصلاح :- یہی ارشاد ہے مجھ سے مرے پیرِ طریقت کا

۱۵۹ رسول اللہ کی رویت خُدا کو دیکھ لینا ہے

اصل شعر ہوا اک کام اور دو کاج کا مصداق رویت !

رسول اللہ کا دیدار ہے گویا لقائے حق

اِصلاح :- ہوا اک کام اور دو کاج کا مصداق رویت کا

۱۶۰
اصل شعر:- وہ اب حُسنِ مجسم ہو رہا ہے
فدائی ایک عالم ہو رہا ہے

فدائی ایک عالم ہو رہا ہے
اِصلاح :- اب اُن کا اور عالم ہو رہا ہے

توجیہہ :- دونوں "عالم" الگ الگ معنیٰ ہیں

۱۶۱
اصل شعر: وقت آخر وہ بھی نگاہوں سے ڈھل گئے
رکھے تھے چند اشک ندامت شعار نے

وقتِ آخر ڈھل گئے وہ چار اشک بھی
اِصلاح :- رکھے تھے جو تمہارے ندامت شعار نے

۱۶۲
اصل شعر:- ترکِ اُمید کرتے ہی پھر بن گئی اُمید
پھر باندھ لی کمر دلِ اُمیدوار نے

ترکِ اُمید کرتے ہی ایسی بندھی اُمید
اِصلاح :- پایا تجھے۔ مرے دلِ اُمیدوار نے

توجیہہ :- دو "پھر" سہوِ املاء ۹

۱۶۳ میخوار شیخ جی کے مخالف ہوئے تو کیا
اصل شعر:- آتے نہیں ہیں شیخ تو شیخی بگھارنے
اِصلاح:- ایسے قوافی اب مُبتذل گنے جاتے ہیں۔

۱۶۴ آنکھیں عطا ہوئیں ترے دیدار کے لئے
اصل شعر:- اور دل دیا گیا تجھے دل میں اُتارنے

آنکھیں عطا ہوئیں ترے دیدار کے لئے
اِصلاح:- دل کیوں دیا گیا؟ تجھے دل میں اُتارنے

۱۶۵ دَورِ خزاں کے نقش ہٹانے کے واسطے
اصل شعر: پھر آئے گی بہار چمن کو سنوارنے

ہے۔ اے مہاجرینِ چمن! چار دن خزاں
اِصلاح:- آتی ہے پھر بہار چمن کو نکھارنے
توجیہہ:- سنوارنے (یا) نکھارنے؟

۱۶۶ دُنیا سے رازِ عشق چُھپانے کے واسطے
اصل شعر: دیوانہ کر دیا مجھے اُس ہوشیار نے

پیرِ مُغاں کا عام کرم خاص ہو گیا
اِصلاح:- بے ہوش کر دیا جو مجھے ہوشیار نے

۱۶۷ دُنیا کی قحط سالی سے جینا محال ہے

اصل شعر:- مشکل ہے زندگانی کے اب دن گزارنے

آمد قلیل وخرچ کثیر وزمانِ قحط

اِصلاح :- مشکل ہیں زندگانی کے اب دن گزارنے

توجیہہ :- "ہیں" [واحد اور جمع کی پہچان بھی جاتی رہی؟]

۱۶۸ بندے میرے نہ ڈر کہ میں تجھ سے قریب ہوں

اصل شعر:- دی ہے یہی صدا میرے پروردگار نے

اِصلاح :- دونوں مصرعے قلم زد

توجیہہ :- چھوڑ بھی دیجئے۔ چوتھا مکرر قافیہ ہے۔

کسی سے التجا تک اے صفی کرنی نہیں پڑتی
مجھے دیتا ہے گھر بیٹھے مرا روزی رساں کیا کیا

ایک خوراک صفی ضعف میں ہے اے ساقی
یہ جو شیشوں میں ہے سب اس کو دوا کہتے ہیں

(صفی)

مُسلّم ــــ غلام محبوب خان

تاریخ پیدائش ۲۲ رجب ۱۳۳۱ھ تاریخ وفات ۱۰ رمئی ۱۹۹۱ء تعلیم مڈل کامیاب

نام غلام محبوب خان۔ تخلص مُسلّم، ۲۲ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ بروز جمعہ حاجی یٰسین خان کے گھر پیدا ہوئے۔ جناب مسلم حضرت صفی کی شاگردی میں صرف تین سال رہے لیکن بقول ان کے روزآنہ ۸ تا ۱۰ گھنٹے حضوری کا شرف حاصل رہا۔ اگر ہم اس کا تجزیہ کریں تو یہ تین سال کی مُدت تیس سال سے کم نہیں۔ اگر کسی میں اکتسابی صلاحتیں ہوں تو اِتنی مُدت اس کے لیے کافی ہوتی ہے حضرت مُسلّم نے اس عرصہ کو غنیمت جانا اور علم وفن کا سبق سیکھا خود اعتمادی ان کی شاعری اور شخصیت میں نمایاں طور پہ نظر آتی ہے۔۔۔۔ پُرگو ہونے کے باوجود ان کا کلام شائع نہ ہو سکا۔ ۱۰ رمئی ۱۹۹۱ء کو انتقال کیا۔

۱۔ اصل شعر:

جیب و دامن تو جب سیئے ہوتے
ہوش میں اپنے آ ـــ ہوتے

اصلاح:

دامن و جیب کو سیئے ہوتے
ہوش میں ہم تو آ لیے ہوتے

توجیہہ: ضمیر (ہم تو)

۲۔ اصل شعر:

چاند کے پہ چاند کے گرد یئے ہوتے
لُطف جی بھر کے لے لئے ہوتے

اصلاح:

داغ پر داغ گر دیئے ہوتے
آپ بھی لطف لے لئے ہوتے

۳. اصل شعر:

اِتنا معروضہ دل کا ہے یارب
جتنی ہمت دی غم دیئے ہوتے

اصلاح:-

یا خدا جتنی میری ہمت تھی
غم بھی اُتنے مجھے دیئے ہوتے

۴. اصل شعر:

دل کی مٹّی تباہ کیوں ہوتی
تم جو اپنا بنا لئے ہوتے

اصلاح:-

دل کی مٹّی تباہ کیوں ہوتی
کام اپنا بنا لئے ہوتے

۵. اصل شعر:

اتنا وحشی نہ ہوتا وحشت سے
دل کو گیسو جکڑ لئے ہوتے

اصلاح:-

اتنا وحشی نہ ہوتا وحشت سے
سیکڑوں دل جکڑ لئے ہوتے

۶۔ اصل شعر:

ہاتھ کیوں کٹتے نامہ بر تیرے
پاؤں گر اُن کے پڑ لئے ہوتے

اصلاح:

نامہ بر تیرے ہاتھ کیوں کٹتے
پاؤں گر اُن کے پڑ لئے ہوتے

۷۔ اصل شعر:

رو کے کہنا کسی کا لاشے پر
ہم مَرے ہوتے تم جئے ہوتے

اصلاح:

لاش پر میری اُس نے رو کے کہا
ہم مَرے ہوتے تم جئے ہوتے

۸۔ اصل شعر:

تنہا جینے میں کیا مزہ مُسلم
دِل دیئے جان بھی دیئے ہوتے

اصلاح:

غم سے چھُٹنے کو حضرتِ مُسلم
جان ہی دے کے چل دیئے ہوتے

۹۔ اصل شعر:

سُناؤں تمہیں کیا بیانِ محبّت
مرا سر ہے اور آستانِ محبّت

تمہیں کیا سُناؤں بیانِ محبّت

اصلاح :۔
مرا سر ہے اور آستانِ محبّت

توجیہہ: پہلے مصرعے میں تعقیدِ لفظی تھی دُور کردی گئی۔

۱۰۔ اصل شعر:
سُنائیں کیسے ماجرائے شبِ غم
بتائیں کیسے رازدانِ محبّت

توجیہہ :۔ "سناؤں" سُنائیں اور بتائیں میں فاعل کا اظہار نہیں ہورہا ہے۔ سناؤں اور بتاؤں میں فاعل خودبخود واضح ہے۔

۱۱۔ اصل شعر:
صفت ہے تری دین و ایمان کی خواہاں
تری ذات رُوحِ روانِ محبّت

اصلاح :
تری ہر صفت دین و ایمان کی خواہاں
تری ذات رُوحِ روانِ محبّت

۱۲۔ اصل شعر:
تپش حُسن کی تم پتنگے سے پوچھو
سُنو شمع سے داستانِ محبّت

اصلاح:
لگی حُسن کی تم پتنگے سے پوچھو
سُنو شمع سے داستانِ محبّت

۱۳۔ اصل شعر:
دینا ہے جو بھی دے دے سخی نام ہے تیرا
آیا ہوں بارگاہِ فلک اشتباہ میں

لایا ہوں آرزوئیں پہاڑی شریف پر

اِصلاح: آیا ہوں بارگاہ ولایت پناہ میں

۱۴۔اصل شعر:
اے بے کسیٔ عشق تو رکھ میری شرمُ لاج
مارا ہوا ہوں میں نگہہ شرمسار کا

اصلاح:
قاتل کا نام لیتے ہوئے شرم کیوں نہ آئے
مارا ہوا ہوں میں نگہہ شرمسار کا

توجیہہ:۔ شرم فارسی اور لاج اُردو۔ دونوں میں واؤ (و) فارسی عطف کا!؟

۱۵۔اصل شعر:
عارضِ جاناں پہ زُلفِ عنبریں لہرا گئی
یا سحر کے ساتھ میری شامِ غم بھی آ گئی

اِصلاح:
روئے روشن پر تری زلف سیہ لہرا گئی
یا سحر کے ساتھ میری شامِ غم بھی آ گئی

توجیہہ:۔ لفظ "عنبری" نہیں "عنبریں" ہے اور اُس میں۔ ی۔ ں (یں) حرف نسبت ہے۔ جیسا نمک سے نمکین۔ زُلف کو عنبریں سیاہی کے اعتبار سے نہیں بلکہ خوشبو سے کہا کرتے ہیں اور یہاں "شامِ غم" سے مثال مقصود ہے اس لئے عنبریں سے سیاہ بہتر ہے۔

۱۶۔اصل شعر:
مشوروں پر عدو کے عامل تھے
دُشمنِ عاشقانِ کامل تھے

وہ کہے پر عدو کے عائل تھے

اِصلاح:- دشمنِ عاشقاں کا یل تھے

توجیہہ:- عائل کا لفظ کسی نہ کسی ضمیر کو چاہتا ہے۔

۱۷۔ اصل شعر: لاکھ نالوں سے فائدہ اے دِل
ایک ہی نکلے کام کا نکلے

اصلاح: لاکھ نالوں سے فائدہ اے دِل
ایک بس ہے جو کام کا نکلے

توجیہہ:- لاکھ عدو اور معدود دونوں کا جمع ہونا ضروری نہیں۔ جیسے وہاں ہزار ہا آدمی تھا یا اُن کو لاکھ روپیوں کی ضرورت ہے۔

۱۸۔ اصل شعر: مَیں اُس کو پا رہا ہوں اپنے گھر میں
یہ بیداری ہے یا خواب گراں ہے

اِصلاح: نہیں غفلت سے خالی اہلِ دُنیا
یہ بیداری ہے یا خواب گراں ہے

۱۹۔ اصل شعر: ہے دل میں جاگزیں اک یاد تیری
ترا ہی نام اب وردِ زباں ہے

تری ہی یاد ہے خاطر نشیں اب
اِصلاح: ترا ہی نام اب وردِ زبان ہے

۲۰. اصل شعر: سِتم کے شِکوہ پر اُس نے یہ پوچھا
محبّت میں عداوت کا گماں ہے

اِصلاح: کیا شِکوہ تو اُس نے مجھ سے پوچھا
تمہیں ہم سے عداوت کا گماں ہے

۲۱. اصل شعر: تجھے دُنیا کہے گی کیسے مُسلم
جو دل کو اپنے بُت خانہ بنا دے

اِصلاح: تجھے مُسلِم کہے گا کون مُسلم
جو اپنے دل کو بُت خانہ بنا دے

۲۲. اصل شعر: خیرات لے کے کر دیا آجر ثواب کا
کِتنا کرم گدا نے کیا بادشاہ کا

اصلاح: خیرات لے کے مستحقِ اجر کر دیا
کیسا کرم گدا نے کیا بادشاہ کا

مظہر ــــ نواب محمد مظہر الدین خان [آسمان جاہی]

تاریخ پیدائش: ۱۹ر جون ۱۹۱۸ء

نواب محمد مظہر الدین خان، امیر پائیگاہ نواب معین الدولہ بہادر کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ۱۹ر جون ۱۹۱۸ء حیدرآباد میں تولد ہوئے۔ ابتداً مدرسۂ عالیہ اور اس کے بعد علی گڈھ، جاگیردار کالج اور بھر سینٹ جارج گرامر اسکول میں سنیئر کیمبرج تک تعلیم پائی۔ نواب صاحب نے اعلیٰ حضرت حضور نظام آصف سابع کے فرمان کی تعمیل میں اورنگ آباد میں ریونیو ٹریننگ کے کورس کی تکمیل کی۔ لیکن پولیس ایکشن ۴۸ ۱۹ء میں حیدرآباد واپس آگئے۔ اللہ نے سب کچھ دے رکھا تھا۔ کہیں ملازمت نہیں کی۔

شاعری کا شوق بچپن سے ہے۔ آپ کے عالی قدر والد محترم نواب معین الدولہ بہادر خود غزل کے خوش فکر شاعر تھے اور معین تخلص تھا اس لئے ماحول شاعرانہ ملا۔ جب استادِ سخن صفی اورنگ آبادی، نواب معین الدولہ کے دربار سے وابستہ ہوئے تو والد محترم کے حکم کی تعمیل میں ان سے کلام پر اصلاح لینے لگے۔ جناب صفی تقریباً روزانہ آپ کے بنگلہ نارائن پور ہوز [اے سی گارڈز] بہ بنائے خلوص تشریف لیجاتے تھے اور نواب صاحب بھی اپنے استاد کے حفظ و مراتب اور قدر و منزلت میں کوئی کمی نہ کرتے۔ اس زمانہ میں نارائن پور ہوز میں نواب صاحب جن عظیم الشان طرحی مشاعروں کا اہتمام ہر ماہ کرتے تھے وہ دکن کی روایات و تہذیب کے مثالی یادگار نمونہ ہوتے تھے۔ ان مشاعروں میں دکن کے معروف شاعروں کے

علاوہ جناب صفی اور ان کے تمام شاگرد بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیتے تھے۔

نواب مظہر الدین خان کو غزل گوئی سے خاص لگاؤ ہے اور اس میں آپ کا ایک منفرد رنگ ہے۔ نُدرت خیال، دل آویز لب و لہجہ اور زبان کا رچاؤ کلام کی نُمایاں خصُوصیات ہیں۔ آپ کے کلام پر جناب صفی کے اصلاحات کی بیاض دست بُردِ زمانہ سے گُم ہوگئی۔ نواب صاحب نے اپنے دو شعر سنائے جن پر جناب صفی نے اصلاح فرمائی تھی۔ جناب صفی کی اصلاح کے یہ دو شعر یقیناً ادب کا قیمتی اثاثہ ہیں جن کے عطا کرنے پر ہم نواب صاحب کے شکر گزار ہیں:

اصل شعر:

جیسے وہ جانتے نہیں ہم کو
اس طرح سے سلام لیتے ہیں

اِصلاح:

جیسے وہ جانتے نہیں ہم کو
اس ادا سے سلام لیتے ہیں

توجیہہ:- طرح کے ساتھ "سے" کا استعمال دُرست نہیں۔

بہرِ مذاقِ عام حقیقت میں اے صفی
تھوڑی سی چاشنی بھی دیا کر مجاز میں

ہر ایک کو حاصل ہے صفی حقِ تصرف
دنیائے تخیل نہیں جاگیر کسی کی!

(صفی)

نعیم ـــــ الحاج غلام عبدالقادر

تاریخ پیدائش: ۱۳؍اپریل ۱۹۲۰ء ⋆ تعلیم بی اے [عثمانیہ]

پورا نام غلام عبدالقادر ہے اور تخلص نعیم۔ دُنیائے ادب اور احباب میں قادر نعیم قلمی نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ ۱۳؍اپریل ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ جناب قادر نعیم کی ابتدائی تعلیم دارالعلوم ہائی اسکول [کالی کمان] میں ہوئی۔ میٹرک کے بعد انٹر اور پھر جامعہ عثمانیہ سے بی اے کیا۔ ناسازگار حالات کے باعث مزید سلسلۂ تعلیم جاری نہ رکھ سکے اور محکمہ معتمدی رسد میں ملازمت اختیار کرلی۔ بحیثیت سکشن آفیسر ۱۹۷۶ء میں سکریٹریٹ سے وظیفہ حُسن خدمت پر سبکدوش ہوئے۔

شاعری میں پہلے حضرت مفتی سید اشرف علی اشرف سے اور بعد حضرت صفی مرحوم سے تلمذ حاصل رہا۔ جناب نعیم حضرت صفی کے دورِ آخر کے حلقۂ تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں جناب قادر نعیم کے کلام میں غم دوران کے ساتھ ساتھ عصری کرب موجود ہے۔ موصوف کے کلام پہ حضرت اشرف اور حضرت صفی کے کلام کا اثر نظر نہیں آتا بلکہ ان سے جدا ان کا اپنا الگ رنگ ہے۔

۱۔ اصل شعر:-

یہ سب فیض ہے آپ کے دست و پا کا
حِنا خود بہ خود رنگ لائے تو جانوں

اِصلاح:-

یہ سب حُسن ہے آپ کے دست و پا کا
حِنا خود بہ خود رنگ لائے تو جانوں

۲. اصل شعر:

نا ممکن کو ممکن کرنا
اُن کے لیے دشوار نہیں ہے

اصلاح:

نا ممکن کو ممکن کرنا
اُس کے لیے دشوار نہیں ہے

۳. اصل شعر:

جاگ رہا ہوں یاد میں اُن کی!
قسمت ہی بیدار نہیں ہے

اصلاح:

جاگ رہا ہوں یاد میں اُن کی
قسمت کیوں بیدار نہیں ہے

۴. اصل شعر:

پہلی سی دنیا ہے لیکن
پہلی سی رفتار نہیں ہے

اصلاح:

دنیا ہے۔ دنیا کی لیکن
پہلی سی رفتار نہیں ہے

۵. اصل شعر:

واہ ری محفل اُن کی جس میں
صرف نعیم زار نہیں ہے

اصلاح:

آپ کی محفل واہ ری محفل
صرف نعیم زار نہیں ہے

۶. اصل شعر:- حالت دیکھو حال نہ پوچھو
قابلِ اظہار نہیں ہے

توجیہہ :- قافیے ۔ [کیا ابھی تک سرم خوردہ . . . .]
نوٹ : ہیر ہمیشہ آدھی ے (ی) سے لکھا کرو۔

صفی کے اشعار

قدر کرتا ہوں اپنی آپ صفی
ہائے مجھ کو بھی کیا زمانہ ملا

ہند میں ہے مرے اشعار کی تعریف صفی
واہ وا ئیں تو وطن میں ہوں مقدر باہر

اے صفی شعر و سخن کی کوئی تخصیص نہیں
ہم تو جس مشرب و ملت میں رہے میر رہے

ایسی ڈائن سے کیا بچو گے صفی
موت باسٹھ ۶۲ برس سے تاک میں ہے

(صفی)

وقار ــــ الحاج محمد وقارالدین صدیقی

تاریخ پیدائش: ۳؍جنوری ۱۹۲۵ء تعلیم یم اے ایل ایل بی بی ایڈ

نام محمد وقار الدین صدیقی تخلص وقار ۳؍جنوری ۱۹۲۵ء کو جناب محمد انوار الدین صدیقی کے گھر محلہ نیا مسباغ بیادر گھاٹ حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ انھیں پیر طریقت مولانا عبدالقدیر صدیقی حسرت بحرالعلوم کے حقیقی نواسے ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یم اے۔ ایل ایل بی اور بی ایڈ کی تعلیم حاصل کی اور گورنمنٹ سٹی کالج میں اپنے علم کے بحر بیکراں سے تشنگان علم و ادب کی پیاس بجھاتے رہے اور بہ حیثیت لکچرر وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے۔

حضرت مولانا حسرت کے نواسے ہونے کے باعث شاعری کا ماحول بچپن ہی سے ملا۔ علمی و ادبی گھرانے سے تعلق ہونے کے باعث شعر فہمی اور شعرگوئی مسئلہ نہیں بنی۔ حضرت صفی اورنگ آبادی کے مشورہ پر اُن کے تلامذ میں شامل ہوگئے۔ بہ حیثیت شاعر جتنی علم و ادب کی خدمت کی اس سے کہیں زیادہ مفسر قرآن کی حیثیت سے علم دین کی خدمت فرمائی۔ حضرت وقارالدین صدیقی وقار صاحب کے کلام میں فصاحت اور بلاغت بدرجۂ اتم موجود ہے۔ تصوف کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔

۱۔ اصل شعر:

ششش جہت سے تری آواز مجھے آتی ہے
کتنی راہوں سے بہ اک وقت گزرنا ہے مجھے

ششش جہت سے تری آواز چلی آتی ہے

اِصلاح:

کتنی راہوں سے بہ اک وقت گزرنا ہے مجھے

توجیہہ:۔ پہلے مصرعے میں مجھے کی بجائے چلی کا لفظ درست ہے۔

۲. اصل شعر:

یہ نہ پوچھو کیا دیکھا یہ نہ <u>پوچھو</u> کیا پایا
میری خود فراموشی حاصلِ نظارہ ہے

اصلاح:

یہ نہ پوچھو کیا دیکھا یہ نہ <u>دیکھو</u> کیا پایا
میری خود فراموشی حاصلِ نظارہ ہے

توجیہہ: پہلے مصرعے میں دوسرے "پوچھو" کو دیکھو سے بدل دیا گیا ہے جس سے پوچھو کی تکرار کی گرانی دفع ہوئی نیز "حاصل" پوچھنے سے زیادہ غور و تامل کی چیز ہے۔

۳. اصل شعر:

تھی گو نا انکساری اور اُسے ہم بندگی سمجھے
نہ سمجھی بندگی ہی جب خُدائی کیا کوئی سمجھے

اصلاح:

تھی گو نا انکساری اور اُسے ہم بندگی سمجھے
نہ سمجھی بندگی ہی جب خدائی کیا کوئی سمجھے

توجیہہ:۔ وقار صاحب فرماتے ہیں یہ غزل دکھا کر جب میں لوٹا تو کچھ ہی دیر میں برادرم جناب سیّد نظیر علی صاحب عدیلؔ استاد محترم کی لکھی ہوئی چٹھی لے آئے لکھا تھا۔ "انکساری میری ہو یا آپ کی بہر طور غلط "انکسار" خود ہی مصدر ہے اس پر یائے مصدری نادرست ہے" اس انتباہ کے بعد میں نے مصرعہ بدل کر مطلع اس طرح لکھ دیا۔

خُدا سے خاکساری تھی جسے ہم بندگی سمجھے
نہ سمجھی بندگی ہی جب خُدائی <u>کیا</u> کوئی سمجھے

حضرت صفیؒ اورنگ آبادی
کی
خود اپنے کلام پر اصلاحیں[1]

۲: اصل شعر:
چین کھویا رنج پایا دل گیا
آپ سے مل کر ہمیں کیا مل گیا

اصلاح:-
چین کھویا جان دے دی دل گیا
آپ سے مل کر ہمیں کیا مل گیا

۳: اصل شعر:-
فرقت میں کچھ سکون دل و جاں نہ ہو سکا
مرنا تو ہو سکا مگر آساں نہ ہو سکا

اصلاح:-
فرقت میں کچھ سکون دل و جاں نہ ہو سکا
مشکل تو ہو سکا مگر آساں نہ ہو سکا

۴: اصل شعر:
ہوا تو نہیں ہے تو اے نامہ بر
ابھی کی ابھی میں گیا آ گیا

[1] خود نوشتہ دیوان حضرت صفیؒ شائع شدہ روزنامہ "منصف" ۸ر جولائی ۹۰ء از انوار الدین خان

اصلاح:- کوئی جھوٹ کی حد بھی ہے نامہ بر
ابھی کی ابھی میں گیا آ گیا

۵: اصل شعر:- اپنا دیوان چھاپتے ہیں صفی
آج کل کر رہے ہیں کام بہت

اصلاح:- شعر کہنے پہ ہیں صفی مجبور
آج کل کر رہے ہیں کام بہت

۶: اصل شعر:- اس کے عشاق تو پل بھر میں جھگڑ لیتے ہیں
ایک کے دیکھنے والے ہیں اگر دیکھو تو

اصلاح:- اس کے عشاق تو پل پل میں جھگڑتے ہیں صفی
ایک کے دیکھنے والے ہیں اگر دیکھو تو

۷: اصل شعر:- وہ جام مئے کے دَور وہ تفریح و سیرِ گُل
وہ رات دن کے عیش وہ شام و سحر کی عید

اصلاح:- وہ جام مئے کے دَور وہ لُطفِ بہارِ گُل
وہ رات دن کے عیش وہ شام و سحر کی عید

۸۔ اصل شعر:-
عید میں تو صفیؔ سے مِل لیجیے
دل میں ارمان سال بھر کے ہیں

اصلاح:-
عید کے دن تو مِل گلے ظالم
دل میں ارمان سال بھر کے ہیں

۹۔ اصل شعر:
گفتگو صاف نہ کر خیر یہ انصاف تو کر
مَیں ترا رُتبہ تری شان کہاں سے لاؤں

اِصلاح:-
مجھ کو خاطر میں نہ لا خیر یہ انصاف تو کر
مَیں ترا رُتبہ تری شان کہاں سے لاؤں

۱۰۔ اصل شعر:
کیا بُری چیز ہے محبّت بھی
کہ مصیبت نہیں مصیبت بھی

اِصلاح:-
کیا عجب چیز ہے محبّت بھی
کہ مصیبت نہیں مصیبت بھی

۱۱۔ اصل شعر:
رُخ حبیب سے ہٹ کر جو سوئے طور گئی
خدا نگہ سے نگہبان بات دُور گئی

رُخ حبیب سے ہٹ کر جو سوئے طور گئی

اِصلاح: قُصور اپنی نظر کا ہے بات دُور گئی

۱۲. [1]
یہ کس مرض کی دوا ہیں بڑی بڑی آنکھیں

اصل شعر: ہماری قدر تو کچھ بھی تری نظر میں نہیں

یہ کس مرض کی دوا ہے بڑی بڑی آنکھیں

اِصلاح:- ہماری قدر ہی جب کچھ تری نظر میں نہیں

۱۳.
یہ کس کا شکوہ میں نے کیا ہائے بے خودی

اصل شعر: جائے نہ رفتہ رفتہ وہاں تک خبر کہیں

یہ کس کا شکوہ میں نے کیا ہائے بے خودی

اصلاح:- پہنچے نہ رفتہ رفتہ وہاں تک خبر کہیں

۱۴.
جھک کے ملنا بڑی کرامت ہے

اصل شعر:- اس سے دُنیا مُرید ہوتی ہے

کیا کرامت ہے جھک کے ملنا بھی

اصلاح:- اس سے دُنیا مُرید ہوتی ہے

---

[1] بحوالہ جناب عدیل

۱۵. ہے بال بال میرا گنہ گار اے صفیؔ
اصل شعر: اتنے گنہ کئے ہیں، نہیں اتنے سر میں بال

ہے میرا بال بال گنہ گار اے صفیؔ
اصلاح:۔ اتنے گنہ کئے ہیں، نہیں اتنے سر میں بال

۱. اللہ کو پکار، اگر کوئی کام ہے
اصل شعر: غافل ہزار نام کا یہ ایک نام ہے

اللہ کو پکار اگر کوئی کام ہے
اصلاح:۔ بندے ہزار نام کا یہ ایک نام ہے

جنابِ شیخ، اجی قبلہ، او بڑے حضرت
تمہارے لب پہ بھی ذکرِ مے و سبو آئے!
(صفیؔ)

مُرتّب کی دیگر مطبوعات

- تلامذۂ صفی اورنگ آبادی RS.60/=
- خیالاتِ حاوی RS.60/=
- اصلاحاتِ صفی اورنگ آبادی RS.50/=
- محاوراتِ صفی اورنگ آبادی (زیرِ طبع)
- خمریاتِ صفی اورنگ آبادی (زیرِ طبع)
- صفی اورنگ آبادی کے خطوط (زیرِ طبع)

ISLAHAT-E-SAFI AURANGABADI
BY
MAHBOOB ALI KHAN AKHGAR



"اُردو زبان و اَدب کے آغاز کے بعد' شمالی ہند میں ریختہ گوئی کی تحریک' ایہام گوئی کی تحریک اور اصلاحِ زبان کی تحریک نے اردو شاعری کو نئے جہانِ فکر و فن تک پہنچایا۔ لیکن "اصلاحِ سخن" کی تحریک نے اردو شاعری کو نئی تازگی و توانائی اور معیار و اعتبار بخشا۔ اصلاحِ سخن کی تحریک کا اثر شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک پورے اردو علاقے پر نظر آتا ہے۔ اصلاحِ سخن کا دائرہ ہر قسم کی اِصلاحوں پر مشتمل ہے' جس میں فنکارانہ اصلاح' معاندانہ اصلاح' عقیدتمندانہ یا دوستانہ اصلاح اور استادانہ اصلاح کا ہر انداز شامل ہے۔ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ استادانہ اصلاح کے دائرہ میں ہر قسم کی لِسانی' فنّی' عروضی اور "شعری رَدّ و بدل"' "ترمیم و تنسیخ"' "حک و اضافہ"' اور "ترمیم و تبدیلی" شامل ہے۔ یہ کام ہر استاد اپنے شاگرد کی خواہش پر رضاکارانہ انداز سے کرتا ہے۔ محبوب علی خاں اخگر نے صفی اورنگ آبادی کی ایسی ہی اصلاحوں کو محنت' لگن اور اخلاص سے جمع کیا ہے۔ انھوں نے شاگردوں کے مختصر ترین سوانحی اشارے بھی مُہیا کیے ہیں۔ اگر سوانحی اشارے اور طویل ہوتے اور اصلاح کی وجوہ (توجیہہ) بھی بیان کردی جاتیں تو اس کام کا ادبی وزن و وقار اور بڑھ جاتا۔ موجودہ صورت میں بھی یہ کام اپنی جگہ ایک اہم علمی خدمت ہے جو دیر تک اور دُور تک طالبانِ فن کی راہ میں اُجالا کرتی رہے گی۔ مَیں اخگر صاحب کے اِس علمی کام کا خیر مقدم کرتا ہوں۔"



پروفیسر عنوان چشتی

ڈین آف فیکلٹی' ہیومانٹیز اینڈ لینگویجس

جامعہ ملّیہ اسلامیہ۔ نئی دہلی ۲۵

اصلاحاتِ صفی اورنگ آبادی

مرتب: محبوب علی خاں اخگر قادری

قیمت: Rs. 60/-